



www.maktabah.org



www.maktabah.org



www.maktabah.org

مَرْبُوبِكُمْ عَلَى اللَّهِ وَهُوَ حَسْبُهُ

بفضل آقای و جہان نیر مرصیف شریف، ابرق مرصیف، خاندان مرصیف خانان، مصطفوی

دیوان نیر
مرصیف خانان
و غیر ربطہ جوان

۱۳۰۸ھ مطابق ۱۹۸۸ء

المصطفیٰ اکادمی لطیف آباد

فہرست

صفحہ		
۳	از جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب	۱: عرض حال
۱۳	از حضرت میرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ	۲: فارسی دیوان
۹۸	مختلف شعراء کا کلام	۳: خریطہ جواہر
۱۷۹	از حضرت میرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ	۴: اردو کلام
۱۸۵ تا ۱۹۲	از جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب	۵: حضرت مظہر کی فارسی شاعری

۱۹۸۸ء

ناشر

المصطفیٰ اکادمی، لطیف آباد، حیدرآباد

عرضِ حال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت مظہر رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی دیوان مع خریطہ جواہر پہلی بار ۱۳۴۱ھ میں مطبع مصطفائی کانپور سے شائع ہوا تھا اور عرصے سے نایاب تھا۔ راقم الحروف کو اس مطبوعہ دیوان کا ایک نسخہ مولانا حسنت علی خاں مرحوم (محلہ تھانہ پاکھڑ، رام پور) نے عنایت فرمایا تھا۔ بارہا ارادہ کیا کہ اسے شائع کیا جائے۔ بارے اب موقع نصیب ہوا ہے اور اسے من و عن (قوٹو لے کر) شائع کیا جا رہا ہے، کیونکہ ایسی کتابت موجودہ دور میں بہت مشکل ہے۔

عبدالرزاق قریشی مرحوم نے ”مرزا مظہر جان جاناں“ اور ان کا اردو کلام (مطبوعہ بمبئی ۱۹۶۱ء) میں حضرت مظہر کے اردو اشعار مختلف تذکروں میں سے جمع کر کے شائع کیے تھے۔ وہ بھی یہاں شامل کیے جا رہے ہیں اور آخر میں خریطہ جواہر کو بھی شامل کیا جا رہا ہے جو حضرت مظہر کے انتخاب کردہ فارسی اشعار کا مشہور مجموعہ ہے۔ اس مجموعے میں حضرت نے قریب پانچ سو معروف اور غیر معروف شعراء کے ایسے اشعار کو شامل کیا ہے جو وہی کر سکتے تھے۔ اس انتخاب سے ان کے بلند مذاق و مزاج کا اندازہ ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُس دور میں انہی کو عطا فرمایا تھا اور حقیقت ہے کہ اس انتخاب کا جواب نہیں۔

دیوان مظہر کا مخطوطہ (۲/ ۹۹-۳ صفحہ) جو انجن ترقی اردو سے منتقل ہو کر قومی عجائب گھر کراچی میں محفوظ ہے وہ اس طرح شروع ہوتا ہے :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين، والصلوة والسلام على رسول محمد وآله واصحابه اجمعين۔ اما بعد آنکہ فقیر جانِ جاناں متخلص بہ مظہر سہر جان جانی تخلص، علوی نسب، بخاری وطن، حنفی مذہب، نقشبندی مشرب، نشوونما در خاک ہندوستان یافتہ، در اطراف عمر بیت سالگی، گدائی در فقر اختیار کردہ، امر و زک ہزار و صد و پنجاہ ہجرت، عمر ضالعیث نزدیک پچھل رسیدہ۔ چوں از قضا ضعف در باغ، تاب ندر اسباب نامی آرد تخر و خانہ، بدر و بیشیا بسر می برد۔ ہر چند

۱۔ حضرت مظہر نے یہاں اور بعد والے (ساتھ سال کی عمر والے) دیوان کے شروع میں اپنا نام جانِ جاناں ہی لکھا ہے ریاست دیر اور جے میں جو مکتوبات آپ کے دست مبارک کے لکھے ہوئے موجود ہیں ان میں بھی "جانِ جاناں" ہے۔ دیکھیں؟ مجموعہ لواحق خالقاہ مظہرہ (جدید راباؤ ۱۹۴۵ء بوجہ ۳۶ کے مقابل کا عکس) میر تقی میر نے نکات الشراہ میں صحیح لکھا ہے کہ "پدرا اور راجا جان نام داشت۔ از قضا شفقت مرزا جانِ جان می گفت؛ لیکن بعد میں حضرت خود ہی جانِ جاناں لکھنے لگے تھے۔"

بھگوان طاس ہندی نے ۱۲۱۹ھ میں تذکرہ سفینہ ہندی لکھا تھا۔ پروفیسر عطاء الرحمن کا کوئی نے ۱۹۵۸ء میں شائع کیا ہے۔ اس کے صفحہ ۸۷ میں حضرت مظہر کے متعلق اس طرح ہے :- "والذہن میرزا جان نام داشت نظر برآں پسر راجا جان نام تہادہ بود۔ بجانِ جاناں تہرت یافت۔ میرزا غلام علی مظہر تخلص مباحثہ کر کہ من پیرم و این تخلص ازابتہ اختیار کردہام۔ شہا و جوان ایدر تخلص من بگزارید۔ میرزا جواب گفت؛ این تخلص مرا موی ہوگا عطا کردہ، آخر قرا یافت کہ در شہوی مولوی معوی قال یہینید ہرچہ ہر آید برآں عمل کردہ اید چنانچہ میرزا غلام علی، شہوی را بطور فال بکشاد۔ این بیت برآمد :-

جانِ اول مظہر در گاہ شد جانِ جان خود مظہر اللہ شد

آخر ہر دو صاحب تخلص بحال داشتند۔ اسی تذکرہ میں حضرت مظہر کے بعض شاگردوں کے نام آئے ہیں: جمید بیگ انہر (صفحہ ۱۹)۔ محمد رفیعہ (دومند صفحہ ۷۷)۔ سلیم لعل عزت (صفحہ ۱۳۸)۔ شیخ غلام علی سنی (صفحہ ۲۱۳)۔

عمرے دریں فن شعر صرف کردہ است انا بہ یقین دانستہ آدمی ملاکہ اشرف انواع مخلوقات است
 از برے کار ہا شریف تر از نظم و نثر آفریدہ اند کہ اس کمال سرمایہ افتخار بلند ہمتاں، گردودر بعضے
 اوقات کہ ان خدمت مدرسہ و خانقاہ فرستش ہم رسد تجر یک شورے کہ نمک خمیر اوست بے بقراباً
 وامی کند چون نالہ اش اکثر موزوں واقع می شود و عزیزان از راہ جوہر شناسی و قدر دانی بمیزان
 [ادب] اشعارش می سنجیدند۔ و گرنہ اونو نہ گردل مرده خود است، از بس نظر نیر کاں یافته حسن قلبی
 بہم رسیدہ است۔ اوسچانہ نغالی، حسن خاتمہ ہم نصیبش کند چون آدمی نسبت بد دیگران بحقیقت حال
 عالم تراست محلے از احوالی سراپا وبال، بر عنوان دیوان خود تحریر نمود۔ الہی نجر یاد مگر ب العباد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا در انتظار حمد ما نیست محمد چشم بر راہ تنہا نیست
 خدا در آفرین مصطفیٰ بس محمد حامد حمد خدا بس
 مناجاتے اگر باید بیان کرد بہ بیتے ہم قناعت می توان کرد
 محمد از تومی خواہم خدا را الہی از تو عشق مصطفیٰ را
 در گلب واکن منظر فضولیت طلب از حاجت افزوں ترفضولیت
 ز تحریرم غرض عرض ہمز نیست دماغم را ازین بوہا خبر نیست

اس مخطوطے کے ابتدائی دو صفحے یہاں ختم ہو جاتے ہیں۔ اس مخطوطے کے
 مقدمے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا دیوان پہلی بار ۱۲۵۱ھ میں (چالیس سال کی
 عمر میں) مرتب ہوا تھا۔

مطبوع مصطفائی کانپور کے شائع کردہ دیوان مظہر (۱۲۴۱ھ) کے شروع میں
 حضرت مظہر کا مقدمہ اور ناشر محمد عبدالرحمن بن حاجی روشن کا دیباچہ اس طرح ہے۔

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بعد اعتراف عجز و تقصیر از تحریر و تقریر مجدد شامی بقدیر و نعمت حضرت

بشیر و نذیر علیہ آله و صحابہ آلاف الصلوات و التحیات من العظیم انجیر غرق بحجر عیسیٰ

محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد و شن خان بخدمت ارباب صدق و صفا

حضرات اصحاب خلوص و مصطفیٰ گزارش میدهند که شیفته رضاجوی اهل اتحاد و اولاد

صیافت طبع صاحبان فهم در شاد و آقا طبع بصیرت قلب داعیه آن می باشد که

خدمتی پسندیده آرد و هدیه جدید در حضور حضرت ابرازین گزارد و بواسطه آن مایه مبارکات

و ذخیره ثوابات اندوزد و در نیاز بگلگون نازش و فخار برافروزد درین قرین

که قائد تقدیر و سائق مشیت ایزد سمیع و بصیر از ذوق تحیر را به بلبله دهنده کی کشد و را

خیر البقاع بخدمت ارباب فضل و کمال و زیارات اهل قال حال نیز رسیدم و خانقاه
منظیره را بیدیه ارادت دیدم و شرف ملازمت جناب مولانا بفضل اولنا شاه
احمد سعید رضا و شاه مولوی عبدالغنی صا لا زالت شمس کاتهم
بازت در یافت در آن مکان برکت تو اماں بنهای لطیفه و نقائس نسیفه بنظر آمد
اگر چه آن خوان کرم پراز اولون نعم بود من اگر سینه و آن حوض فیوض لبر نیز از راه
مُعین بود من تشنه فاما زمان مکث قصیه بود و مشیت تقدیر بر خلاف تفسیر
احترام بحکم مالا یدک کله لایرک کله بمساعی کثیره و یوان غنزل جناب
واقف اسرار ملکوتی کاشف اسرار جبروتی عارف کامل محقق وصل منظر حقائق ربانی
مصدر و قائق غیبی حضرت شمس الدین حبیب الله منظر حقیقی مذہب تائبی
مجدوی مشربا المعروف بمیرزا منظر جانان اسکنه الله فی فراوس
ابجان بحر طیبه جوامع که جناب شان در ایام شباب از وادین استانه

التقاط فرموده بودند و کمال طمع و رغبت علی اللّٰه دوم منصب العین میداشتند
 و نسخه مذکوره اکثر بایجذمت شاه غلام علی حسامی بواسطه تعارف بدست
 آورده فوزه عظیم پیدا شد و رقم مراد بر لوله دل نکاشت چون اشاعت آن گوهر
 برای احتیاط ارباب مذاق بمضمون مصرع که حلوا به تنه بانایت خورد
 مرکز خاطر فایز گردید بعنایت الهی آن تنها هم آن عو شش حصول گشت و در آن
 مع ضمیمه آن با تمام احقر طبع پوشید اکنون چشم توقع در قربان ناظرین انصاف
 و مبصرین و دوازده عتاف چنانست که هر گاه بمطالعین گلستان نجران گنج شایگان
 خطی و لطفی بر دارند برای خاتمه نجران امیدار منفرد کردگار حبه شد دست عا دراز
 فرمایند که ان الله سبحانه و تعالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 بعد حمد و صلوة فقیر جانان متمخلص بنظر سپهر جان جانی تخلص که

علوی نسب هندی مولد حنفی مذہب و نقشبندی مشرب است احوال خود را بعض
 اجباب میرساند که در سال شانزده از عمر بر روی این خاک را بجای تیمی نشست و دست
 مشت خاک فرو برد اما آن درویش آن دست بی سال برد و در وقت آنجا که رو
 کشید ایام گزیده عمر درین شغل شریف گذرانید بچول الله و قوت در طول مدت زندگی
 دست طلب بلوچ و نیانیا کو دو پاسعی درین راه نرسید و امر و زک که هزار و صد هفتاد
 بهجرت و عمر شصت رسیده از بیست سال بکنج عزت آرمیده او با میر حضرت ^۴
 مشایخ رضوان الله علیهم اجمعین تبصیح نسخہ وجودی نوع مشنولست با آنکه فردا بطل
 شخص از هنوز هزاران غلط دارد و در هنگام جوانی تبحر یک شو عشقی که نمک خمیرش
 بود و اها می خوردن میکرد باین تقریب نام خود را بشاعسری بود و از و الا، سمتی
 سر جمع اجزای سودا و مواد کلیات نداشت بیشتر سرمایہ بخشش با و در وقت و در
 باقی ارباب نقل و روایت تصرفهای نایاب کرده است چنانچه غلط روان دادند و گویند

چشمیکہ نداشتند از انصاف پوشیدہ نقصان ماندنشان قائل گردند و مغز سخن
 نارسیدہ در پوست این ناتوان افتادند و دریں کم فرصتہا کہ اندیشہ مردن پیش از
 و تدبیر غیر غریب در شپیت با اختیار خود بجز بر این نقصان پر وقتن معلوم نوجوانی با
 جانی جمع و صحیح این کلمات تکلیفم کرد و بعد از آن سفینہا می بسیار از بیت ہر
 بیت قریب یکہزار آل ہم بی ترتیب و لطف و اکثرش غرض لہای نامتاست آواز
 نظر گذشت ہرچہ خارج ازین جمع است طرح دانند نگار از وارت آوازہ کہ بسیار کم
 اتفاق می افتد یا از مسودات کہن آنچه میسر می آید و از نظر میگزرد و درج نموده
 میشود مسلمت پیش ازین بیت سال عزیز شمش از اشعار فقیر فراہم آورده
 بعض فقیر رسانیدہ تمنائی تحریر عنوانش کرده بود سطر ی چند از قلم رنجیہ حالاً
 از معتبر نشانند کہ آن مطالب در ضمن این عبارات داخل است والسلام

علی من تابع الہدای

عہ در پوست افتادن در عیب کہے غور نمودن و ظاہر کردن عیب کے ۱۲ بار عم

اس مقدمے کے آخر میں آپ نے فرمایا ہے کہ آج سے بیس سال پہلے ایک عزیز نے میرے کچھ اشعار کا مجموعہ تیار کیا تھا اور اس کے شرف میں کچھ حالات مجھ سے لکھوائے تھے، لیکن اب یہ مجموعہ (۱۹۸۰ء میں) دوبارہ تیار ہو رہا ہے اس میں میرے بیس ہزار سے زائد اشعار میں سے قریب ایک ہزار اشعار ہیں۔

دیوان کے ناشر محمد عبد الرحمن کے دیاچے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت منظر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۰ھ) کے پاس یہ دیوان محفوظ تھا اور اس کی اشاعت کے وقت (یعنی ۱۳۴۰ھ میں) حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمہ (م ۱۳۴۴ھ) اور ان کے چھوٹے بھائی شاہ عبد الغنی علیہ الرحمہ (م ۱۳۶۶ھ) ابھی دہلی ہی میں تھے ①

دیوان منظر کے ایک ② اور مخطوطہ (۳/۹۸ - ۳/۳۳۸ - مملوکہ انجمن ترقی اردو - مخزنہ قومی عجائب گھر - کراچی) کے مقدمے میں حضرت منظر نے یہ بھی بتایا ہے کہ حضرت محمد حنفیہ کے توسط سے (۱ اور ۲۸ واسطوں سے) وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔ وہ مقدمہ اس طرح شروع ہوتا ہے:-

① یہ دونوں بزرگ ۱۲۴۳ھ کے گذر کے زمانے میں دہلی سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے۔ وہاں رباط منظر پہنچی کی ہے

② قومی عجائب گھر کراچی میں ایک مخطوطہ ۱۶۹ - N.M. 1962/168 ہے۔ اس کے آخر میں حضرت منظر کی تاریخ وفات منظر کل (۱۱۹۵ھ) درج ہے اور یہ کہ انھوں نے شہادت کے وقت یہ شعر کہا تھا:-

بلوچ تو ہمیں نقش بایدر ساخت تحریرش
کہاں مقبول را چڑے گناہی نیست تقصیرش

۱۲۴۱ھ کے مطبوعہ دیوان مع خریطہ جواہر کے بالکل آخر میں حضرت قاضی سدا اللہ پانی پتی کی کہی ہوئی یہ تاریخ درج ہے۔ اولاً مع الذین انعم اللہ (۱۱۹۵ھ)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد از حمد و صلوة فقیر جانِ جا مانِ مخلص بہ مظہر سیر میرزا جانِ جانی تخلص کہ
علوی نسب، ہندی مولد، حنفی مذہب، نقشبندی مشرب است، نسب اس خاکسار بہ
پست و ہشت واسطہ بتوسط محمد حنفیہ، پشیر پیشہ کبریا علی مرتضیٰ علیہ النجیہ والسلام می رسد۔
احوال خود را بعض اجاب می رساند کہ در سال شانزده از عمر پرورے اس خاکسار غبارِ قیمی
نشست و در بیت، مشیت خاکِ خود را بدامن درویشاں بست.....

① اس مقدمے میں بھی یہی بات ہے کہ وہ ان کی ۶۰ سالہ عمر میں مکالمہ میں مرتب ہو رہا ہے۔
حضرت مظہرؒ کے حالات مختصر تذکروں میں تفصیل سے موجود ہیں اس لئے یہاں نہیں لکھے گئے۔

احقر غلام مصطفیٰ خاں

۱۲

اعتذار | اب چونکہ دیوان مظہرؒ اور خریطہ جواہر دونوں کا عکس شائع کیا جا رہا ہے اس لئے ان
دونوں کے اصل صفحات کو قائم رکھا گیا ہے۔ لہذا دیوان کے پہلے صفحے کا نمبر ۵ ہو گا لیکن تسلسل کے
محافظ سے ص ۱۱ ہو گا۔ اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔

① ۱۹۸۱ء میں حضرت مظہرؒ نے اپنی عمر ۶۰ سال کی بتائی ہے۔ نجفی رائے شیخ نے چیمپان شہر میں حضرتؒ کی
ایک تحریر نقل کی ہے جس میں حضرتؒ کے اسلاف کا ذکر ہے اور شروع میں اس طرح ہے کہ ”در عشرہ اولی ماتہ ثانیہ بعد
الف ولادتش (در اکبر آباد) اتفاق افتاد“ ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب نے (تاریخ ادب اردو۔ جلد دوم۔ حصہ اول
صفحہ ۳۶۱۔ لاہور ۱۹۸۲ء) حضرت مظہرؒ کی اس تحریر کا حوالہ بھی دیا ہے کہ شب جمعہ ۱۱ رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ
کو پیدا ہوئے تھے۔ لیکن حضرتؒ نے ایک خط میں اپنا سال ولادت ۱۱۱۳ھ بھی لکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف
کا خیال ہے کہ چونکہ ۱۱۱۳ھ میں ۱۱ رمضان المبارک جمعرات کو تھا۔ جمعہ کو نہیں تھا، اس لئے ۱۱۱۱ھ ہی صحیح
ہو گا۔ حالانکہ تقویم میں ایک دن کا فرق کوئی فرق نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا کہنا ہے کہ انھوں نے مذکورہ بالا
ظہنی مقدموں کے عکس غایت فرمائے تھے۔

گر و خاشاک را شک با چکیده را	آه چسان جد کنم ز کف پاش دیده را
تا زگی از خدای زنگ زنج بریده را	بختم اگر دکنه پای بر روی من نمی
صید نمیتوان نمود بل دام دیده را	جسته دلم ز قید زلف کی شودت ای خط
زود بردار دل بر من جان بلب سیده را	آتش ز خرد گریست صید چون طلیده است
ایک کسی نگر گوش حرفت جان دیده را	غشج شکفت دم ز او جلوه پیش روی بار
حسرت پای بوس گسیت اشک بر دیده را	غوغا حیرتم که صیت این چه گریه سب

درد بود ز غم ز کف پاش دیده را
 چون ز غم ز کف پاش دیده را
 بیک کسی نگر گوش حرفت جان دیده را
 حیرت پای بوس گسیت اشک بر دیده را

زخمی آن مرد دلم بر نفسی او در زبانش	
رفتن اگر چه شکل است خار با چکیده را	

لب لعل تو احیا میکند دین مسیحارا	کند روی تو روشن چشم عقوبت لیچار
که در کار است جیب پاره دامان حواریا	جنون سوی بیابان کشند دیوانه مارا
که در سختی بجای کعبه سجودت خارارا	دلی دارم که گرد آن دل بر جرم میگردد
سیر کردم با نذک چشم پوشی روی بنیادرا	نشستم حاجت چون نقاب ز بزرگوارا
پیران همچون غنچه باد کس آقا صحرارا	خداوند پیران زین حال این وا در جوارا

دین مسیحارا
 جنون سوی بیابان کشند دیوانه مارا
 دلی دارم که گرد آن دل بر جرم میگردد
 نشستم حاجت چون نقاب ز بزرگوارا
 خداوند پیران زین حال این وا در جوارا

ز عشق او بجا کی تسلی میشوم مظهر	
که غم سوزن چون شعله سوزد آرم ابارا	

۱۲
 در بابی بیوفای بیوفای بودی مرا
 تا ز پنج خود پستیها دمی آسودمی
 به چو مظهر کاش را بی باجا بودی مرا

<p>چون وفای نیست خوب از آنچه خوش بودی اگر</p>	<p>در بابی بیوفای بیوفای بودی مرا</p>
<p>۵</p>	<p>تا ز پنج خود پستیها دمی آسودمی به چو مظهر کاش را بی باجا بودی مرا</p>
<p>شعله بر از نظر انداخته فنا خاک مرا میکند یاس پشش دل فنا خاک مرا نشانه بهم زلف بودید صد چاک مرا او چنین شمع صفت شعله در کف مرا</p>	<p>آب پیش کسی میت کف خاک مرا تبه مردم حرمان زده ام و ز نسیم یک سر طره بدست من یک در کف او چون شود بزم سخن گرم توان نیکم خشم</p>
<p>هست چه بر حسن آئینه مظهر آنا می بستند بخدا فی نظر پاک مرا</p>	<p>از سرفروزی نشان یارب که سیداری نام آدمی نیست در عالم چون که آستان در فتن دیو انگیزها طرز خاصم داده اند بنده تجویز تقدیرم که دوزی کرده است</p>
<p>کار با افتادگیها گرفتاری مرا تا بشاخ گل رسم گرفت صیادی مرا اقتدای نیست با همچون فزادی مرا خاطر بنم ترا و جان ناشادی مرا</p>	<p>نام از مظهر آرد و درم بنشاهی فخریت کاش خردم زده خود را آردی</p>

۲۰
 در بابی بیوفای بیوفای بودی مرا
 تا ز پنج خود پستیها دمی آسودمی
 به چو مظهر کاش را بی باجا بودی مرا
 شعله بر از نظر انداخته فنا خاک مرا
 میکند یاس پشش دل فنا خاک مرا
 نشانه بهم زلف بودید صد چاک مرا
 او چنین شمع صفت شعله در کف مرا
 آب پیش کسی میت کف خاک مرا
 تبه مردم حرمان زده ام و ز نسیم
 یک سر طره بدست من یک در کف او
 چون شود بزم سخن گرم توان نیکم خشم
 هست چه بر حسن آئینه مظهر آنا
 می بستند بخدا فی نظر پاک مرا
 از سرفروزی نشان یارب که سیداری
 نام آدمی نیست در عالم چون که آستان
 در فتن دیو انگیزها طرز خاصم داده اند
 بنده تجویز تقدیرم که دوزی کرده است
 کار با افتادگیها گرفتاری مرا
 تا بشاخ گل رسم گرفت صیادی مرا
 اقتدای نیست با همچون فزادی مرا
 خاطر بنم ترا و جان ناشادی مرا
 نام از مظهر آرد و درم بنشاهی فخریت
 کاش خردم زده خود را آردی

<p>بافس نیست چون فی نار سائیم ما کرده اندین شوخ چستان نار نار آخره بر بیداریم دست از دهن دیوانگی برنج و چیتهم تر یاد در میزدای باغبان</p>	<p>ز نذره استیم چون شمع گیانیم ما نه بجز اواده شمشیر از آسیم ما هم جو گل لب تشنه خون گریسیم ما بهر گل بریم و به سینه باز آسیم ما</p>
<p>نیمتیم آگاه منظر از فن آوارگی همجو موسی بل ما تم نو بر شایسیم ما</p>	
<p>بهداره که در خون نماید شمس گل را بنجا طهرت کرد دیوان گشتن نقاب بر نام زیری قامت چمن خم شود با خوشه آید</p>	<p>کنده گلگیر شبنم ناما منقدر لبیل را نویسیم جامی بسرم انده شعل شاخ سنبل را که هرگز اعتبار نمیست بخورد و سرب را</p>
<p>از ان بر دم در بنا خود شوخین و منظر که ناحق بر وفا بست دست لفت کاکل را</p>	
<p>بیا و فرصت شوخی به زبان مرا مباد و بچو گلین جرن پوست کنده نم چه آتشم زنی امی نو بهار اگر دواست اگر چه بکیندی منم خورشید منظر</p>	<p>مکن بلند کن شعله صفان مرا بیا و مهر چو خاتم مکن دیوان مرا بزنگ کلاب چو سخا نه آستیان مرا که میکند بو فایار آستان مرا</p>

له تر
 که گلگیر
 بیرون است
 ایامی شفق
 فریاد چینه
 له تر
 که در است
 ایامی شفق
 بیرون است
 ایامی شفق
 فریاد چینه
 ۲۱
 ایامی شفق
 بیرون است
 ایامی شفق
 فریاد چینه

<p>عرض دل بوزن سخن سوختی هر سخن را اگر این باد در دیر زمین نامش باشد نه با گل باشد مگر گاهی گودش کردیم</p>	<p>ز دی ظالم بی یک تیره تر نشانی را گل خرابم گرفت ای طبلان هر نشانی را چه واقع شد که زدی حسین آرزو جان را</p>
<p>شدی تن باغ عازانه گلهای تر سخن چرا با خورده زبیر مظهر بگانی را</p>	
<p>تا بنام محرم گویم نام جان خویش را پادشاه عالم ویرانه ام مانند سیل دیگر گل هم در باغ باغبان نازگرت</p>	<p>مهر خدام کرد چون خاتم دباغ خویش را کرده است تحت روان طبع روان خویش را از چمن بر دست بلبل آسمان خویش را</p>
<p>هر که مظهر حال کن سوزن لب و باو چون کلبه قصه گویم در میان خویش را</p>	<p>کنایه از سخن برون از زبان در زبان باز در زبان باز در زبان</p>
<p>ای همین مرد و الکم کرد دست ز ناتوان ما نفس دانیم و بس را همین از ما چه پرسی نفس چون میکنی از سینه صد گله با ما</p>	<p>تو باشی مایه آزاری که ام جان ما را که پیش از باغ پر برده شدی از آستان ما را چیز از ناتوان کردستان جو میان ما را</p>
<p>ز تیره محبت در لوش کردیم مظهر بجا باشد اگر خواندند از آن باغبان ما را</p>	

لحظه ای زمانه
ز تو تیره محبت
مهر از تیره محبت
است همیشه چون
بنام محرم گویم
دینان از غلظت
فردان نشسته و تیره
باشت بگشت غلام
تیره تر از تیره
که بر او فدا می گردی
۲۲
عشق از تیره محبت
عشق از تیره محبت
عشق از تیره محبت
عشق از تیره محبت
عشق از تیره محبت
عشق از تیره محبت
عشق از تیره محبت
عشق از تیره محبت
عشق از تیره محبت
عشق از تیره محبت

ردیف تالی فوقانیه

<p>آتش بلندگشته ز گلشن بهار نیست یک سنگ اهنیت که لوح نزار نیست اشکی که رشک صد گهر ابدان نیست آن دل که هیچ پیش تو اش اعتبار نیست سوزی که با بنابر جسم دو چل نیست در رفتنش چو عمر عزیز اعتبار نیست عیسی در دخت خود دم اعتبار نیست</p>	<p>در چشم من که بیهودم را اولان نیست جان داده اند بسکه عریان درین یار حسن لب نگردد بقفت بختم در میرتم که بهر چه بروی دوست من نازم بهمتش که دل خوش نمیکند زین به چو بگذرد نشیند ز بیم غیر مرگ آرزو کنم چو شوی مهربان من</p>
<p>مظهر سبزه بخیر از حال اشک من لعلی است اینک در گره روزگار نیست</p>	
<p>کسی که بنده بخواند مرا خدا نیست بسخاک مغز و طبعم گوئی از زبانی نیست تو واقفی که چه از ناله مدعا نیست بهر جفا که دولت خوش شود ز من نیست فراق یار که در برینه اش نامی نیست</p>	<p>علا غم شتم و لطفم در کم بهائی نیست هزار عمر فدای می که من از شوق خدا نکرده بر همین زبنت کند فریاد جزای آنکه همچون لعلی و فاکر دم برای خاطرش می اندیوان آرزو</p>

ای عالی سواد
 ناز میگردم که با آن
 که گفتند در چشم
 چنان نمی توانم
 نمی شود در این دنیا
 می گوید

۱۱
 آتش بلندگشته ز گلشن بهار نیست
 یک سنگ اهنیت که لوح نزار نیست
 اشکی که رشک صد گهر ابدان نیست
 آن دل که هیچ پیش تو اش اعتبار نیست
 سوزی که با بنابر جسم دو چل نیست
 در رفتنش چو عمر عزیز اعتبار نیست
 عیسی در دخت خود دم اعتبار نیست

<p>بگاسه اس ننگ از شورگر میاشنت طیبیب پنج مرد و دل دو میاشنت</p>	<p>فنگ چرامن غم دیده را نیازارو ازین رخ یاده بحال من التفات کن</p>
<p>مکن شکایت آن با تیزد خرم مظهر بهین که عاشق مویلیانم خطای</p>	
<p>که رخت ترشده بایاقاب گنشت چو عکس آینه باید مراد آب گنشت ذخیره فی روزی حساب گنشت گرفت دستم در دست آنجناب گنشت چو او گنشت باین جانان خراب گنشت برفت آینه داری باقاب گنشت</p>	<p>دل بروی تو این دیده پر آب گنشت بلاک جلوه یارم بچاک سپارید نداشت سایه ییکه بهر است خورش دم پسین بدرم در دواع حضرت عشق فنگ لایت معمورم بچون داو بجاوه گاه و نشاطه چون عالم عشق</p>
<p>نماز مظهر ماطامتی در رفت بچاک نجات خود تو لای تبر گنشت</p>	
<p>بیج آنگلی زدوت که در دانه دوست آتش این خامه نوزان بنی شتر دوست بیج جز در دو از عاشقی موقوف دوست</p>	<p>بیج کلبرگی بنگل شک خون آلودست خبط اشک که از ما گرفتار آن مجاه با جفا جور با مهر دو فایمیت کار</p>

در ترازو نشانی غم دیده را نیازارو
ازین رخ یاده بحال من التفات کن
فنگ چرامن غم دیده را نیازارو
ازین رخ یاده بحال من التفات کن
مکن شکایت آن با تیزد خرم مظهر
بهین که عاشق مویلیانم خطای
دل بروی تو این دیده پر آب گنشت
بلاک جلوه یارم بچاک سپارید
نداشت سایه ییکه بهر است خورش
دم پسین بدرم در دواع حضرت عشق
فنگ لایت معمورم بچون داو
بجاوه گاه و نشاطه چون عالم عشق
نماز مظهر ماطامتی در رفت بچاک
نجات خود تو لای تبر گنشت
بیج آنگلی زدوت که در دانه دوست
آتش این خامه نوزان بنی شتر دوست
بیج جز در دو از عاشقی موقوف دوست
بیج کلبرگی بنگل شک خون آلودست
خبط اشک که از ما گرفتار آن مجاه
با جفا جور با مهر دو فایمیت کار

۲۶

بگاسه اس ننگ از شورگر میاشنت
طیبیب پنج مرد و دل دو میاشنت

<p>که این تپ است که مخصوص جوانانست که شش قلم من آه و فغان بان منست چو در دوسرکت داز ز تپ نشانست</p>	<p>لکن باین شکلی ای تقیب دعوی عشق ز نار شکوه غرضت این گان نبر مژده سوز گان را فطط نخواهی کرد</p>
<p>چو بوی گل دل غنچه شیان منست که غم زین سمن در دهر مهربان منست</p>	<p>شدم غم زین سمن نظر از بگری اگر گفته است که تنها بیک سمن نظر</p>
<p>از برای داغ دل آتش ز طور آورده است تایشمانی چو پیرین را بشو آورده است بر سر نانش نیاز بار آورده است آن سپی و داورین را وی غم آورده است ناز را معجزش که طوفان از تو آورده است از عدم زگر عصا با چشم کو آورده است</p>	<p>تا جر جاسم در داز راه دور آورده است در د محرومی از تو دارد که مرگ تو مکن کی بمشوقی سر آن شمع می آید فرود تا ز خاک ملبز در دهنش جان گویا سیل خون از سینه گرم در آن غم عشق بی طلب سپید بیک می باید بر کس میزند</p>
<p>مژده منظر سوز خاک بخت دوم کاروان ایبار این بار تو آورده است</p>	
<p>صورت آینه سان نقشش بر آبی بوده است سینه ز اوجب تکمالت آبی بوده است</p>	<p>خوب چون دیدیم بود ما سر این بود است شعله و انمی نزار و تیرانغ افتاده است</p>

و زان بر تپان
بینه شوق
تپان شیان
بموش کوه

عشق
بیمت ازین
تو را دیدم
۲۸

کاروان آتش
ببین این
کاروان آتش
ببندد از کج
سوزان کوب
حس دهر

کسوز طسج بلند خودم لقمین گوید	که بزترین غزل نیز آسمانی هست
مکیده لب تیغی که امشوخ نامی دل	که با زرب لب زخم تو رنگ با پای مست

درد که بیخبر غزل از آن
به مطلقه شکر از آن پدید
غزل ز زمین گینه

در گویونه توان کرد یاد و محفل	
الربا لعا عشق لوزجوانی است	

عده در از این
از این سخن بیان
گویی یعنی عشق تو بنی
بسی از دل که تو بگری
پای تو در دلم زده

سوزن چون کمال افت قابل تو نیست	خاک انا که ستر آساز تو نیست
آن قدر پیوسته با هم خانها دار که کس	کوچه آباد و تر از کوچه در خیابان نیست
یک طبع پیدان کار ما را می تواند نشان	بچه جوایی بر سر ما منت نشین نیست
کشتن ما تو امان نیست چندان خوبی	خون ما چون رنگ گلستان در دگر نیست
از دل سنگ ترا آفتی نخواهد شد	اگر سحر در ده میکویرم تو با نیست

مطلب از دو جلدیهای خامی با هم نبرد	
حالتی فارم که هرگز قابل نیست	

عده در از این
بسی کارها از این
حال نشدند
عده در از این
بسی نگرانی
نزد من و شما از هر دو
اینها در دست است
نست

یکی میا بر خاک ماکه جای خمیست	خرا بیست ولیکن در هر لای خمیست
خدا خوشتره چون وصل میا باشد	فراق با چه بنا سازی شای خمیست
سرم بجز غم نیست عیسی چه سر از و آید	بر جان من این هر دل در ای خمیست
مس وجود طلامی شو در عجز و نیاز	شکل شجاع برابر چه کیمیا خمیست

بیداریت ز خواب عدم شود بیدار
بچشم کشته سپران و ن جفای خمیست

بچشم کشته سپران
بچشم کشته سپران
بچشم کشته سپران
بچشم کشته سپران
بچشم کشته سپران
بچشم کشته سپران

نگرد و میل دنیا می فاخته منظره
اگر چسب بزیست پارسا خمیست

چشم من بکبر محرومی دیدار گریست دید که نشماید تهنه لبی میباید	اگر یاز هم برین دیده خونبار گریست ایستاد برین مزرع و بسیار گریست
چون بخش بر تو مگر بیاد است آمد سکاب ندان تو روزی بخیا الم گریست	دست بر سوز و بر حالت من بار گریست بعد از آن دیدم من گوهر شاد گریست
نفیست این بر که باری بنماید ما	بر سیه روزی شاد است تیار گریست

۳۱

کیمت امروز سحر بر منظره دیوانه
نگد بر شب بر تناسی تو صد بار گریست

تا بر غنچه رخسار چشمش تو خندان شده است شکر طفلان که در صورت دیوانه	زخم نپایان دل مسینه نمایان شده است از هجوم شتر سنگ چراغان شده است
تا کجا نشکند آخر گل دیوانگیم غیرت دل بریت آه کجا رفت بیا	طره اش از تو دستار نمایان شده است سینه تریب بر وقت غزالان شده است
عشق و صد کوه الم ظاهر در کشته نمایان	دلش از عشق جان سخت پستان شده است

بچشم کشته سپران
بچشم کشته سپران
بچشم کشته سپران
بچشم کشته سپران
بچشم کشته سپران
بچشم کشته سپران

بلبلم لیک هوا دار گل داغ خودم آخر کار علاجی نبود غمیه از داغ	بچوم غنا قفس کار بگلزار نمیت کس جز آزار طیبین ایام نمیت
---	--

ایضا

اگر ز بندگی چون منی ترا عاقت بجنگ آن دل چون ننگ میوه دل من فدای عاشق نازک دلی شوم که برو از خاک خسر و شیرین میید خار نوز کشیده ایم بر جامه جانگداز لزل توزنده شمس خریدار بنده بسیار چه پیشته است این بانگی جگر دار است بغیر کشتن خود هر چه هست متواکلت ز خون ناحق فریاد کوه گلزار است بگام تو صله ز سر اصل چه مقدار است
--

ایضا

لی تو جان آزرده و دل شمنم گریه است بر سر خاکم باد دم زنی امی صورتش دل که غرق آتش سودت گمانی نمود چون مدارم در دست این هر دو چه بنگاره مرگ را یارب چه شد آن گم گریه است در کنارم فتنه یعنی دلم خوابیده است لا اله الا الله بدو غی و کانی چیده است سالمه اشق توین منین گهر سنجیده است
--

آن قدر در چشم من طمغیت نشان بر چشمش
آن شب بجز آن نگامها او دیده است

۳۳
 لایق تو ز نام خود نمیت
 نیست کار و بار و دعو
 ز سر بسایه دیده
 که بچو مقدار داد
 شست تو ز آن کون
 نیست کونظری الا
 ای زین که یکیدن
 و کانی بنده است

گرم چرم در سر غشمت نشانی مانده است	گرمه داغی یادگار از تو بمانده است
خشت کدر گهالی جا بستی از خملم	جو خمی آن کز خست سر و درانی مانده است
مرده اعجاز خاک من بیخوشند از بندگی	بسکبا من الف ت شیرین بانی مانده است
خار خاسته می از زمین بر من فیه یک	در جگه پیکانی از ابرو بمانده است

تا شود آرزو از دم مردم مظهر باغ
 فی نگلی نه پلهی فی شبانی مانده است

تا بهوش آید صبح چاکل آرزوست	دام تا از خود جز گردن شکار از دست رفت
تا بزم صفتش خوردم و چشمش در سید	تا در این باغ وارد و بهار از دست رفت
یار از اظهار حسرت های بسیارم سید	از نهفت بسککف سودم نگار از دست رفت
ای قبر بانست و در آن گریه از مردم سنج	خنده کردی که کی از صدقیا از دست رفت

خون مظهر از فاعل رحمت بی بجزا
 پایا بدیش نه آن مگر کلا از دست رفت

نوبه سر عرفت جو بزمی مانده است	باغ دیدان نهدن نشانی مانده است
بر بهار فیه عمر خودم جا بستی شک	یادگار آن گلستان بنبار مانده است
انتقابی رفت از غوشم ازین غم چون ملال	آن در کجا بید هرگز من کناری مانده است

۳۲

بیا بیا از دم
 آزاد شده به باغ
 روم نشانی آنجا
 گشت آن باغ کز
 سودمندند این
 کینه دلی از دست

مفت و دیده‌ها که با آب سرد خوشن کنگار است | یار مویعکس خوشن د عکس او حیران است

زخم دل مظهر سیاه بشود شیا با بش | کین جرت یاد کا زاد ک مگان است

اشک من گ نشن اسب تیغ نیرت | چشم چشم جوانا در قناریه است
امشب این ماه و کسان سخت چشم خندان
دست از ناگفته عشق تو گو پر شیر نیریم
قطره سیلاب برای چمن تصویر است
حلقه بر حلقه جوانه زد و در گزنجیر است
نکسسه در بخت بچو شکو در شیر است
صبح را چو بخت شیرید گریبان گریست

ایضا

بر گامم دلجم جام وصال تو حرام است | ساقی بدو آن می گو رستی نشنم
چون عکس بیدار تو ام زنده خود ا
عمریت کز ناکامی من طرفه حکام است
بیان کد ام و لب جانانه کد ام است
رو تافتی و کار من زار تمام است

مظهر طلبی اگر جهان منزلت است | بگذر تو ز خود و پس این بر تو مقام است

از نش و حش ز رشک عشق خصل خود است | یوسف ما و او آینه عرض جنس مصر
انچه من می یافتم او هم گرفتار خود است | حسن با این خود فرو شیا خیزد از خود است

قطره سیلاب برای چمن تصویر است
چون سرد سرش خوشن کنگار است
کین جرت یاد کا زاد ک مگان است
قطره سیلاب برای چمن تصویر است
کرات افق کد در کد در کد
باید که با بخت تمام کار بود

۳۷

قطره سیلاب برای چمن تصویر است
بیش آن شکر نازک
و لب جانانه کد ام است
کد ام و لب جانانه کد ام است
باید که با بخت تمام کار بود
نکبت بیاد شاره است
باید که با بخت تمام کار بود
قطره سیلاب برای چمن تصویر است
خادم میانه فدوی کلاد است
فرد خود مکنه شود

<p>اگر نام آن ز بران تان شکر خندت</p>	<p>تیسرست نکاپش سینه ز شرم</p>
<p>همچوشت خاک با ریشتم کب افشاده است رخت پاکان خشک چون در آب افشاده است هر طرف سفاغ ازلی مسخ افشاده است</p>	<p>گشت مای لب خشک تیز لب افشاده است کی رسد و منی را دست نادانان ما دشت را بد بهای رشک صد میخار خشت</p>
<p>بگر من تو اگر شاد میشوی چه غم است اگر تم کنی چنین کسی ستم است ترا بچاک گریبانم امی رفو ستم است</p>	<p>اگر چه بر دل و جانم جا بیست است منم که لشکر خفا از نو فزایده کنم کسی چون بنده ادا کرده است حق جنون</p>
<p>ای بقربانت دم آخر دست ایوب نیست جز تماشای مرد های دیده یعقوب نیست نماند تصویر را جز و قلم جاد و غیب نیست مخضر خونماست این ای نامر بر کوبت خط مجذوب را زده گردن غنیمت نیست</p>	<p>استحسان صبر عاشق این قربان خوب نیست ای زلیخا شرم حشری کا مقدس پیرن کارگاه حسن از فیض حاکم صفت می نویسم خط بآن بد خود می گوید رشک چون لب منظر شیدی خود در آن</p>

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

نقش قدم ماه رخاں مہر نماز است با ما کہ خداوند کسی بنده نواز است رخسائی معشوق ز دوا مان در است این سوختن و شستن و بسین همه باز است بر روی بد و نیک در آینه باز است گردنکشے شمع با آن سوز و گداز است	پا برین تان طاعت ارباب نیاز است خوہید کہ از رشک نمیبیم گوید ای سر و باجین جا بید کوتاہ نہ نادای بیدار پوتان را آتم و جور نہ اند ارباب صفادوست ز دشمن شناند ناسازی تنہا ہر نیم تنان نیت
---	---

ایضاً

۴۰

رشتہ در گردنم چون گھن اقتادوست بور یابی خانام برین در اقتادوست ہر طرف در باغ مشت مال پر اقتادوست	تا مراد حلقہ گوشش نظر اقتادوست نیت رخل سار ایسا ایجا کہ چون گانچہ تخم بلبل کاشت جابی گل گل این باغبان
--	---

ایضاً

شب با سائے زلف دراز است کہ معشوق کسی عاشق نواز است	نیاز ما نمک پروردنا رست انگوسید آہ پیش ما گوید
---	---

ایضاً

ای شمع بزم خاطر پروانہ نازک است	ہر پردہ جلوہ کن دل دیوانہ نازک است
---------------------------------	------------------------------------

<p>در جای گشت زلفان بجزش زلف طفلان باغ منظر دیوانه بزرگت</p>		
<p>آسان تو آنم از سر کوی گمان گشت خوشتر شد دل که در پیش غلبری کوی دوست بلبل جو پاپ در در رقابت بخود فید</p>	<p>این کوی دوست نیست که نتوان زبان گشت سنگین گزشت دید گزشت بکران گشت از دست باغبان گل گلستان گزشت</p>	
<p>من درین فکر پریشان که دل زار بجاست جز دل من که نمکوار قدیم غم گشت ز آن خوشترم که پذیرم فصیح کسی گشت من بجای و ذوق من فصل گل کجا گشت هر بلبل جو غنچه سری زیر بال گشت</p>		<p>دل درین سهی سراسیمه که دلدار کجا گشت قدر و ان مژده حسرت دیدار گشت بیج اثر در باغ زان مرغان هم او گشت تا سر دیوار باغ طاقیت پرواز گشت امروز باغ بی تو قیامت ملاقات گشت</p>
<p>قربان زون منظر دیوانه که دوست درد زرتیغ با عجب جد و حال گشت</p>		
<p>کز کس جریح و نه کس شمع در غلام گشت چو خوب کرد عذاب گناه بوسه مرا</p>	<p>همین ستاره من بر سر فرارم سهو گشت خدا با تش آن لعل آبدارم سهو گشت</p>	

لعل در غنچه
در آن کوی دوست
بستان گلستان
لعل در غنچه
غبار کبریا از غبار
کوی گلزار گشت
نیش گشت هم
۲۱

<p>انگشتین شک من از جادو آبی شده است زاهد آخر بچه تعبیر بشرا شده است پروانه چون سن بزم ارم فاده است باغ بی دوی تو از چشم بهار فاده است در ماه تم زمانه گریبان سیده است بیت لبهای تو این سکه خوان خوشتر است این روز قیامت است شب نیست ناگهان ایسپه سیاهی مقابل برخواست از همه قطع نظر کن تا بینی دوی دوست</p>	<p>ایضا ایضا ایضا ایضا ایضا ایضا ایضا ایضا ایضا</p>	<p>تا لام بل دستار گلآبی شده است خشکی سینه ادرس فرسایند بهم آن شمع را گذر بخارم فاده است بی تو ای گل گلچین بل ز پر خار فاده است این سنج نیست که شب بجهان سیده است لکنت شیرین بانان از روانی خوشتر است متاب و شراب انتظار است یازدگر کیشهای غم می رسید آه مظهر چون تو آن در محبت زلفت</p>
<p>ردیف ال مهمله</p>		
<p>که چون طاعتش بر تیره بنیذاری نالد ز درد عشق اگر عاشق نالد یا می نالد نمیدانی که تنها بیشتر بیاری نالد که تا سازنده را ناخن بچندتاری نالد چو تار ساز از دست تبارنج نارداری نالد</p>	<p>دل پر دهم از کین خطبت یاری نالد سکوت بی بیاب شور آب سیکوید زینچی اگر بنگام خطب شوم فزون گوید با ضیعت انوشا رتهای بروی تو شوم بر برتن تکجا ضعیف من اکا فرستد</p>	

لا اله الا الله
 محمد بن عبد الله
 کرمه است
 خوشتر است
 این سکه خوان خوشتر است

۳۴

لباسی که سینه بود
 که در سفر کوه
 بنوازند
 موزون باشد
 لغت از این بود

<p>خوام ناله ایی بجزس صفتان دارد بسان غازه بجزیر کز خندش بشور آید بکوهستان ناله گوش کن کند در دوحه بنده ای که پای پشت پهای جزون بود</p>	<p>دل صد جا کم از آن زمان کن قمار می ناله ز نندان گریه بر دهن آیم در دوی کور ناله زوان که کهن به حال در کسار می ناله ز بانس تحفک گردیدت از کبر غافل ناله</p>
--	---

<p>شب خون می برد جزای غافل ز سود آید در شهاده در کفزار می ناله</p>	
---	--

<p>اچیز من نیستم مهنگامه بر پایی شود دل در بر آید بجزیر میم ز پایدان گنند سکوته دلی ز لاله ز صفت لیم در کت گنیر انبساط بجزر خفتی نیست گنیز صفت بالی جوالفت سرد چین برونیت زنگی بی منت آید میر باک نیست در قیاحت پین کجنت لیر بر خمی ز بر پاه اندازت می برفت کفخان بصر</p>	<p>اگر خنای است می بینی چه خونهای شود شور در جان می نند چون بند بجا شود از دو جام باد چشم کور بینا می شود دل بجزر مسازی اجباب کی در آید شود جلوه قانعست نین آخاد و بالا شود هفتش نازم که مسمون مسیحا شود دل قومی دار این مابا آخر زمره آید شود نقش پای کاروان چشم ز لایحا شود</p>
--	--

۲۳

بدر زنگی
 بجزر خفتی
 برونیت
 کفخان

<p>کم خنیر لویا به پشاید آید شود</p>	<p>آیست هرگز ناله در غایت غافل</p>
--------------------------------------	------------------------------------

نوروز در این روز
تسلی و تفریح
میشود و در این روز
بسیار از این روزها
نوروز در این روزها
تسلی و تفریح
میشود و در این روز
بسیار از این روزها

نوروز در این روز
تسلی و تفریح
میشود و در این روز
بسیار از این روزها
نوروز در این روزها
تسلی و تفریح
میشود و در این روز
بسیار از این روزها

۲۲

نوروز در این روز
تسلی و تفریح
میشود و در این روز
بسیار از این روزها
نوروز در این روزها
تسلی و تفریح
میشود و در این روز
بسیار از این روزها

از غبار آینه مشق می بخاری میکند	سینه ام صفت ارتقا کسای میکند
این چنین را خون حن کبابی میکند	گلشن رخسار شل انبیا و غیره میشود
لیلی چشم ترا ایثار داری میکند	نوبت پرش با کاهای می افتد که تاز
نالاز سهر آهوانم فی سواد می میکند	لبیکه طفلان از سر پایم بشو آورده اند
روز و شب یکدیگر میمانند گسای میکند	نالاکه زیاران دلسوزت عمر او دراز
انچه با نانو اتوانان بقیه می میکند	نی صبا با برگ گل می تشکله خست که هست
از مصور دوستم ز گینم کجای میکند	کار چیست ای کینه کائنات بخون غلطم

ای بناده در دو غم ای میرزا مظهر صبا
گریه میگردد بیادیت نالازاری میکند

اگر عریانیم چون شمع نام پیرین گیرد	خدا در آتش سوزان ستارای من گیرد
درین دیشته باید که دست کوهن گیرد	هنر در کار باشد عشق را چون پاک آید
گریبانم بخترا آید و دلمان من گیرد	از ان پیر مرغی دچاک میسازم که نمی آید
که شاید بوی پیر ایمن بیت الخزن گیرد	آنچه نجا بر نادر می زندان مرصفت خود را
چمن از شاخ گل گشت حیرت در من گیرد	چو بیند آن لب پان خرد و در حیرت می آید
چرا صیاد در بلبیل بر چمن گیرد	دم خون که با گل منستش الفت کند

<p>نوریدی از مطالب کفایت دای می شد گفتم روم ز کوشش گردید ضعیف مانع چون سایه که در کام نصف النهار آمد تا چند باشد آخر عصر از عزیز خاله فرخنده ز نور و انریض سایه گل چون شتر به که تپ در اشتعال آرد</p>	<p>هر کار بسته آخر شکل کشای می شد تقریبه بود یا بجم پیری عصبای می شد از شوق درد و او سر فریش با می شد امروز می چون در و لیسرای می شد هر شاخ در بهاران مال های می شد اگر آب بی تو خورد دم تن بر می شد</p>
--	---

<p>آینه سان صورت بر زمزم معنی منظره جانب حق بیت زمای می شد</p>

<p>قبله که ز برای جان باشد عشقبا زان مرید خوبانند عاشق آن به که چون جرحت نو دل غلط میکند که می اند توئی آن گل که بلبان ترا برفت ز دو خانه زنجیر منظره از دست زور جبینان</p>	<p>طاق ابروی دلبران باشد پیر این قوم نوجوان باشد همه تن چشم خون نشان باشد دلدهی کار دلستان باشد رگ گل خار آشیان باشد گر نه پای تو در میان باشد زنده باشی تو آجهان باشد</p>
---	--

۲۵

این ترانه را
 میخواند که مشهور است
 بسیار در حدیث است
 در حدیث است
 در حدیث است
 در حدیث است
 در حدیث است
 در حدیث است
 در حدیث است
 در حدیث است

نشانی حسن را نادان برتر میکند
 داغِ مادر آسمان کی فکر مردم میکند
 می طبع چندانکه می سازد در عشق مبدی داغ
 عمر پیش افکند آخیز بعد از کشتن
 کشته بشکل کشتایهای بیدار تو ایم
 میدید در یک نفس بلبلین نگار گل

می بگلگر لب او کاش بشنم میکند
 زانکه ز هر گل میازد لاس بنم میکند
 دل هشت در در اجزن بنم میکند
 گردن سخت جفا ز روز فاقم میکند
 کار صد بیچاره شمریت بیکدم میکند
 مشت خاشاک کرده رسالی فراموش میکند

سایه جو جفا از فرق منظر بگیر
 ابرویج این خاک انشاد برتر میکند

نی همین تنها ز ما غم کامرانی میکند
 اگر در گمین تر خط بنه تو رخسار ترا
 بسکه این نازک نهالان با تو انم کرده
 دست هرگز بر نمیدارد ز من ای مجاب
 نیست خاک بیکسان مرث کشته چون
 چون بهم آید حال صادق و زهرم سا
 ای کاش... منگنه شیخ نمایم منظر هر چه بر من

در دهم از پهلوی مانند گانی میکند
 گلشن تصویر را موبانها میکند
 برتن زادم بکروچی گران میکند
 کاپیش از طاقت خود ناتوان میکند
 خار بگور غریبان گل فشان میکند
 کار صد کام و زبان یک بیانی میکند
 عشق این سخن جوانان بهمان میکند

۲۰
 در این کتاب
 نوشته شده است
 در روزهای
 غمناک
 و در روزهای
 شادمانی
 میخواند
 و در روزهای
 غمناک
 و در روزهای
 شادمانی
 میخواند

دانه‌ها را با نان و آب
چون گوشت در بران
چون گوشت در بران
عین غدا زلفت
دانه‌ها را با نان و آب
ی پرستان بیانه
نباشند ۱۰

<p>مشت خاک می سپران چرخ ز پیمان بال و پروا کرد آهی بلبل ایوا ز شد شوق ملی طاقت بود که بر روان کرد ز دم دودی ز دل چرخ و فایگان اشک از حسرت برنگان شد که در روان</p>	<p>بجوش ز مستی چشم دلبران میخاشد اشک گیتی بخاک فناد و کلام گرفت شعاعی علم و شمع گرم جلوه گشت جست از دغای شراری چند تا بزم رفت دل و تاب جلوه گردید آب دریا موج زد</p>
--	--

منظره خوش گویی از آغاز و پایان
گشت از خواب بیدار و باز افشاند

<p>چو آن موری که در هنگام باران بر آرد اگر حسی بر پایش دل فتر بر آرد که سیل گریه ام در جایی گشت هر بر آرد چو شاخ گل که از دیو گلشن بر آرد بجای اشک بر ترکان مین باغ بر آرد</p>	<p>کنم چون گریه بر آن مو که خوبرو بر آرد بزرگ غنچه که از آن سیمی بازید کرد ندامت عشق دندان که پارت در دم شد بود پریشوس تا چون کشته ترش ز بیدوم ست گردم چو زگر در میان چشم خور</p>
--	---

تلفتی که میکند بخت تمامی منظره
چو گل گریه بر باره سانی بر آرد

<p>عشق چون تیغ کشته با پستی کند ارد</p>	<p>شعله چون گشت علم خشک و تنگی کند ارد</p>
---	--

<p>دشمن دوست شدن لازم است ابر حجت که لغزش ترشح نمک است از روی میکده با میگذری ترسم شیخ عشق تر دوست به بیدار چو پاشاد</p>	<p>شمع خواهد که ز پروانه پری نگذارو چشم دارم که ز دوزخ شری نگذارو خشک زهد تو دامان تری نگذارو خالی از چشمه خون ر بگذری نگذارو</p>
<p>زندگانی با میریت و گریه مظهر این یارها شوق اتزی نگذارو</p>	
<p>سینه واکرد و گلشن چو خزان گذرد کس تک سید غبارم نرود و غبار شک حال چشم چو چو کویت گذرم سپهر شاید امر و ز نشان هر گشت منظور است دل صد باره عبود با خون گرمی شک</p>	<p>بلبل از گل گذرد و گل ز گریبان گذرد کیست جز بل که بر گور غریبان گذرد ابراز قبله چو آید همه گریبان گذرد کرد لم تر بخانه تو پریشان گذرد تب که طفلن جو بر گنج شهیدان گذرد</p>
<p>واگذارد بجا شش اگر این جنش بچمان منظره مانده اند که از ایشان گذرد</p>	
<p>کو بهاری که خزان بی فرمان گذرد از صفا و گره غنچه در خند زرد گل</p>	<p>خار چو خنجر ز زنگل انشان گمرد چون چراغی که ز فانوس در نشان گمرد</p>

این ترانه را میخواند
 خود نرود باعث
 بلطف استیذان
 خواسته شد
 این ترانه را میخواند
 بسوی آنست که این ترانه
 نوشته است
 منتجان را درین ترانه
 نمی بود پس ایشان
 تا در نشان آن بنگار
 ۴۹
 بیاری از این ترانه را
 کجاست که خزان بنام
 کند در غلظت انقضای
 گلستان با ۱۲

فلاست طوفان
یعنی طوفان است
طوفان کسی است
بسیار کسی را
باز من باغی است

در دال ازین هر موی پزافشان گردد بکسی گرد سگر و غیر میان گردد ترسم که شتم آن شوخ پیشمان گردد عمید عاشور در گهر ایسان گردد	بیلان را چو کلاغی که بر آرد پرو است طوف کسی را تحمل نشوم بچه طفل که ز گل گری او میر شوخ خبر گل مرسانید بحر غان نفس
---	---

۵۰
عاشق تو را بود
این سگ است
این سگ است
ناله
عاشق تو را بود
عاشق تو را بود
عاشق تو را بود
عاشق تو را بود

دیدم مرا خجلت یار کشید که چو یوسف گمراه یک میازار کشید یوسف این رخ ز بهلوی خریدار کشید دل ابو که تا مسجد آمد آزار کشید که میان من و یار ایندیوار کشید	تبع چون بر سرم آن شوخ تسم گار کشید نیت معلوم فلک سا چه فلاکت دریا حسن جنیبت که فخر غریزان تسم شب نیزم تو کشیدند حرفیان چهل چه قدر دور و لش از جانب من در غبار
---	---

بچه وونی کشیدت بیدوی ارد
انچه از رنگ دو مظهر یار کشید

تبع بر بهلوی ای لب و هم پیشند آن بهما مقار کی بر استخوانم نیزند بی تو ای گل طعن بی برگی خزانم نیزند	بی تو خیز بزرگ بر گهلت تا نم نیزند بخت آنم که کز شش میل بهلویم کند پیش از آن میبندیکین طبل دیوانه را
---	--

آنچه نصیبم گناه باغبان بچاره نیست
بای طاق از میان آن رفت بیدار بمان

نگ گل آتش بجای آشیانم میزند
دست و پیر و دم بجان ناتوانم میزند

التفات دست مظهر در آن است

گرچه شمای او آتش بجایانم میزند

جهانی که چه در سر شود ای ترا دارد
طپش آخری بسن نماید آه استکین را
نظم آنها بشک نشانی سحر میشد
دریغ بایست نماید آنچه در جای نمی بینم
کلام آن بایگی گفتم از آن چه می آید

دلم بپشت وقت اول حریف دارم
دل از تفریق ریهای خود میسپارم
دل مجروح میدانم که راهی با خدا دارم
یقینم فدایم که این سر که چو خاک است تبار دارم
چرخت بنزد روی رخ یارب این جهان دارم

من از نگین او ایستهای شدنگین

که مظهر آن باغبان جوانی نیز دارد

ما خیر ارجحت ایتم و فامیدانند
بی حجابت گریز آینه نظر یافته است
کارم هست و بان طفل که در خیمه
از در عجبدهم بفرود می که پسر

بنده عشق بت ایتم خدایمیدانند
قدر نظاره ما صدق و صفا میدانند
پای انگین کند از خون محبت امیدانند
لذت آن سر من با سر امیدانند

۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

<p>لذت عالم آسوخش با میزند</p>	<p>میست تنگ بر آن قهر زخسته را</p>
<p>در دریا منظر دیوانه دو میزند</p>	<p>در دین عقل جدا مشرب عشاق جداست</p>
<p>چمن نمی طلبد گلستان نمی خواهد که باکی نظر آرد و آن نمی خواهد عروج این کعب خاک آسمان نمی خواهد که زیستن دل این ناتوان نمی خواهد که گر بهر سپاری امان نمی خواهد</p>	<p>دل جنون زده جز گل خان نمی خواهد محبت بصفا را بگریه حاجت نیست دهم بیاد بر اوست غبار خود لیکن بگیر دستم و از خاک ای اصل مبردار سپرده ایم بعشقت دل جگر داری</p>
<p>که بسته است زبان خموشیت منظر بیان حال آل هفتخان نمی خواهد</p>	
<p>دست فریاد مرا دست دعا میگوید که در وا نگهی گرم هوا میگوید چون گذر بردل شان کرد و نایگوید آسمان اینهمه بی صرف چه میگوید سیل جار و کفش خارده میگوید</p>	<p>چشم بهر گاه که بر روی تو میگوید سر و سر بر دل فسرده ما خوش جا می باکی طلیعت عشاق چه گویم که جفا عاشقی را نتواند چه بمشوق رساند میکند خدمت ما که در دشمن باشد</p>

لعل زدن در دین
 و در شب آنست
 ز یاد تو با او جدا
 اینست در نیست
 در این عالم که در دین
 نیست خاتم

شک از سر
 در آن به بیان آن فزون
 خواجه عجب است که از
 خانه نغمه آید که
 بعین نغمه تنگ
 زبیران سینه گزارد

آه منظره که بجای کچی چسبن تو
 مردامه بر جدای خج مبدای گود

<p>کجا صفهای رخسار درون بر می آید باین تقریب لیسیم آن کف پای گلین بی پای بر یکی در بزم گلویان غلظ ز چون دست بر چن کشم مای گنار خدا از سمت اوت پرستیا گمبارد</p>	<p>تبی از بویا هم خانه اهل صفا باشد مرا ای شمس مر جانی زبان گدشا باشد که دریا هم کد این سایه گل خوش بود باشد سرست گردم همان بهتر که دشمن بر پیشا باشد خوشامدوی که درویار طبعش را دوا باشد</p>
---	---

۵۳

تواند ناکه کردن چنین خبی و مومونی
 چو منظر هر که باد یوا آنگیها میرا باشد

<p>نگاه دست تو آن را که مستفید کند تمام دامنش آلوده شد ز شکست ازان بیدیده پر آب نسته ام در خاک چرا آفتاب نجات تو هر گرا از چشم فدای هیبت آن قائم که بعد از مرگ اگر امید وفا از تو در دلم باشد</p>	<p>بنزای پر خرابات را مرید کند که تیز چو گشت سگ عالمی بلید کند که گریه روی سیا و مران سفید کند چو صبح پیر غلامی که ز رخسار کند بنفش من دوسه زخم دگر فرزند کند خدا را زوری یاسن نامید کند</p>
--	---

تواند ناکه کردن
 چو منظر هر که
 بنزای پر خرابات
 که تیز چو گشت
 که گریه روی
 چو صبح پیر
 بنفش من
 خدا را زوری

بیاک سال از کوزه
در آن آب زینت
بسیار کند و بیرون بکشد

لبه زرد برون
بسیار از آن برون
لبه زرد برون
دارد در دست

لبه زرد برون
بسیار از آن برون
زلف بود
تو زرد بود

۵۶

<p>که ششم از روی برگ گل خشتید بر دل قبایت لبر و از رنگ گل ز بو آستوار</p>	<p>ز رویان قیشش این قدر که معلوم دل خون شد که دلمان تو در تو نمی آید</p>
<p>کنون در جای هیچ موضع ننگ نمی آید بطفلمان منظر ما چون محبت بیشتر دارد</p>	
<p>چو شمع ز نذگیم عین سوختن باشد که بزند سکن و خنواه بر زمین باشد که من شبم و کس با تو در سخن باشد خدا کند همه با روشن جان من باشد</p>	<p>چو گل شگفتا گیسویم خون شدن باشد بخت تیره ز لعلت چو فزین بر ارم خدا سبب و بپیرست کی تواند دید اگر چو طاقیت یک گوش نگاه نیست</p>
<p>شینه ام تو بیگفت و تو من بخوان که خوب نیست که منظر ما سخن باشد</p>	
<p>چشمه بیار تو روز لطف گرفتار تو بود کاین ملی بود که شایسته آزار تو بود که سر مد داغ بخت کل دستار تو بود تا بنور بصر خویش خریدار تو بود</p>	<p>یا دور بگردم زنده دیوار تو بود رحم بر حال دل کم روی من داغ شدم شعشع سان حاجی به زرم از انم دادند نیست یوسف مصری تو لیکن یعقوب</p>
<p>آخر این مرده بهمانست که بیار تو بود</p>	<p>تو عشق منظر خورگوت گذر خوشتر بود</p>

<p>یا دایمی که در شوهر جن تاثیر بود یا دیندوست عشق تمکین در مهر جنون هیچکس مجاز زیارتش در میان نکند میوان انصاف که در آخر کمال حقیقت</p>	<p>آفتابی چون سحر را گریبان گیر بود رشک بانار جوهر کوچه پرخین بود گرچه خیزم چون سحاب رخ دریا میزد در هلاک کوهکن بر دیزلی تعصیر نمود</p>
<p>عاقبت از بهر تحفیل کان ضد عشق شد بر دین جوانی که چه مظهر سپرد</p>	
<p>مرا گشته باین گل با سر گلان دارد بایش غمی ز من ای نهی بهار آتش ز گلشن نیفتد کار بار با برستان ضعیفان نسلی از خیزدیهای جرس نازدهنم</p>	<p>ترا پیش من چون گفتم این مرد جان دارد که مرغی بی پر بالی غریب شیمان دارد دل سوزد بر آن سیری که عشق ز جوان دارد که روه کرده سردی این کاروان دارد</p>
<p>بشور آورده مظهر نوزاد میل قدم که از آوازه خیزان دل آبر بر فغان دارد</p>	
<p>آفتاب دل را با اضطراب رساند نه است ز چه نور آفریده است خدا انزان دیدن روی نقابت یزادم</p>	<p>که این نوزید باین خانمان خراب رساند که سایهت نسب خود با نقاب رساند که دست خنجر خیار بی حجاب رساند</p>

نورانیان بیجان
روان ششون ایست
برکت سکانت است

عین تزلزل بکر
کوهن که از جن دارد
بجان بر دین پند
مانند نه بود در دنیا
چینسین از صفا

۵۷

عقل
که درین کسین نزل
از دم است

دل بسته ام از فرط گریه زنت ز کار	چو لعل آتش من بر خست خود آب بساند
ز داغهای سربلای خود خستم نظر	که جز و جز و مرا غم با تاج بساند
من از با گرد را بیم بچشم خستم بگیرد گرفتم آبی را که گریه ز آرزوی رضعت ناتوانیها که از برگ گشتم علو رتبه ام در عالم بی رنگی بنگر	ببرگ من کسی جز کسی خستم بگیرد من بدای که از نیت بخودم خستم بگیرد که دست و پای قابل نگان خستم بگیرد که دستم را ز عازان پافتان خستم بگیرد
دشمنم آنکه پیش کشان تر شود نظر بلب جانیش گردید نام جامم خستم بگیرد	نقل و شناسم ز بی کش دیوانه دهند سز پای خم می ناز بگردم چون درود میر و از شناسی صرف کفن خشمش کند میدسم ز و دنیا کی که خاک باب
چون بهم نوش لبان ساغر و پیانه دهند اگر کف خاک مرا راه بچخانه دهند داشتمیج اگر دکف پروانه دهند اگر مرا خصمت یک گردیستانه دهند	سخت از خانه زنجیر تنگم نظر دوستان کاش مرا خصمت بر آینه دهند

در دل بسته ام از فرط گریه زنت ز کار
 چو لعل آتش من بر خست خود آب بساند
 ز داغهای سربلای خود خستم نظر
 که جز و جز و مرا غم با تاج بساند
 من از با گرد را بیم بچشم خستم بگیرد
 گرفتم آبی را که گریه ز آرزوی
 رضعت ناتوانیها که از برگ گشتم
 علو رتبه ام در عالم بی رنگی بنگر
 دشمنم آنکه پیش کشان تر شود نظر
 بلب جانیش گردید نام جامم خستم بگیرد
 نقل و شناسم ز بی کش دیوانه دهند
 سز پای خم می ناز بگردم چون درود
 میر و از شناسی صرف کفن خشمش کند
 میدسم ز و دنیا کی که خاک باب
 سخت از خانه زنجیر تنگم نظر
 دوستان کاش مرا خصمت بر آینه دهند

<p>اگر بر عرض جنس دکانی بهم رسید</p>	<p>آن خود روش آینه نماید محوشد</p>
<p>مظهر همه خواب عدم بوده این حرف تا چشم واکینم جهانی بهم رسید</p>	
<p>بغیر از بنده آداب خداوندان که میزند بغیر از میکشان کیفیت باران که میزند بجز از خیل سرعت این زمین فغان که میزند هنرهای که در اندرون خانگان که میزند</p>	<p>بجز من که در سرگردیدن جهان که میزند شماره چشم مست ای قدر گریه ما را برون هرگز نمی آید فرمان زول تنگم بزاران حکایای سینه دریا که میزند</p>
<p>ز خطا پشت لب گیرم سران آن مظهر که غایب خضر را چه چشمه حیوان که میزند</p>	
<p>که چین در من نشانده موی که باشد خدا حافظ کانی را که هوش آستریا لسان پندبین کلام مغز سر باشد مرا تا گردن آب تیغ او را تا که باشد</p>	<p>مصفا می جابش شاطرنی که باشد تو ای صبح قیامت جابیشی و دست نباشد کار با دستارستان محبت را از اینجا میتوان بالبلند پیمانمید</p>
<p>صدای نعل گلگون اگر نشنود مظهر جدید من اگر در قید آه چون این شر باشد</p>	

۶۰

طایغ از غمست مال که برگه خنانشد	خون گشت لعل از نیکه تر سنگ پاشند
دوشین را در غمت نیانصیبت	هرگز نشکر بجایم نی بوریان شد
برگز نمیرد در حبسین داغ بندگی	بر بامم هر خس رفت رسول خدانشد
اوسوی هر که دید جرات بمن رسید	گاه از اول خنک نگاهش خطانشد

منظر ز نظر طرزه کمالی بهم رساند
بیگانه شد ز خلق و ز جوشش نماند

گر چه آمد آید گل باغ با غم میکند	لیک دل از نشور و شیون میدغم میکند
از سپید پرواد او نمک پاشیده اند	کامیاسیهای داغ لاله داغ نم میکند
در تکاشش گوشه ایمنی ازین آتشگاه	آنچنان زخم که عنقا هم را غم میکند
منگنه هم ای مرغ چمن ننگ نیست	دهر پیدستان جز داغ و کلاغ نم میکند

شعله آوارک منظر ز می روشن شود
آنچنان ایقوت و غم در چراغ نم میکند

از آن که ملوی کمی آن گل چرخ دارد	که از آن آب آن بسیار با خاک چرخ دارد
جهان دستم که با بولمان جان در دستت	کنون گو شوخی با گریبان کفن دارد
غبار جسم را جان مصفا بر نمی آید	حجاب این صافی مشرف نفس در سپهر دارد

نور کجاست که در این
کوهی که در این
نیکو که در این
سرمه
عین کوه که در این
بسته به غمت
بر کوه که در این
سینه از غمت
کوهی که در این
نور کجاست که در این
کوهی که در این
نیکو که در این
سرمه
عین کوه که در این
بسته به غمت
بر کوه که در این
سینه از غمت
کوهی که در این
نور کجاست که در این
کوهی که در این
نیکو که در این
سرمه
عین کوه که در این
بسته به غمت
بر کوه که در این
سینه از غمت
کوهی که در این

<p>اگر کسی که باغچه کو بوی می آید</p>	<p>دو بانی را که تقدیرش اینست گشتی</p>
<p>سفری میکند از کوخی بان تا منظر که چون نقش قدم هر جا که بنشیند وطن او</p>	<p>عشق آن خاک ده رفا تا نام کرده اند بی نشان بت بجزای میارم سر فرود متصل دو دم ز سر و ز دیده ام می رود نقار معنی مست در صورت پریشان</p>
<p>بایمال دور دلمان درازم کرده اند نقش پای و بلبلان مهر نمازم کرده اند شمع سان خلق از بی سو و گداز کرده اند از حقیقت با دره در جام میازم کرده اند</p>	<p>همچو آن گروی که میگردوز فتنه بلند خوشش همان منظر از پا فرام کرده اند</p>
<p>اگر آب ندیم بی تو در گلو نشود کسی که در غم موی کم و مو نشود کسی که عاشق خوبان تندخو نشود</p>	<p>و اگر چه گونه مرا مردان آرزو نشود حرام باد برود دعوی ترا که تسبیح شراب تلخ محبت بگام اوست حرام</p>
<p>اگر چه در شمس جان من سبیل منظر خدا کند بجزایم رود بر و نشود</p>	<p>رفتی ز بس که تند فغان را خیز نشد چون بر روی باد و دم کار گزشت</p>

۶۲

این ترانه در
چون آن است
نقش پای و بلبلان
شمع سان خلق
از بی سو و گداز
اگر چه در شمس
جان من سبیل منظر
خدا کند بجزایم
رود بر و نشود

آن بسکیم که گشته شدم بگیناه و گاه بلبل بجار و دچ کند کا ندین چنین	تام من شتاب لب نوحه گر نشد نشگفت غنچه که گلچین خیز نشد
منظر زنجیر از زین سداغ بود جان فت و اتفاق و دواعی سطر	
بکج باغ زبیدا و قلا لمانی چسند مرا جنبش ز یک روان یقین گوید توان ز سرخی آن چشم سرمه سادیت	فتاده اند پری چند و آشیانی چسند سپرده اند درین خاک نیم جانی چسند که گشته اند درین گوشه سبزیانی چسند
پرس جان ضعیف تو ای منظرها که گشته پیر زبیدا و ز جوانی چسند	
دل ز لذت بیدار عشق میربیا هوای قصر اگر در دست خسرو را ز باغ تا در صیاد این صدها ست بلند	چو مرگ در محبت واپز میربیا خواب تیشه آهنی بجوی شیربیا که هیچ مرغ در فصل گل میربیا
فلک معامله اس و به چون غلظت کسی بخون کسی این همه دلیر مباد	
آنچه گویند که جانی دینی ساخته اند	جان حسن ز محبت بدلی ساخته اند

زلفش چون آفتاب
 پینه در کار ماست
 آن قدر بلبلان
 بود که در وقت
 جان خوش کلام
 در راهی
 زلفش چون آفتاب
 پینه در کار ماست
 آن قدر بلبلان
 بود که در وقت
 جان خوش کلام
 در راهی
 زلفش چون آفتاب
 پینه در کار ماست
 آن قدر بلبلان
 بود که در وقت
 جان خوش کلام
 در راهی

<p>با چشم آینه‌ها اورا دهنی ساخته‌اند کعبه و شیخ و دست و بزمی ساخته‌اند</p>	<p>کاسه‌ها از لیل می‌تستی و دستی را ما همه بند و شقیقم ولی اهل تمیسنه</p>
<p>بست مشهور که من شاعر خوش نام مظفر این اندازد سخن ساخته‌اند</p>	<p>بابل دشمن بیک ندان سیرم کرده‌اند بند و تبریر خوبانم که از افاط سلم این تیان خون نامحرم ریز چون در جفا</p>
<p>بگنند گارم که نیم ز نیمه سیرم کرده‌اند از وصال سیرم و بجزان لیرم کرده‌اند بی وقوع جرمی در سن و سگایم کرده‌اند</p>	<p>اینکه منظر کنی گریه یا شرم نیست از نیم قرغان چو ابر بر خیرم کرده‌اند</p>
<p>بران میباش که رود کسی سیاه شود چه ممکن است که در چشم او خواه شود هزار بار تنم که غمبار راه شود</p>	<p>چرا چشم تو حال و دم تباه شود بر این تیغ که اگر کشته تو بچو منی است بدانت زید دست من ز شوکت حسن</p>
<p>ز نشان سلم چه کم میشود که منظر نبرد هلاک تیرنگهای گاه و گاه شود <small>۱۱</small> <small>۱۲</small></p>	<p>۲</p>
<p>الوداع ای مصفیقان گل این طایفه</p>	<p>باغبان سیرم و من در فصل گلستان</p>

بسم الله الرحمن الرحیم
مستوفی بکلیت
سید روح الله
مؤید الدین
۶۸

تا بحییم گل رسیده تا که سنبل رسیده	شعبه خناب آن لطف ماضی پیش از این
زلف می سپید بهن از تفاهل رسیده	این بلایای سیه انامکی از سر گرفته

بی سنده نظیر نیا تیغ هیچ فروغ است با	
ناله سوزون که سوز از پیل آمل رسیده	

این ستم گشایان را هر چه چو افغان کرده اند	سوز دال زیر پیرین مویم نمایان کرده اند
رو سفیدم روزه حشره ام می سیاهان کرده اند	تا صبح اشباید و خام خوابی که از آنجا جزین
از جنایا که ستمه اند از ناچار احسان کرده اند	تشنه سوزن و تشویه که سیر از زرد گیت

ایضاً

ایر یا این گل زمیندار اگلک تان میکنند	چشم تر سیرابی رخسار خندان میکنند
آن جنایای کرد ستم بر گریان میکنند	نی گلن با و صبا که دست باز خرم آب
موسی خود و ما تم مجنون پیشان میکنند	گر و باد می نیست اینجا بلکه ما موز و پشت
که بر دست مهازوی قاتل و عاتک و	آن گشته بیج حق محبت او اندک و
عمرش بر ای ناله دیگر و فاکر و	داغم رنگ فرصتی گل چون سپند
ما را برای خاطر درد آتش میره اند	از اشک گرم و از دم سر آفرینده اند
چون نیره از برای نبر و آفریده اند	خون نیریت بجهت که سر بقدر ترا

این عبارت
مصنف یا ابام
عالم علی شریعت
نیاید برود حق
که کار او از آنجا
دارد و الله اعلم
خبر علی و فرموده اند

مژده جبار و بش لب بر روی تو بود	اینجا	یا در در ز که دلم مستکف کوی تو بود
صبح دیدم که پسته گریه می نمود	دیگر	سبب نمودند بمن نام را اعمال مرا
چو شب بنم روی گلزنی به جبار میگردد	دیگر	بساط خرمی هر گاه چشم چو چید میگردد
بزرگان تر م شوخی که می نیند میگردد	دیگر	و آه آشتین من دل سنگ آفتب میگردد
دیدم پامال تو سینه لکه کرب تو بود	دیگر	یا در آن قرب که مژگان حلقه تی تو بود
اگر آن دراز دامن بنمرا با بیاید	دیگر	بچه ناز گرد با دوی ز غم با بیاید
سیر گل رعنا می محبت مزه دارو	دیگر	از او با ز وضع تو جرات زو دارد
ازین آب وان آخ حساب بر پا میگردد	دیگر	شفیع روز جزا من دیده نمانا میگردد
کز گل زخم سرم بوی حس می آید	دیگر	شب ندانم که بفرقم سر با می ده آید
از غبارم علم حشر نمایان کردند	دیگر	تا مرا عاشق آن سرو خزان کردند
شهره وارد که درین خانه پر می باشد	دیگر	جز تو بر دیده ما کس نگذارد قدمی
در چنین قالب نازک دل نگین باشد	دیگر	میشوم داغ چو نیم برودش که حیف
ترازنگ و در او آینه میدند	دیگر	داغ عشق نازک تر از حسن است
دوستان مسان تو سرم بطول کشید	دیگر	تو بهما راه مرا بخیر در گلشن کشید
زیر دیواری که نشسته ز فریادی نگرد	دیگر	یکشنگه آشت کاین دل او بیدادی نگرد

چشمه شرجی که چون آزار دهنده از آن گزند	دیگر	فخته را از سر با پی مژه بیدار کند
زنده جا چاک سازد و جامه اندازد	ایضا	چون صهبای خردوری آید و بینا بگردد
کی ز کس بر کشی یار من رسد	ایضا	زاری مگر بداد دل نای من رسد

ردیف ای مهمله

شور باران بنی تاب در محمودین	ایضا	پنجه بر دراز سر مینا و در گوشه گذارد
دل مگدین مرا باز بدت کرد خسته		حاصل عمر آه تلف کرد خسته
اشک طوفانی در چشم مرا کرد سفید		آن قدر جوشن دین بگر که گفت خسته
شزه بر هم زد و نم سدره اشک شد		این دلا و گداز قلب بر صفت کرد خسته

مقطع این غزل افتاد و چون شکل مظهر
مرد قافیه ام شاخه خف کرد خسته

ردیف ای معجمه

بر نماز و روزه و بر سوز و سنا خود نماز	یار بی پرواست هرگز بر بنای خود نماز
گردباد و خاک با هم خالی نماند از نیت	این همه بر دور دلمان در از خود نماز
شعله از بهلوی س این کشته میکنند	ای بد آموز نیاز ما بناز خود نماز
روز و شب چشم ما در بیا آتش میرود	این قدر می شمع بر نور و گداز خود نماز

له تاز شربان
بیش شربان
نیز بطنی در

۶۷

<p>الفعال جرم بهتر از غرور عیالت منظری مورث حقیقت بر نماز خود نماز</p>	
<p>می چکد مانند طوطی سخن از آن لبها هنوز از گله کبوتر سم زبان ساغر و مینا هنوز میرد در باد هر سال اگر سیاهانها هنوز بوی جان می آید از خاک فراوانها هنوز</p>	<p>شد خطا و سب در درخت بیجان هنوز تو بر خود کرمی فزون تر از کرم است در چنین بیک صبح دم بند قبا و کرده در امید و عده دیدار از بس زده</p>
<p>نالاموزون میکند هر سیرت با پیشین نیست منظراش شمارش اعران یا هنوز</p>	
<p>تنت امی مشک موی گنت جا هنوز پشت پای تو ز روی دگر گنت هنوز خاک گردیده و پیشش گنت هنوز</p>	<p>خط و مید و رخت آتش جهان است هنوز رست و بازوی تو بالیده ای نازک تر نگرس از تربت من ستره و جبان گویند</p>
<p>منظری سر و پا و باغ دال گم تویم پر گردیدی عشق تو جانت هنوز</p>	
<p>باو یارب سایه دیوار این گلشن دراز آن قدر با کرده اند این خم شقلان مرغ دراز</p>	<p>گر نشد ای بلبلان باغ عمر من دراز میرسد این یک رخ از نماز خاک من باو</p>

۶۸

تو زشتی است
بوی گلشن
پشت
بلبلان را
نویسند

<p>بهر استقبال آن لبهای نرشدین میکند</p>		<p>وقت می خوردن صراحی متصل در آن روز</p>
<p>عشق را اگر خصمت شدنی نبود می بین دست که روی اینجا سوی سپهر روز</p>		
<p>ردیف عین مملکه</p>		
<p>تربت یکسیان حاجت دارد سوی شمع</p>		<p>برخی تابد داغ نازک با بوی شمع</p>
<p>ردیف غنیمت مجبه</p>		
<p>چون با فزونی چشمم ای عالم از دست غنای دایمی برستی که باشد با قبول هر طاعت</p>		<p>میگزیرد سر از چشم تو چون بود چو غنای کو که کن با خوش خیر معرفت شیرین بدایغ</p>
<p>ردیف لام</p>		
<p>دین ما دیدن بهیماست که درین مشکل تاب بی تاب عشاق نزاری فرسوس</p>		<p>نزد رسیدن تیان کفر و رسیدن مشکل مشکل افتاد و اگر جامه در دیدن مشکل</p>
<p>ردیف سیم</p>		
<p>میکند سیداد با آن از خوشی گنم بر سر راه افتدم و بر خطه بر خیزم چو گرد چشمم بر نقش قدم دارم و نشینم بر راه</p>		<p>از میان جور با طرز جنای خوش گنم کز برای سودن رو پشت یا پستی خوش گنم تا ز خاک با پستی بجانم تیا خوش گنم</p>

۶۹

<p>ازستان و عالم پوریای خوش کنم تازیوسف طلقان صبر ای خوش کنم که برای دفع دنگلی بلو خوش کنم نیست آن فرصت که خود بلا خوش کنم</p>	<p>آن هنر پیشه فقرم که وقت آفتاب می نشینم بر بازار در محض خیال و گاهستان باز هر گله بن گوش کنم بر سر من قاتلان سبع انداز خوش تر</p>
---	--

تنگم از تیر بادار الشفای در دو کو
 کز پی رنجوری منظر و ناخوش کنم

<p>مبارک شد چون سالین این چنین حکم ز فالوس سرم گردو نمایان شمع اولم که نون این شمع منت یگزارد بر خاکم که با آن کوشش گشت به بست آخرفتر کشته خطبه پیش آن چشم خنک طبع جالام چون چون چشمه پیا بیان شد کف خاکم</p>	<p>ز سود اطلت دیگر که در پید طینت باکم نمیکرد و جبارتی بر باطن طینت باکم دوروزی پیش این یکم که در آتش طینت بنیچه چرخ بر طالع تری چون من بنیابد چه ز گزیدن اگر از به زین میم قلم روید پس از دیری چراغ خاندان روشن گشت</p>
--	---

بزم شمع رویام مبر بهر خد منظر
 که چون پایه درین در جان نیت باکم

<p>دلی دل تملاش وصل معده دست میدهم</p>	<p>که انتظاره آن شمع مقدور دست میدهم</p>
--	--

۷۰

<p>خند بادار در پیش آسمان دیوانه ام صد بنیران مهر پنهان که دود بر اندام بر رویم پشت پایی و بان نازیکه من دم مسیحا لبش نمود عجاذیکه من دم آنگوشتم از در دل آرد آوازی که من دم فلک دورم فکند از بار و مسایر که من دم چنان افشرد دل سخن آنگیز که من دم</p>	<p>بند هچا که گریبانم که از فیضش صحیح سیرت مست کن که چون نغمه جوهر در این سخن بپایش سر نهادم که رواند از یک من دم بحر مهر حیا می قیبان که با شمت بمن امروز ثابت شد پیری در شیشه میاشند کند قالب مثنوی فی الزلی نای جدا افتد ز شوق خیمای آن شکرگان گریه کارم آختر</p>
---	--

۷۲

<p>زیر دیوار تو بنشینم و فریاد کنم جای آن نیست که یار گل آتش نشا کنم مرغ جان گرد تو گردانم و آزاد کنم سر بسنگی ز من و ما تر فدا کنم</p>	<p>باز حواسم گناه از جور تو بنیاد کنم منم آن طبل دل تنگ در سینه من می طبلد و نفس سینه اگر شود بر کجای می نگرم جوی روانی در کوه</p>
--	---

گر مر شسته تقدیر بیا بر منظر
 عوض عشق عذابی دگر ایجاد کنم

<p>تدر صیادی بری بشکر آن دردم</p>	<p>گرچه چون صید میفهمش خزان دردم</p>
-----------------------------------	--------------------------------------

سرفرو با کس نمی آید در هر در سخن خوشش اینها می مظهر خیر باشد ایم	
از دوا هرگز نخواهد رفت آزار دلم تا ز پاشی گر کند بعیش رخ من بجاست میکند بر خط پیش خود سالانم سبک در بلا با اثر برای خاطر مفاصده است	دلده بی باشد علاج من که بیار دلم باعث آرام خواب است آزار دلم زین دوا یا آنچه من نمیده ام بیار دلم منقل از دل نخل از دل گنکار دلم
بر کجا بینی دل مظهر من باید سازند گر به نقد جان بخت آید خریدار دلم	
از جای عجبه عشق آستانی نیستم سرد مهرهای چرخ دوله که کرده بود در ریاض هند بر خوردم عنایا شسته وسعت مشرب چه دنیای فانی بود ما	سز ز منی بود منظور آستانی نیستم روی گرم آفتابی دیدم جانی نیستم سبزه بود آرزو سرد و روانی نیستم چون خاک در گردن ساغر جهانی نیستم
خوشتر از نظر بخت ز لری بفرودم به سبب پیر حسی بر جوانی نیستم	
دل چه چشمه ز انامل بخون استم و دیدم باید نما خون خود را دیده دور نشسته ایم	

۷۲

چونک این نمودار از گلوی پاشند گنفا عزوش چون نشند ضعی که بر سر با گنفا شدم در باغ و بر با کف پای نگارنش	که خون با حترم از گردن قاتل تا اویدم برای خودتی از سنگ پای تو تمهیدم گر فتم بر گهای لاله و بر دیده مالیدم
--	---

سبک و چشمها گردید و در دلهما اگر آن نهال سرو را با تاش چند لاله نجیدم	
--	--

از ان و چشم از پاس من بکشوده دارم صلای سیر باغی بلبلان من این بهر جامی فدایم از انجا لاله سیرید بشان وضع رنگینم گمان مبر سیرید	که من باری رخ از غیرت کینم و دارم که در کج نفس مشت پری فرسوده ام که چشمم بر کف پای حسانی سوده دارم بصد پای چو گل و لاله من آلوده دارم
---	--

ز در مان عار دارد در دلی نهان منظر چو دواغ لاله دخی و نکاح سوده دارم	
---	--

یاد ایامی که یاری نگساری داشتم ظاهر و باطن همه تدر و نیاز عشق بود ول سون سینه دارم چو بسمل سطلید بر سر و باز نشینی گاه پای میگذاشت	با عزم بجز در سخی وصل کاری داشتم هر چه نهانی و دواغ آشکاری داشتم روز و شب با بقره بریها تو کاری داشتم با همه بی اعتباری اعتباری داشتم
---	--

بک
برکت بر روی این
شرف است در آن حکم
و بوی گلستان
کفران من نمی نماند
قائل من لا اله الا الله
نیز بر این صفت
در این کائنات
سراج نظام است

۷۵

بک
شده صفت یار است
تویی چون جان ای دلدم
با سبب نیل نیکو گویدم

<p>دو جوان شوش سعادتمندی مفت ست پیش ازین با هم در تکلمه ای شستم</p>	
<p>چون مسابزه گریبان گلی ناکشوده ایم گر چه عمری شد در راهی چمن آسوده ایم چشم نمانی که بر باغی سوده ایم</p>	<p>از چه جرم این عوشر بعضای لغاده است هیچکس من گوئی برشت خاک با بخت جای رحمت اینکه اکنون گنجین میکند</p>
<p>اشاره برمی آید نون الابریت</p>	<p>اعتال امر مظهر نادب بالاتر است این خجل البتیه باید گفت فرمودیم</p>
<p>بر نفس بند قیامی زخم کشاید دلم بی طلب تشریف از زانی نفرمای دلم بوی گل تندت بر سرم بشو آید دلم</p>	<p>سینه تاب سینه در دوالم سایه دلم بید ما غم میکند از ناگویندش که باز بردن من در چمن سال با این بخت</p>
<p>منظوم این مایان نیکان بود هر چند گر جانی بخورد بر هم بدو آید دلم</p>	
<p>به معدوم شد نما بوجود آمده ایم ما با عجز خاکبست بنموده آمده ایم خوشن بحراب تو خرم بود آمده ایم</p>	<p>از بی کسب ننا جمله بود آمده ایم نیست از زده نشان چو کبابه شده سرنیازده بطاعات فرود برده ایم</p>

لا
تواند بجز در این عالمی
کسی از زنده بود
چون این تشبیه انضای
نعمت انوار صفت زیاده
نظا شد زود با غمی
در دلم که اکنون در حال

۷۶

طرح از نیستان
نقد نشان آسودن
خوشی بر روی خورتاب
وجود زده از تشبیه
چرا که وجود است از نایاب
آفتاب صورت می نوا

تذکره انوار
 علی بن ابی طالب
 که در پیشگاه
 سرور دین قرار
 چنان تو را
 تنگ یاد کرد

منظر از نار ماگشته جهان تیرودتا خام سوزیم ز بس سخت بود ما میم	
از ادب خاطر آن لغت پریشان کنم من چرا مردن مشوار خود آسان کنم	اگر بدام تو دم خون شود افتان کنم یار چون کشتن من زودتر گمبخواهد
بر زار تو شب عرس چنان کنم	سیر مستجاب بر آیه سلامت مظهر
چون مهاباد فروش گل سحان تم متصل گرد تو میگردد و حیران تم تنگ دار و چه قدر جاب چپان تو ام	باغبان خاکیات آبا نساخوان تم طریقه شمع تو که چون صورت ناناوشال انجیال تو شود هدیه و دست که چاک
همین چاک میگردد چون شعله با خود کف بر دم بگفتم خیر باد و آستان از چمن بر دم که داغ تازه بهل و نار است بر دم	نه خوش کردم گلنگی ز لبوی سبزه دم کسی با گل مبار و عشق با باغبان سازد بسا و اما در شمع بالین کسی مظهر
مرا صبری که است در و بسیار است نیالم فغان هم طوری از اطوار گفتار است نیالم مرا اچشم بیماری سرد کار است نیالم	جهانی گرچه از شورم در آزار است نیالم اگر سن نیز طرز عرض احوال است میگیم در فغان بر شما که تلخ کرد و خواب نمودم

۷۷

ایسای رفتن باریان زمین جهان فرست از شکستی من عدم هر سو فروز	بزرگ سایه توحید دیگران فرستم که تو بستی دمن نعت از میان فرستم
سحر عید گل و عاشور پیل در صبح بدیم مناسبت با بر بنی مراد طریقت گشتن	بزرگ فلک میاز همچون صبح خندیم رقیب امشب ادا با کرد من هرگز نندیم
نیاز عاشقان معشوق با ز ناز می رود دل بر خویش میسوزد که شغف کلام	تو تر تا یاد فال بودی تمن میفکارم لودر خوابی معشوق به با بسوی تمیدارم
نه از درخت چو همچون زغم چون کوه کرم مال زنی قیام کس کلام گرفتیم	کسیه تیغ چیزی بر یک گشتی دمن مهم آخر ز لبش بوسه به پیغام گرفتیم
میتوان او با خدمت خیاطی خویش بیگانه شد ز جو منی بیوفادلم	که سیالای تو عمرت نظر و خسته ایم یار بشود همچو خودی آشنادلم
رحم آیدم که بی تو چنان پیش میسوز فراق دوستان که از احویات غایت نام	بسکس دلم غریب بلم بی نوا دلم من آن خاکم که رفتنهای مایه این بودم

ایضا

ایضا

ایضا

ایضا

ایضا

ایضا

روایف نعلن

سخت نیدید من جاسه عیانی من در شب جبر اهل کردنگه بانی من	رواق فقر فزون کرد پریشانی من کی کسی پیشتر از وقت تقدیر بود
--	---

از این سخن می خنک
بسی از این برون
بعد اتصال از
داشت سخن گشته
نوشته من راه
همه شکر گشته

۷۹

مکتب از یادگار
بسی از این برون
بعد اتصال از
داشت سخن گشته
نوشته من راه
همه شکر گشته

لا
سینه سیب
گیا تانی من
شست مغز
آل یان

سینهها کرد و نمزد تمبنا می صال	همچو بسیار سبک شده که انجالی ن
از حیانا که و فریاد کردم افسوس	یاراگاه نشد از غم پنهانی من
چون بنگینی این صید ناز صیاد	عرضه دام حین شد ز پر افشانی من
می شود در همه جایا یکبار عزیز	گشت سامان دگر بی هر سامانی

حاجت نیست تیر لوف عزیزان منظر
که سخن میکند نظار سمنذانی من

نصیب من نشد در خواب هم یار یار من	بلی این بود و فرودیده شب ه وار من
بانازی هم یاری زدی جبر زار من	که با صدیسان چندین ایام و کار من
بجام دل نهاد این عمر کوه فرصت پیم	بیک پیانه آرزو شد چو گل فصل بهار من
خواب و در لمان راز خوش خرامانم	بسان گرد با و از پای نشسته خیار من
بخاکم آمدی و یکسکه بگردو گردیدم	برقص آمد بزرگ آسایشک خرامن
چنان ز خوشی من فرختم که هرگز بزمی تم	اگر می بود در دستم عنان اختیار من
روم هر چه در باغ و در بگ لاله بودم	که میسازد بنگین ناخن با بی بخار من
بهار آرزو و گل افشاند من بزمی	ز وقت آسسال هم آسید میوزن خار من
برگیرم نهال سورا کین فصل خوشی	نشان می میدهد در خوشی و دروشی خار من

۸۰

<p>نوکلی بر نفس مرغ گرفتارزدن بی مشقت توان خضمه این تا زدون از من آمرخت گل داغ بدستازد نیست شین از گرچه چند ناززدن نیست این کار که از تیشه بکسازد</p>	<p>خوشترت از گل خورشید بر ستارزدن شد بصد خون جگر تا از من سیر پزنگ این همه عرض تحمل که در شمع بعش شیخ بر سجده صد از جرمی نازد شعر نازک بر این سنگدان توان خواند</p>
<p>آخر گل گرفت محبت مزار من همشش نیامد از دل میدوار من خوابیده بخت پذیره شب نهد و از من گاهی نیامد این دل تا کس بکار من</p>	<p>از نقش پای بار چمن شد غبار من حرفی ساخت نامم برم از زبان بار در خواب سدم مرغ تو ندیدم انا که بود در بجز وصل ماند گرفتار حال خمیش</p>
<p>چون تخم تمام سال ز من خوشخین من باشد چو غنچه چاک گریبان گلین من رضی گشت لوش لیسین سخن من بس گری سجان بجز منم خون من</p>	<p>در بند تو بهار نباشد جنون من باشد خلاص طرد چمان سده خوش من شیرین بوی شیر زلف ماد صبا کرد این است بر غم تو مظهره بیست</p>

یعنی ما را از زبان
 یا از منی که گفت از
 اسیر از من که گرفتار
 را اسیر بود پس
 بدل شد

۸۱

در این بیت
 کلماتی از این ملاحظه
 کلمات تخیل و نظمان
 عدالت است پس این
 کلماتی که از این بیت
 بنیاد من می آید

<p>بزرگم بستن مردم بود بر غیر در بستن زمین آن بستن و از بار برفو نم که بستن نصیب من نبوده همان شاخ آستان بستن چو گل داشت چه لازم بود بال ابلان بستن ضرورت است ایسر از جیب غنی ضرورت تیغ در دست و در دست دیگر بخیر من</p>	<p>نمیدانی تو طور پند بر داغ جگر بستن بود چون بند بستن وضع کبر و خفا بستن ضرورت شد کنون خست ضرورت آن بستن تو ای صیاد ایامه خزان ظالم کجا بودی مبین آینه گروی ز غمی تیغ کجا چو در میتوان بستن نقش تو با تصویر من</p>
---	--

ردیف واو

<p>نکشته گرامی آدم کنون کار بود قیامت مظلوم خوانیم بر لوح خراب بود</p>	<p>نشست آخر خط اگر هستی بر بنادار گذر افشا چون مار باخاک میر بر نظر</p>
---	--

۸۲

ردیف ها

<p>خدا رحمت کند دل از زافا تنهای کج کوه که خون صد چنین سپانه را در یک لگن کوه مگر چو بقبض از غار دیو ارجین کوه چرا این گنجوشی گنگان آن بر کوه مران تا این میان کافر بر من کرده</p>	<p>بخاک خون میان کوه از برای وطن کوه دلم بر خورشید میوه که با آن شمع میوه مرا از خانه صیاد بودی تیغ می آید چو جل از آستان این شک تا بر کوه بنفق با ده جای بت بر تنه می را</p>
--	---

<p>که لایق بانی یوسف چه بریت لکن دود</p>	<p>حقوق خود زینما می نماید لکن غافل</p>
<p>بهر کس نماز حرم من مظهر چه بر جرم</p>	<p>خدا بی واسطه تعویذ اصلاح سخن کرده</p>
<p>روایت یاسی تحتانی</p>	
<p>نغان او یکسی فریاد از بیدار و تنهائی کجک با غیب بارم سر سر خشم تماشائی نیاید بی مر و خورشید کار از زیر میانائی که چون سنگین دلی بنید کن اظهار دنیائی گنجد از خدا او تممت صبر و شکیبائی خراب خمش برود شوی بلاک خورش سوچائی</p>	<p>نماند امر و کس غمخوار این بهایر سودائی بجز نظاره کار نمیت منظور من مرد مقابل روی روشن گنجانند که میگردد همیای شکستن شیشه داریم دل تانی شغل عشق خیز از بقیرانی نیست قصود بنحال خط اندام التفات مادی ام</p>
<p>کن در عاشقی اعلم خود داری بر اناصح ز خوبان کمرشی و ز میرزا مظهر چه بر جرم</p>	
<p>یوسفم گم شده ارواح عزیزان مرد نیست نم در خزه ام حضرت بلکن مرد عرض حالی چونم دیده گریان مرد</p>	<p>دل بچاه و ذوق افتاد در لجان مرد گریه بر یاد دلی ابر ضرور انماست تاب سوز دل آن طفل نخواهد آورد</p>

ک
 اینست نیت من
 علیه السلام
 در کسب فیض
 حاصل کرده است

۸۳

ک
 در آرزوی
 علمت
 اینست نیت من
 علیه السلام
 در کسب فیض
 حاصل کرده است

<p>رفتم از نیکو که ابا بد عامی خواهم دیر شد که چو دبا باز خوش افتادست</p>	<p>که ازین در نزد لغزشستان مدد شور مجنون مدی محشر طفلان بود</p>
<p>گفت منظر غزلی بهر طر گوشت تو عنوت اعظم صفت قبیله پاکان بود</p>	
<p>یقین نتم که از شور درون من خبر دار دل سختستان گزرم سازی اجربا و</p> <p>لبشوق او گنجد آبروی شت خاکم را بجز دیوان نشود کس اینجا یابی گزدار</p>	<p>که با بسینه ام چون بگیداری و در بد لغوی فریاد میدانم که در دلها از دار مکن ای دل در لعل از گریه تا نام جگر نمیدانم ای صحرای تو هم در بان بود</p>
<p>خزبات محبت اجد قدر از خود گاه ز بهی شب بصید باکی چو گل دلمان دار</p>	
<p>چو منی اگر تلف شد تو چرا مال داری سیران غرور گم کنی چو لطف من</p> <p>چو نگاه حسرت دید بزبان تیغ ابرو نخوری چو سبانی که بشیبه پای ل</p> <p>تیمت ز دنیا زین نصیب منظر</p>	<p>بجست خوابش تو چو تفاله دار سیران زنی تو پرسی که بگو چه حال دار من جن گزیرا گفت که چه در خیال دار ز بهان خرمستی روی که تو در فعال دار تو بنی بکالی چه قدر کمال داری</p>

افتاد

تو از خوابات
بیت را از غزلی
منظر از زبان تو
بجز قدر از خود گاه
بسی با یکدیگر
۸۳

تو بنی بکالی
دل صاف نیست
چون که در تیغ
تست بچنان
که ستاره میج
مرد است

<p>خوشا که می‌جستیم از پاک بوداری همچو سستی تو آهنی روز جزایا سیب سرت گدوم چو آن شد که چون من مستی</p>	<p>با هم گرمی ساقی مرا ز خاک بردار چو برگ سناک از خاک گرمی جان پاک بردار بدامان و راز از خاک چون خاشاک بردار</p>
<p>خدا حافظ ازین سیل بلا که منظر مسکون است زمین از دیده تمنناک بردار</p>	
<p>و دیده من که ز حرمان هم آتش کرد با جگر پاش مباد از مشوه سوز آفت ای محبت چه قدر خانه بر انداز خود</p>	<p>خانه ز پله صفا بود ز آتش کرد جگر مگر زنگه گرم کبابش کس دل که آرام گمت بود ز آتش کرد</p>
<p>چه بدی دشت گمانی که آتش کرد ای خدا اشک از قد بخشدی حشمت یاد آن فون که منظر بدست</p>	<p>از دل من بل با ز جگر میکرد یاد آن در که از قطره گهر میکرد سینه میسوی و سنگین جگر میکرد</p>
<p>بلج تربت من با فیتنا از غیب تحریر اگر یکدم از دغال شعوم خرابد برید این ز غیرت میکرد و آن غزال تندخوار من</p>	<p>اگر این مقول از بزم گمانی نیست تعصیر که خوابم در چو غفلت نیست غیر قطع تعصیر که ز خواب چون شیر فالین سیل پیچیر</p>

تو را که در این عالم
 منم که در آن عالم
 تو را که در این عالم
 منم که در آن عالم
 تو را که در این عالم
 منم که در آن عالم

۸۵

تو را که در این عالم
 منم که در آن عالم
 تو را که در این عالم
 منم که در آن عالم
 تو را که در این عالم
 منم که در آن عالم

<p>مشاطه رقیب گشت یار حکیم شده پاره میان لب و لب حکیم انزخ و الما که طپیدیم چه شد ویدیم چه شد اگر ندیدیم چه شد</p>	<p>ایضا از گرمی جلوه کرد و دست بچکنم مرغ نشه خون رنگ بزم کز فلک بایش و طرب که آیدیم چه شد الکون که بدل حشر بودی ایتم</p>
<p>گر دیده دل از حیات مردم چه کنم</p>	<p>ایضا از دست تب عشق بدردم چه کنم</p>
<p>دوری ست چه بود این جنونم منظر گرد سیر آن شمع نگر دم چه کنم</p>	
<p>این آب بطوط بخاک پای رسید فریاد که فریاد بجای رسید</p>	<p>ایضا اشکم نام گرمی دل بای رسید این ناله راه سرد ای می کشود</p>
<p>بر خاک راه آبروی خود ریخته ایم چون خار بدایان تو او کینه ایم</p>	<p>ایضا در عشق تو بید عقل گسیخته ایم هر چیت که با بر سر ما گذرانے</p>
<p>جان و دل پاره پاره گدگرم ای ماه پراز ستاره گدگرم چشم گشت از مصداق این گدگرم بر چه راه ما گشت نشان نگر گدگرم</p>	<p>ایضا ای سرج تن نظاره گدگرم انوار زخمت ز داغ چیکال فرود داغ چیکال که بر رخ جوهر دست از بسکه نظاره اش نشوخی کردند</p>

عشق جنون است
دانش جنون است
تا

مخمسات

<p>خواهم که بخود از یکی آه سر کنم ترسم که از محبت بخشش خبر کنم</p>	<p>گاهی که چون سیم کوشی گذر کنم لکن بر تبه خود را و چون نظر کنم</p>
<p>با خویش سرگرائی او بیشتر کنم</p>	
<p>گاهی نشد ز چشم تر من خجل شوی ترسم ز بیوفائی خود مفضل شوی</p>	<p>هر دم ز تار شمع مصفتت تعل شوی هرگز نگفته ام که خبر گیر دل شوی</p>
<p>گر از امید داری خویشت خبر کنم</p>	
<p>کردم ز بسکه آمد وقت علی الحساب رسوایم سید بجای که احباب</p>	<p>در کوی او باین دل پر شور و غم آ چون گشته است خوارم ز جنتاب</p>
<p>دیگر ز پیش او نتوانم گذر کنم</p>	
<p>آتش برون زرقه ز خاکسترم هنوز بیطاعتی شوق سپین کز سرم هنوز</p>	<p>آن شک گل کرده مرا ز بسته دم هنوز خالی گشته است ز جان بکرم هنوز</p>
<p>نگه نشسته یا در روی بر او در کنم</p>	
<p>پیش طفل شوخ که گم می کند کتاب وقت دواغ او من دیوانه خراب</p>	<p>چون چشم دیدم بر مانده بخسار آفتاب یا بچو عاصی که بر بندش بی غداغ</p>

۸۸

باهر که در بر وی شوم گریه بر کنم	
دیدم که رسید از راه من سببا	گفتم مگر بکتاب تحصیل است
روشن کنم ز اشک بنگ قلم خود	النون که هیچ دادم گریه هم نداد
در کوی او شینم وضای گنم	
گاهی که با وسیله منظر بوی او	سر میکشتم بجای آرزوی او
اگر حسب اتفاق شوم در بر وی او	میسل ز شرم عشق بجایم گریه می
باشون این چنین نتوانم نظر کنم	
مخمس گریه بغزل صبا	
عرق افشان کو که ای شیخ پرسی آئی	دست چون مبله ننگان کبری آئی
جامه بنفشه شایب بر آئی	چهره افزوده چون گل نظمی آئی
از شمار دل گرم که در می آئی	
جان پاک از تن لبر از نیاید بیرون	بوی گل از در گلزار نیاید بیرون
حرف مهر از لب دلدار نیاید بیرون	از صدت گوهر شهوار نیاید بیرون
بصفا می تو که از خانه بدر می آئی	
جیب ما پاره چو گل میش تو بر چه شود	نیمت ممکن مبلت ریشه نابند شود

۸۹

این کتب با کتب دیگر

چرتوان کرد که خاطر ز تو فرسند شود		بچه تدبیر کسی از تو برونند شود
نه بزاری نه بزور و نه بزری آئی		
بی تو ای شوخ ز من چشم بکنی بازه است	در هوای تو طلسمم چه جابلی مانده است	
چون تویی شیشه بلبل بی گللابی مانده است	از خیانت نفسی با پر کابی مانده است	
میرود وقت با لینه گرمی آئی		
چه خیال است بمورد کمرت چه پدین	یا چه دستار تو بر گرد دست گردین	
چون کرد خواب باغستان گلچون	کیست گستاخ که بر روی تو آرد وین	
اگر عرق ناک ز زمین بر روی آئی		
چون کتبان ستم ای چه کین گیت	بسته آن خرم زلف ای بت چمن کین گیت	
کافر عشق تو بر روی من کین گیت	در بهت باخته جان من کین گیت	
اگر چه خوشبختی بشیر و سپهری آئی		
شعله روی تو انداخت بر صیانت را	همچو منظر زن آتش غصبت را	
دم چو بتجا گره شد از صیانت را	جان سریدت از شوق تو بلب صیانت را	
نیچ و قتی برا زین نیست گرمی آئی		
تمامت منجس میرزا منظر جانجانان بر غزل میرزا صاب		

۹۰

واسوخت	
پرسیدن نظر دیوانگی شمار	روزی بقاصدی سر برایی شدم در چاک
آن بلایی که بی رخ عمل بود بقرار	آهی کشید بگفت که از دست درنگار
الکون می طرب بیا شس نبرد گل میرسد باغ و دهاش نبرد	
چون ابر بر بجانمستان نبرد بروانه وار سوی چراغان نبرد	گاه بی چو میل سوی بیابان نبرد بل صفت بر بگلستان نبرد
از بیدلی کنج غمی عهدیست در نیکی سی با تم خود خوشیست	
در کوی دستان مغزبان گذر کند پسند اگر حال سخن مختصر کند	کو محرمی که در درسان راجر کند بی اختیار گریه و فریاد سر کند
یعنی چه جای حرف مقام حکمت منظر چنین رز در محل ترحمت	
ولهای ستان منبش شاد کرده است خوش منی بر بستن ایجا کرده است	تا چرخ و ابر در پی بید کرده است دشتی ز شمر در تر آباد کرده است

	رحمی نصرت دل پو آتش کفید رقت بگریهای فریاد آتش کفید	
جانش بلب زرنج و لقبها سیده بود	تا حشی بام محبت کشیده بود	
عمری بنجاک و خون تننا طلیده بود	تا با مراد دل نفسی آرمیده بود	
کرد این فلک تیره سلامت آفتاب افتاد سنگ حادثه بر شیشه خانه آتش		
۹۲ روزی مرا خون ه دیر آتش نمود	دیدم چو کشته بر رخاک و فتاده بود	
کاهی اگر تا نفس عقده می کشود	این بیت خود بر تیر خویش می سزود	
در خاک و خون کشید پای لبر مرا پیش از اجل سید قیامت لبر مرا		
بر دستم بد شمنی آهنگ میکند	با هر که آشتی بکنم جنگ میکند	
مینا بمن معامله سنگ میکند	واعلم که مرگ تیر بمن ننگ میکند	
ای چرخ بر سر چو منی کیسی غریب اشد اگر این همه بیدار دیافیب		
تمام شد و اسبخت		

مشهور

این
اشعار در
دیوان باریش
تألیفات
بسیار است
که در
کتابهای
مکتوبه
موجود است

محمد چشم بر راه شنا نیست	خدا در انتظار محمد است
محمد عابد محمد خدا بس	خدا در آفرین مصطفی بس
به بی بی هم قناعت می توان کرد	مناجاتی اگر باید بیان کرد
الهی از تو عشق مصطفی ترا	محمد از تو میجویم خدایا
سخن حاجت افزون تو گفتار	و کرب و اکن منظر نصرت
دماغ مرا ازین بو باغچریت	و تحریریم غرض عرض نیست
اصول تخصص سبیل می گفتم	طییدن داری از دولت می گفتم
و گرازه هر چه گویم آفاق نیست	اینی پیش از این ^{۱۲}
دماغ قصه خوانی بهم ندادم	همین خون گرمی در برقم قیس
اکنون می گفتم حرفی در آس	خیال این ترانی بهم ندادم
	دلی دارم خزینی و او خدای

۹۳

مشهور دیگر

زین سجده برد آن نگار	سرت گردم ام قاصد کوی یار
بگو ای دل جان ایمان دل	از آن بر آن شیخ چمان سل
که از دست این رنگی مرده ام	چنان بی تو از خوش آن مرده ام

<p> که جز بکنشی ستش نغمه گر که از زندگی رنج باشد بجان کند گریه هم گریه بر حال من شود همچونی تا را عالی پیش که افتاده بحران ببنال من که گردد گرفتار و فصل گل بفصل صال تو دستم بحسب که آنادیم کی شود درو بگل بسوس اینده دشت خاک درون شقیعم شود واجب الی مرض باظهار احوال و مسمی نغم بزندان کشم و چنین فصلت که بهر چه بستند یال و پریم که لازم بود قید من اینقدر بطور خودم ساعتی ناگذر </p>	<p> چه رسمت بر حال این مخمفر دل مرگ سوزد بران ناوان شود مطلع گرز احوال من آگ نشود در داین سینه پیش نگاهی فرودست بر حال من چون مرغ دیوانه فصل گل فتادم زبیداد ایام بحسب بسرفت عمرم درین انتظار مرا تا پنهان نفس حین نماند که گردا شود شا بر او سخن ازین هجرات قدم منیم که هرگز نبود این مسمی نغم فرودست در حبس حیرت برم نبودم شکار چپان معتبر ز زندان پی آسمانم بار </p>
--	---

در احوال من عهد کن کیغفر
 بصد جان گرفتار برای تو ام
 نیابی اگر باب زخان مرا
 عطا کن درم را حیات ابد
 ز بجز خودت انتقام کمش
 باین لطف شرمندۀ خویش کن
 ولیکن نه آزادی از دم عشق
 من ناز با برو فای خودم
 اگر نگ داری ز من اینقدر
 زانظهار شغم خجالت کمش
 بیجا است این آیداد
 کستم گزناهی بسودای تو

اگر سینه‌م قابل این قبض
 بدل بنده جور بای تو ام
 بگر و سر خود بگیر دان مرا
 بر اتم برده بر نبات ابد
 باغی از دیگر بر اتم کمش
 ز آزادیم بنده خویش کن
 که صد عید قربان این عشق
 توقع ز صدق و صفای تو ام
 زهی آبرویم که خاکم بر
 ز بیابانی من مالت کمش
 زو بسوزی تست فریاد من
 شود بی علم فوج غمهای تو

قطع مثنوی

الحمد لله رب العالمین
 که با لطف غیب گشت سمع

والله اعلم
 اشب حب مرست اقرا

۲
 این مثنوی
 ۹۵

۳
 این مثنوی
 ۴
 این مثنوی

نار و بر شش لفظ و معنی	کان صدر نفسین ز بیم دولت
چون امر علیست حرز جانیها	ان سید بلو اگس کرش
روشن کن خانان آبا	نوزیر پیر شہر ولایت
معصوم مرکز کن سلطنت	در عقد نجاج خود در آورده
بخت و مانع جماعت	این مژده را چو دستہ رگل
از بهر ادای تہنیتسا	نغمہ بجناب حضرت دل
کامی جان سخن جهان بینی	فرود دل از سر عنایت
وی لفظ معصومہ مسیحا	ای فکر مجسم فسطاطون
در ساعت سعد گشته کجا	چون ہر دو ستارہ ہمایون
یک قطعہ دلگشا کن انشا	در باب قرآن این دو مسود
کامی مصالح امر دین و دنیا	من از وہ عجم عرض کردم
این امر بخامہ باشند اول	انسب بفقیر خردمیت
کامی کاتب و حیی حق تعالی	انکہ لقب لم خطاب فرمود
مفتاح کنوز علم مولی	سبب بودت قدرت حق
تاریخ نزوح صاحب ما	مسنون تو ایم اگر گوی

۹۴۶

اگر در زبان خامه گوید	اگر پس از هستان بسیار
رعنائی سر و شد دو بالا	دی مگر کشود از سر پر از
یارب تو بغفل خود عطا کن	
این بخش مراد را مشربا	

م

۹۷

خاتم الطبع هزاران هزار محبت و شایسته تیر از بند اولیاض و سها و نام
 حقیقی زیا و اینها تجارب و کدرین زبان فرخی توانان سخا از سخات اقامت طمیر
 مضامین آبر و قطره از نظر آینه بیان حمانی در زشتا شایخ زان سید ایل سلوک و عرفان
 منزه صفات حبیب خدای مجید مولد و مرشدنا و مقدمات حضرت میرا منظره حاجانان
 در حقیقتی اعلیٰ علیین و لغت فی مرقه اشهد له و اصحابی محمد و معاصیان ترانجات سیسی
 دیوان غزلیات و غزلیات ایمنی عشره انوره عید قربان سبب مجری با تمام مجری
 در عهدان محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد بیرون ان که اندر سحر و جادو اجماع در طبع
 مشهور ز یک دور یعنی طبع صطفائی واقع کانپور از کالبا الطیاء برادر جهان ایام
 مسعود و اوقات محمود سعدن یوایت زو اهر یعنی شعر لطیفه جواهر که اشعار انتخاب نموده
 جناب محمد قدس در انصاف ایامه ساعت مبارک از ان است بطریقی طبع ختمت

بسم الله الرحمن الرحيم
 ما در کفایت شمع پروانه سوخت
 گفتم که فلان کس است مقصود و حیثیت
 کرد دست چنین کسی چنان خواهی بست
 دل را از ترا کس نگوید هرگز
 نام هر کس درگز و دید هرگز
 بدید ز من لباس فرزا نگیم
 بلکه که کجا رسید دیوانه گیم
 جز روی خوشمت ندیداندر عشق
 بیچاره و دم عشق نهد بر سر عشق
 غم بیچونیا از موده مستند

بسم الله الرحمن الرحيم

آن روز که آتش محبت افشید
 از جانب دوست سرزدان سوزد و گدا
 پرسید ز من کسی که معشوق گویت
 بنشست بمابای برین بگریست
 جز در ره عشق تو نبودید هرگز
 صحابی دلم عشق تو شومستان کرد
 بر روی ز من کجا به سخن آنگیم
 مجنون نصیحت دلم می آید
 دل کرد بے نگاه در در عشق
 چند آنکه درخت حسن نهد بر سر حسن
 همواره تو دل بر بوده معشوق

ما در کفایت شمع پروانه

شماره عشق

شماره عشق

قصه سید و پادشاه
پادشاه از سید پرسید
سید گفت که من
سختی را در دنیا
دیدم و در آخرت
سختی را دیدم

من بی تو هر شب بخون در بوم
چنان ترسد دل از جهان که گوی
مست تو ام از باد و جام از دم
مقصود من از کعبه و تاجانست
ابر از دهقان که تراله می رود یاز
طوبی و پشت و سلبیل از زاید
سهل است مرا بر خنجر بودن
تو آمده که کافری سبک کنی
چند بر چین کنی ابرو هم آغاز کنی
ای حجت من بست من اندازش
ای صبا باز آمدن درت بر من
کاش گردون از سرمه من برود
خوش آنکه بندگیان بنا باز کنی
دوش آنکه سومی ملامتخانه ام
درین چین منم از بلبلان زلرگی
تن ارم باب دیده میماند آن کاهی
شاید که برینم سرخوردم او
تا بوی من است ز کوش گذرانید
مایم و صدمات از دور یک نگاه
جنگلت چین سحری نداد از قاشق نام
ترا چند آنکه آن مر ساخت پالاجان

تو بی تو شب بخوره معذور
شب هر تو ام روز وفات است
صید تو ام از دانه و تو ام از دم
در نه من ازین هر دو مقام از دم
دشت از بخون که لاله می ویداز
ما و دلکی که تاله می ویداز
در پای مراد دست پی سر بودن
غازی جو توئی رو دست کاف بود
خنده زن که گره از دل با یان کنی
دین سر برین که در قدم او چو میکند
با و گو تا بوسی پیر این کبغان کی رسید
یا مرا صبری نه چند آنکه استغما تو
نظر در آن تن باز کنی و نماز کنی
گفت عاقل مشوی گفتم که دیوانم
دلی بزاری من نیست از هزار کی
که پنهان می شود در موج دیدم شود
خو هم که شوم گشته به تیغ ستم او
چون نیست امیدم که بیایم و گر آنجا
آن هم جو بگری سبب عدل شود
که همچون باید بخورد گشته دیباغین مقام
تو باز از شوق او چون سینه از نفعان کی

علم از
خواجه نصیر الدین گنجی

شیخ ابوجعفر کاشانی

ابوالفضل خراسانی

99

شیخ ابوجعفر کاشانی

مفتی ابوالحسن علی دهباشی

ابدال اسفندیاری

فانی ابوالحسن علی دهباشی

ابوالحسن علی دهباشی

ابوالحسن علی دهباشی

<p>بجایه مهر تو غلط داشت گناهنا</p>	<p>امروز عیان شد که نزاری سرا</p>
<p>یا که تو پاک دانی صبر من از حد طلب یا قدری فزون بران تا که در طلب داروی هر دو ن از درو بجای سوز است</p>	<p>باین نام بصورت را سومی خود از وفا طلب در و تو میگذره ای از گرم دو انگش صبر نخست دوامی من خویش جگری</p>
<p>بجای گرم هست از آن صبر من که چشمه سوزن العقیوب عین میناست</p>	<p>گر بخواهی صبح زنده باک نذارم جدا از یوسف خود تا ندوم بقدمت</p>
<p>من آن نیم که کسی از برای من سوزد غافل گماین که شمه محبت تو</p>	<p>عجب که شمع تنی بر سرامی من سوزد خواه بخشم ز نار شود کم محبتم</p>
<p>تو باشی و من و شرم از میانم خبر ند خبر سندانم بگر همه عالم نتوان بود و دواع عمر کنم یا دواع یاد که کنم بر در زجر چه با جان بستی را کنم تا کی مسجد آفته دستا که دعا کنم تقنی با بوسگی بزنی تغنی کاری کن چه بخاطر گذر از آنم که تو از یاد روی کنون کناره گرفتی چو کا خود کردی که سالها محبت در و وطن کردی دای مبرن که بر من این سخن چه گدشت مجلسه کا سجاد و بدستند غوغا می شود خسته را چون شهادت میدی ایما میکند مرا ساقی گریبان نیز زنی در و روز</p>	<p>خوش آنکه مست نسوی تا بهانه خبر ند از مرگ رقیبان تو خرم نتوان بود چو یار رخت سفر بست من چکار کنم هنوز با منی و دل ز سپهر جان خست شرمند ز آسمان و زمین که مهر تو الکون که تنها و بیست لطف از گذشتن بچه اندیشه ام از خاطر ناشار روی بصد که شمه و نازم شمار خود کردی بیک دوروزه جفاکی برون وی اول یارب آن تر آنی از سخن گذر چه گدشت از درو چشمت در و لصد فتنه میدی ما شود روزی بجم یاد آن لعل شکر چه میکند خوش آن مجلس که سخا تو به خود چون کنظ</p>

۱۰۰

سازات

خوش آنکه جان سپرد و وصل گل خوش
زندگانی داد از تو این الی افسرده را
خوشتر بسنگد لیسای او که در در مرا
نگویم حال دل از حال من که چه باشد
منی خواهی که گرس با نازنین من سخن گوید
ما چشم تجوی در جان پوشیم
پوشند برای زیب مردم چه
ترسم این الفت که دارد با گریبان من
مزه بر سر من نمی دید که نتوانم دید
تبر لاج چون تو تیر لیل که کمان
ز چرخ نامی شفت اینک شهاب بر کوشش
میسر کی شود وصل تو امی از جان ما
طرفه حالیت که آن آتش سوزان بر
عشق باروی خورشیده دیر این چاه
دست سبز زان در بی تاب بر دست
قابل من چشم می بندد در من
تو هم در آینه حیران خوش نشانی
آنکس که بیا و نکستی در هزار سال
بتان که نسبت رخسار خود بهما کنند
گر ما وید بغیر یا درسی تا بگویم
بگفتیم که مهر از تو بجویم در

دیگر برو نه بجز نیندخت کار خویش
آری آتش آب حیوان است شیخ مرده را
دل از رنگ بود طاقت شینک
به بیدردان بیان بر دل مرده گر باشد
اگر چه قاصد من باشد و پیغام من گوید
ما خلعت در دست ز جان بپوشیم
ما بهر درین گریبان پوشیم
در قیامت نیز نگذارد که گیرد من
که تو با خوش ترس دست از خوش کنی
هر وقت آرزو که نوشتم ترا بش
نگاه بام در دل لذت دیدار بسیار
که از خوشی تان تها بیست از یکا نماند
زود تر میرود و دیر تر می سوزد
با در چشم تو دل می شوخ شکر میکند
یک مسلمان چو در افتد برو کافر میکند
تا بماند حیرت و بیزار و در دل مرا
زمانه است که بهر سخن خود گرفتار
روزی هزار بار ترایا می کند
ز شرم روی تو در یکدگر نگاه کنند
زود و در کوی تو خیمند بغیر او
این چه بد بود که گفتیم گویم در

آینه لب
بهر کس که

سخن از این

۱۰۱

اندیشه

بهر می نمی توانی

تو از هر نفس

طالباں

نالکستہ نیم غنیمت فرودس می آید
 تسوی خیزش من از لطف آسنا خایز من دستم
 چو در خواب در آئی بخت بد از بہر کھر و
 بد نشام در گرامیہ دارم
 زمین پدید راہ در سہم نہرستان سہوانی
 ای صبر فای چون تو متاعی بجان میت
 بلا کہ می کنی در غنیمت از می شکایت و اند
 بیستون ناز دارم چو شنید از جاشد
 بیچ کس منکرجال تو نیست
 نتوان از غم تو دل تدبیر برید
 بزمن نتوان لبست بر بیخ دولت
 بیای تا تو خوشان آنکس گیت
 چشمیفتہ تو فای خوشیم
 فاصدا و ای نام تو اندر عشق
 تو با کس بسیار می کشی چندی طالبا
 آغلندہ کہو محنت عشق از کھرا
 لغنی از تیغ او دارم کہ چاک سینہ ام
 چو زہر غیر عشق نتوان بگرد کولش
 اناہہ حسرتم جگر شعله آب شد
 چندین نفس ز شوخی بال و پرم شکست
 راز زمان مجلس او نتوان شنید

نمیدانم سحر بندگی بیان واکردم
 کہ من بسیار مجبورم غمغوشی نمیدانم
 مرا بیداری سازد کہ آیا در غم خوابان
 چه خوابی عذر دست نام گذشت
 کہ چون فریاد و جھنوم می گوئی صحرای
 عیب تو همین است کہ در کشور مانی
 کہ گاہی خصمت برگرد بر سر دیدنی داز
 کہ در فریاد کہ فریاد و گردید است
 نیست جنت کہ خط بزل آن
 کہو کہ نتوان بجد از شیر برید
 و ز تو نتوان دل بشمشیر برید
 کہ این صد اصدی حسی است مانند
 در نہ ز کہ دل نمیتوان کند
 حیث از زبان کہ بال کیم نمیشود
 پر از نفس کار و صیغہ از این فاش
 بر جھنم فدا و بعد و گرام
 چون غمرا لودہ تواند کبار زنیانہ
 سر جان خویش کہ در دست زویش
 در آتش دلم دل آتش کباب شد
 آواز کجا بقصیب من این صفت شد
 افغان کہ باز بان جس شناسم

میرزا حسن
شاد
میرزا قزوینی

رباعی
۱۰۲

مولانا احمد
نور الدین شاد

میرزا حسن

میرزا نظام
نور الدین شاد

میرزا حسن

<p>کشیده ز میان تیغ آبد کینم مرد اطلاع بدلت میرسانم فی منبر بعد از وفات به قلم استخوان ما ای عشق تو آرد لبیک حرم را فرستم که شد کار مردان و صفتش</p>	<p>طریق مریسان که من ملک همی نسیم گنج آخسور بود و در سنج را تو با در بد سر بسته نامد است بنا مهربان ما یا دلو با ندرت فرورد صنم را اگر بیان است اگر بد استم بر بد</p>
<p>بخت اگر ای می بد امر ز دمان ترا خدا را که نان بر دار از خیره ای سلی</p>	<p>استخوان گیرم که در کانت ملک جان اگر که ناصح بر بلاست میکند مجنون شیدا را</p>
<p>هر داغ زیر منبه شهیدت در کفن</p>	<p>صحرا می که بلاست سرا با بی سیم</p>
<p>در فراق تو من حسسته بجا من چه کنم آنکه گرد اندر ز ما دانسته راه خویش را عشق روز یکبار چاک گریبان گشت یا دهماری مجنون که ز خاکستر دل پس از عمری نگاهی که بسویم کرد جا وارو چو خونها خورده از اشکم چو جانها داده</p>	<p>ز سینه من کل مردون تو آنم چه کنم کاش می آموخت گشتن نگاه خویش را عمر با بود که مجنون تو عمران گشت شک بر خانه که میر سحبت بیابان گشت شهید ز خم شمشیر تغافل جرم با دارد نمیدانم چه چو خاتم گفت در عجب اول</p>
<p>بر جا بد چو پیشرو از خوشتر میوم دیر تنها غم تو بیگانه بر صورت دل ایچگونه منج محبت کند کسی گشتم خبار و از سر کوشن میوم</p>	<p>یکبار از غم زیر سده های را داغم ازین که با تو جدا شنا شدم گیرم که گشته و چه نصیحت کند کسی دیگر چه خاک بر طقات کند کسی</p>
<p>ما حرفت این قدر بار تعلق نیستم دست میدم ز دمان منم هر کوه است گر بخود ما دم بگویی تو دور نیست</p>	<p>می بزور این رنگ با چه ناله است از غبار خاطر خود خاک بر سر می کنم فرصت نیافتیم که خود را خیر نمیم</p>

در اول صفحہ
آفت منشی
ایسر بیک
میرزا علی قزوینی
ایرانی بخانی
ایرانی خاقان
از نامم در مکتب
میر انوشیروان
نویسنده
میرزا علی قزوینی

۱۰۳

روزی نظری

<p>نشان پای نوگرد نشان بت من بگل بسیار میانی مبادا بیوفا باشی</p>	<p>خوش آنکه در قدمت رود به شهادت من بت من سخت می ترسم که از باج جناب باشی</p>
<p>که کرد وصل آید از جابر ز خیزد</p>	<p>بیکسنی غمش در دل نشسته</p>
<p>بی درود دعای خود اندر میانه سخت چرا تو خواسته باشی خدا تو خواسته شد</p>	<p>قاصد رقیب بوده و من غافل از رقیب خدا اگر خواری اهل قاصد خواسته شد</p>
<p>اگر جان نمیشد آرم دوه بودم</p>	<p>برای نمارت ز شرم گدایا</p>
<p>دیدن وی عزیزان چشمش روشن میکند با ما هنوز دشمنی همان سجاست</p>	<p>این سخن از پیر کنعانم بخاطر مانده است ایکبار آستان ترا بوسه داده ایم</p>
<p>ای روزگار فرصتی ای مرگ مصلحتی که با فقیله شود زندگی تمام مرا باز دیدار من و دل بر قیامت افتاد</p>	<p>الکون که گفته نظری هست من بش تبی که داغ تو سودم چو شمع بجوایم در سر دل بسوس آن قد و قامت افتاد</p>
<p>پانجم چندان سخت بود که بدانش آخر این بریز ز خاک گشت بهار قطع امید از تو از نهادن می شود این نیز نصیب دشمنان شد</p>	<p>از تقاضای بی دریغی گریزش کم در می اندلار کی سازد دل ز اهر شمه چهره و خنجر که من میکشی چرا بودیم بدوستیش خرسند</p>
<p>این خطا ز نامه سیاه است که من میدانم خدر بر زنگنه است که من میدانم</p>	<p>رفت قاصد که برد نام مرا گفت خروش رفتن از قه شب آمدن از مهر بر روز</p>
<p>قرمان زبان تو گوید بارگازم کیشتم هم که نشینی بر بوی من سخنک ای کسی خوشتر بودی با من حلقه مشت بد چاک گریبان من</p>	<p>گفتی که یکباره که کام تو شیرین ریش در پیش تو چون سوزن رقیب و نیده ماهم بر سر محتاج است افزون سوزی که دایه روان بند</p>

نشان پای نوگرد نشان بت من
بگل بسیار میانی مبادا بیوفا باشی
که کرد وصل آید از جابر ز خیزد
بی درود دعای خود اندر میانه سخت
چرا تو خواسته باشی خدا تو خواسته شد
اگر جان نمیشد آرم دوه بودم
دیدن وی عزیزان چشمش روشن میکند
با ما هنوز دشمنی همان سجاست
ای روزگار فرصتی ای مرگ مصلحتی
که با فقیله شود زندگی تمام مرا
باز دیدار من و دل بر قیامت افتاد
پانجم چندان سخت بود که بدانش
آخر این بریز ز خاک گشت بهار
قطع امید از تو از نهادن می شود
این نیز نصیب دشمنان شد
این خطا ز نامه سیاه است که من میدانم
خدر بر زنگنه است که من میدانم
قرمان زبان تو گوید بارگازم
کیشتم هم که نشینی بر بوی من
سخنک ای کسی خوشتر بودی با من
حلقه مشت بد چاک گریبان من

خوش آنکه در قدمت رود به شهادت من
بت من سخت می ترسم که از باج جناب باشی
بیکسنی غمش در دل نشسته
قاصد رقیب بوده و من غافل از رقیب
خدا اگر خواری اهل قاصد خواسته شد
برای نمارت ز شرم گدایا
این سخن از پیر کنعانم بخاطر مانده است
ایکبار آستان ترا بوسه داده ایم
الکون که گفته نظری هست من بش
تبی که داغ تو سودم چو شمع بجوایم
در سر دل بسوس آن قد و قامت افتاد
از تقاضای بی دریغی گریزش کم
در می اندلار کی سازد دل ز اهر
شمه چهره و خنجر که من میکشی چرا
بودیم بدوستیش خرسند
رفت قاصد که برد نام مرا گفت خروش
رفتن از قه شب آمدن از مهر بر روز
گفتی که یکباره که کام تو شیرین
ریش در پیش تو چون سوزن
رقیب و نیده ماهم بر سر محتاج است
افزون سوزی که دایه روان بند

نشان پای نوگرد نشان بت من
بگل بسیار میانی مبادا بیوفا باشی
که کرد وصل آید از جابر ز خیزد
بی درود دعای خود اندر میانه سخت
چرا تو خواسته باشی خدا تو خواسته شد
اگر جان نمیشد آرم دوه بودم
دیدن وی عزیزان چشمش روشن میکند
با ما هنوز دشمنی همان سجاست
ای روزگار فرصتی ای مرگ مصلحتی
که با فقیله شود زندگی تمام مرا
باز دیدار من و دل بر قیامت افتاد
پانجم چندان سخت بود که بدانش
آخر این بریز ز خاک گشت بهار
قطع امید از تو از نهادن می شود
این نیز نصیب دشمنان شد
این خطا ز نامه سیاه است که من میدانم
خدر بر زنگنه است که من میدانم
قرمان زبان تو گوید بارگازم
کیشتم هم که نشینی بر بوی من
سخنک ای کسی خوشتر بودی با من
حلقه مشت بد چاک گریبان من

<p>سپردسته بخت تور روزگار مرا تو کیستی که در آن روز حساب</p>	<p>تماز بچو خواجهی اختیار مرا ز زمول روز حسابی چه پیر</p>
<p>اضطراب دل مرا این طور میکند که تا ز من بستی بمن بپوستی</p>	<p>اچیزی بایست آخر با تو اول سرگم در دست گشت که جان منی بدین معنی</p>
<p>بی اختیار آینه دست می شود دعا بر گل عیانت بان مردمن تو آنگنان آباد شد آخر که ما بخیریم سگمان آن سر خوش اعلان شد در پای خم حیرت خیفتم</p>	<p>در خلوت تکبیر قیامی تو در شود پیدا شد ز قاش سخن تو آز جوم چند در دریا نا جانمانه کناره جوی این شست بخوان شد افتادگی بلب العوس</p>
<p>میان حسن کو تو عشق من غمبار بود که بسبب که اینها هست حق بطن که من بسوی گهر رفتم او بسوی صفت نه میدانم هیچ کس مدخوات آرب آنچه من بیم بمید که چمبند و باز از فرود شدند</p>	<p>خوش آن زمان که خطی گرد آن عذر نبود بسوی کعبه شوق و من بسوی نجف تفاوی که میان من است او این است شبی در خواب و ارباب قیاس هم سخن بیم رحمت بر آن بلبل شوریده که گل را</p>
<p>از ذوق این نویه بفر دانمیرم انظار است گذارد که ز جا خیریم دانسته که دیده ما را سوز نیست که میریم و کسی گریه کند بر ما که خاطر او میل بصورتی آه گر میشا بسوی میفرود آمد چکرم منزل ما وای گریست مرا</p>	<p>بیم از وقار برده و عده که کن اضطراب هم گذارد که نشینم جائی ما را بنامه نیز فراموش کرده ما چه بیم در چه باشد دل غم برون آورد و بچخی نشیند عاقبت مدعی اگر پیشش محبت تم صبر با غم در برین بدل مد با جام</p>

سپردسته بخت تور روزگار مرا
تو کیستی که در آن روز حساب
اضطراب دل مرا این طور میکند
که تا ز من بستی بمن بپوستی
بی اختیار آینه دست می شود دعا
بر گل عیانت بان مردمن تو
آنگنان آباد شد آخر که ما بخیریم
سگمان آن سر خوش اعلان شد
در پای خم حیرت خیفتم
میان حسن کو تو عشق من غمبار بود
که بسبب که اینها هست حق بطن
که من بسوی گهر رفتم او بسوی صفت
نه میدانم هیچ کس مدخوات آرب آنچه من بیم
بمید که چمبند و باز از فرود شدند
از ذوق این نویه بفر دانمیرم
انظار است گذارد که ز جا خیریم
دانسته که دیده ما را سوز نیست
که میریم و کسی گریه کند بر ما
که خاطر او میل بصورتی
آه گر میشا بسوی میفرود آمد
چکرم منزل ما وای گریست مرا

تو کیستی که در آن روز حساب

از ذوق این نویه بفر دانمیرم

<p>مکش اسرستان مارا اگر کلمه آید و آتش بر دوازده خانه ما که چشم کشیم تو با کائنات هست</p>	<p>درود دل با شنیدنی نیست یارب آن سوز فغان بود ایوانها ترا نه از من باز دوستی من نیست</p>
<p>مردان در آرزوی تو بسیار مشکل است دل گنجان از رخ تو یکبار مشکل است ولی چه سود کند سنگ راه پر و پست این جور با سزای من امکان است خون باد دل که صد تن از در میانه خست گوئی تمام شهر ز دیوانه پر شد است واقع تو ندانم که کی هست کجا نیست در دست کسی نیست که شست چه نیست باقر کسی بخیرگی قاتل تو نیست</p>	<p>بدون بجاک حسرت دیدار مشکل است خوشی کنم بجز تو بر روزند اگر چه کوی کن از پیش من میتوان برداشت باقر گلستان مهر و وفا داشتی بیار زان سوز ز بخشش زانین سوز شکایتی باقر کوی و عشق کی در جفون کیسے داغم که سر ایامی وجودم همه در دست از لیکه مهر و ام قنادیم در سببیم مکنگنی شود که من اوه انگشته ام</p>
<p>جان تو بلب سیده خاوش</p>	<p>لب بر لب من نهاد و میگفت</p>
<p>مرا گشتت منت بر زمین کسماه ارا</p>	<p>هنوز آن سنگدل ز ناز با من گران دارد</p>
<p>کند آخرین نگاه ره پایدار گیرد</p>	<p>خضر از سببید و جو بروی یار باقر</p>
<p>بی تو غمبیه تا پیدا شوم از دور بر خیزد سبیل شده مرا که اطله پیدان گذارند</p>	<p>کند شرمنده ام تا پیش او یک خطه نشینم خود را بچه مشغول کند آه چه سازد</p>
<p>میتوان یافت که چپاره چهرت از دور صورت ایلی کسی بهلوی مجنون میکند آن دست نازند که دامان تو گیرند</p>	<p>میکنند خسته عشقت بر شقت جانی عشق را حرمان بود لازم نشید از چنان فارغ ز شویدا آن فاباش که ایشان</p>
<p>مارا برای خاطر جان نگاه آ</p>	<p>مادر خود فریخت و صلح تو نیستم</p>

ص

۱۰۶

<p>هر زمان نامه اشاکم در باره کنم چشم دارم که سر ایامی قوتظار کنم ز دست من نمی آید که چشمم خسته شود بهر جای سخن میسر است کدام مهربانی جو بود با چشمم</p>	<p>بسکه اندیشه آن خمی تکاره کنم دل که حوصله بزرگ نداشت ترا بر جلد خزان بزرگ ز یاد می مانم ز عمت نمیدانم قسمی بد آن کدام سخن جان ز لاله دار برین</p>
<p>که تو هم نمیدانی زمن احتراز کردن ز تو سنگدل گمانم بهر زمان از کردن</p>	<p>شده است از دو جانبش طلبت ز من گشته مجرمی ز سر نیت</p>
<p>چون چشم سفید گشته است در هر گلو که در دم گرا که دهاند رحم پیدا کرده عشق پیدا کرده که نمیدانم خواب که شبها چه میکنی باج هم جانم ای نامه بری پیدا کرد پیوند گسستن نمیدانم بدول خون ابد دل کسی که نمیدانم اوجان نبست او تو فکر دیگری وقت مردن بر سر پاره میاید کسی از ازل بر او حقیقت چرا که نبود که ناله ناگوش صدق آبله دارد</p>	<p>بیمو شب ماه تیره روزان روز خزان تیغ تو خشمندگی کشید انگیزان دوازده تن باران بیدار میشوی در من رحم میکنی برگ گل با کفن باد صبا می نیم پیوند گسسته و خند بتو دل هر گفتمی که حالت جان است گفتمی که کنم فردا حالتی آخر هر دو من مدد او را میاید کسی چون نیاید جان بر دست انگیزین بجز تنها کله دارد</p>
<p>صبر کن چند آنکه ما مستوجب هجران شویم زندگی غریب تقرب شفاعت بوسه بایش خیزان حرف نمی گوید که حرفی و پوشید</p>	<p>اول عشق مست بر احوال میسندگی فلک ندارم بجز سر ترسم که در شکام قبل کن آه از آن بدو که خود را اگر ترسم منم</p>

مولا انوشیروانی

میرزا باقر ۱۰۰

محمد باقر ارموی
عالم بزرگ صالحی

عالم کلانی

میرزا یوسف
مولا انوشیروانی

<p>لبخندهای دروغ تو سلی شد رفت یا در زمان که در آنجمن آسانی هست اضطرابی میکنم اما که پروا میکند که عاشق عشقت و چشمم حیرت از راه بودم</p>	<p>حزنی ساده دل امروزدگر چون هر روز در چمن بود زلفینا و بجزست می گفت می شنیدم می شنیدم میگفتم می شنیدم مرا بر ساده لوحی های حزنی خنده می آید</p>
<p>گر پیسره هم در پی سنی یاره آنم پر دل شکسته ام در آنرا درین کمن ناصح تو فکرتیک بعد کارین کمن</p>	<p>گفته که که بکام دل خود یک است فکر شکست خاطر افکارین کمن من انچه شش غم او داند و دم</p>
<p>همین دل میتوانی بر دو دلداری میدانی هر چه بادا باد و میگویم با دور و بدلی یک سخن گفتمی و از ایندین گمانم سوخته از تو ممنونم اگر نزدیک محل گذری</p>	<p>تو شرط یاری در رسم و فاداری میدانی اگر چه میدانیم بجز بخشش ندارد حاصل کاش ای محرم نمی برسدیم کان کجاست من بحرامان خودت زلمت من برین ضبا</p>
<p>خون مرا بجز آنکس نماند دو دیدن شیوه سبیل است از رویا می آید که با صد گره حیرت تو باید یار ستم تنها</p>	<p>کردی پس از قریب نظر سوی من در مجنون آنچه آمد در وجود از ما نمی آید بود صد بار از مرگ جوانی تلخ تر عمر</p>
<p>هر از ساله وصال تو نظر مرا در خیمه خصمی با غریب همچون دستوار است غیروی این چنین با وفا کامی بشد</p>	<p>تسلیم کنش آرزو اگر این هست ای فلک اگر میتوانی با قیدیان کمین در همان بهتر که دل در دست بجران بتابا</p>
<p>خدا هم نظاره کرد از کار ما را بدان مانند که عاشق گشته را از میان برد این بس که دل زمانی امیدوار کرد این شام که با مرست بجران نمی ماند</p>	<p>با دعای تیر بهر دو فامی تو دور دور شد که دل حرفت محبت بزبان آید اگر هم که حرفت قاصد با من بهر فریب است اگر چه اشکم از در حجب از جان نمی ماند</p>

۱۰۸
من کیست
من کیست
من کیست

صورت خوب ترا چه کشایان تضای
ذوق یک محظوظ وصال التبان می نازد
صدره از نرم توگر رنجبر دوم بازیم
چو خوش است از تو شبی که ز روی نماند
ز دریب و عده آسب نزدیم چشم چرم
برنگاهش بمن سوخته ز درد و ز وصال

قاتلی خون مرا سخت کار در جزای
اوقات خوش آن من کوک سبای

بچرم آنکه نمودم بنوق بر روز وصال
گر کشد صدره مرا از ناز و آغشا کم است
تنهایم که زود دل امیدوار من
صدنگه جای که او باشد بهر سو می کنم
سنگی و بوی دل او دارد اما این قدر گویم
از لبیک ز تو زویم و شد چاک

تو وفا دادگر آن کن که من سوخته دل
اشتباه هیچ وجه درم نیست بود
گفتند نالامه در زیر گردون
صدیقان ز بر تو بر پاهانت من
ای باو صبا طرب و ای دل
از کوی که بر خاسته راست بگو

بخدا کار چو افت او خدا ساز نشود

می نمودند بکیر و گرد جان میدادند
اگر کسی تا بقیامت نگران بنشیند
اکشش شوق بلا نیست که من میدانم
که بعجز چون درایم در صلح باز باش
که شب امیدواری در خانه باز باش
در شب چو بلا می است که من میدانم

نظر از ناز بنگارم موشکند
آز رده ولی آتما نمود گری

فراق آنچه بمن میکند نغمه ای من است
در غم حسنی که او دارد و بنموز اینها کم است
تکلف نیست می از دیدن نظار من
تا بتقریب بنگاهی جانب او می کنم
که من دل را ندیدم من خود تا دیده ام او را

این سینه همه بد و خفتن بر رفت
زنده از بهر همین که جفا می تو کشم

گو یا که خاطر کسی از کین نیست
مصیبت خانه ام بسیار است
دست چون گرفته تیر از تیرم
از طرف که این کعبه ای است
ای گرد بچشم آشت نمی آید

که قطعه بدریا چو رسد به شود

سازگار

سختی است
صدوری قوی

۱۰۹

عجز آن است
بم حضور
بخیال

من خانه

کسی نصف تو خالی جز آفتاب ناید	چو آدمی بجهان تیل کمر بندم
که هر سنگی است فرا آدمی بر خاست کند	جنون ادر من بگشته راه کوه و داسر
هر که منی طردن روی گوید	عاقبت خورشیدت پهلوی گوید
ترا ای کجایان عاشق در کاست یلدم	انفال کسوت را غنچه است اینم
و همچو خسر گزیند خاسته	نزد در گویند تو می نمودم
بر کاردت چرا انگر دم	گشتگی بطالم هست
خواهیم خست ما تو را که مرگمان بود	مانند جرم ایکه جلا زدن ایکم ما
از عکس شش تا بر خشت او دو ماه است	رحم بکنند از بکنند زشتال خود آن شاخ
آنجی با پرویزی بایست از باد کرد	عشق ظالمدست تا شش کشی زیاد کرد
نیز آن است بنماشاک و در بار	آزده مانع نشد از کیرش بر بار
بگنج عجب مراد عرض تنه است	گر خردت نکند کلفتی صبحتیم
امید وصال تو بعد در گرفتار	زهر غم جو تو بجان کار گرفتار
ز سرست بر نگاه من نگاه و اسپین باشد	از زمین بشت که جگرانی مباد و دلین باشد
گوشت خاک با هر مریاد رفته باشد	شادم که از رقیبان من نشان گشتی
من آن تن بجان چون گشت تا فردا بمانم	ز مشب بگذران گمشدگی نکسی بجز من
مباد و غافل از خاک بر بار و آرزو	سرا با از من از تو بدمه این گشتان بگذر
خاقانی را در گشت آید	همسایه نی نالا گفتم
در بند بر زلف مخاری بود دست	این کوزه چون عاشق تباری بود
دستی است که در گردن ماری بود	این دست که در گردن آدمی مینوی
آرزو ز روی مصال تو بجان بود	بجای که دل تو نامه بمان بود
که بشنوم ز تو کاین مردن ز برای است	آنفس رسید با خبر سوختن آن جزیرین

نوعی سادگی
 در سر
 در بیان
 در بیان
 در بیان

عاشق
 در بیان
 در بیان
 در بیان
 در بیان

۱۰۰

عاشق
 در بیان
 در بیان

در بیان

<p>که در میان من دل خراز زنگ است</p>	<p>تو ای صغیر که مراد دلی چه سود این</p>
<p>الاسر نیاز که بر سرستان بماند</p>	<p>ما را در وای که در دل درین چه بود</p>
<p>دوست میدارم که ز پیر پائی بسیار بود که بلا با هر زین سخت درون می آید منی و عاز ز تن آسمان نمی بارود که دیده بر کف پایت نهان بجا بود چرا که عمر گرامی کس وفا کند میکنند دعوی و ملاول که ای میکند قدری میگردد پس مهر آفسانه رود بجنایه گرنیالی بنمراز خوسا به آمد</p>	<p>بر تنم نیست لیکن این سر کجاست را ای ضایع خاک پیش از زمین از بچشم که شدم چند گنی با من آخ این جاست سخت خسر میسکین درین بر تنها مرا تو عمری شاید اگر وفا کنی یار میگوید که او شتم سخاوی دجان خسر است و شب آفسانه یاز دهر بار کشتی که عشق دایر نگذاردت مینان</p>
<p>منخ بالا کن که از زانی به نوز کنون با من گرفتار تو یا دل</p>	<p>بر دو عالم نیست خود گفته مرا از بهر تو جنگ است با دل</p>
<p>من همان به که گدسوی گلستان کنم یا دمی آید که من بوزش او را دیده ام سخاوت مرد چون من جان او بدم گفتند بیای غمت گستاخو بپرستین پس از مردن نشان تیر سازد تو آنگ چه خوش بودی اگر بودی با این دوستان کنون برید بد بختی که من بجا شدم زود مگر که زنده کنی خلق را و باز کنی آه ازان روز که یار است در سفران دور</p>	<p>دردی از یاد خست پیش گلی خواهم مرد کشت آن ذوقم که چون حال مرا گفتند بگفتندش فلان مرد از غمت گفت افتاده بودم در پیش از ناگفته ایست وصیت میکنم که بشنودا بر و دکان من زبان شوخ من آن کس که تیغ کنی نید من اشک بیدلان آخند می بیند آید کسی نماند که دیگر به تیغ یار کشتی خسر و از روز غمت تو خود کشتی</p>

۱۱۱

این کج کلیمان بر پرتابین با سکه من بر او شایانند	هموشم ز مصاحبان جزو شایانند گفتند چار تولد با نیا نداد
آب از زمین آفته بیا کند گذار از جو بر تو کردم ظلم بخار نکرست	تبع از گوی سونوختگان تند نگزد زانسان شده ام خوار پیش تو که خیزد
بر این چشم دارم بیعت بهانیت که مجلسی گری بر پیش از چراغ	نماند ز من گناهی در سر منده ام نلو سیاه بختی ازین پیشتر نبی باشد
آسمان سخت جانمی همچون میدا کرد که روزگار در حیرت نشان سپیدار	دست آنگار از گریبان ایران بر دست اجل نمیکندم قصه و جان مگوید
هر چند گوش در پس دیوار استم بسی است آنچه کشیدم من از محبت تو	در بزم ای کسوم بدی هم نبرد نام در مباد نصیبم که نام عشق برم
چو شخصی که در جین گنج صندوزان باغبان اگر من دیده با یک بکت خاک من لونی	ز بیم غمراهش ندیده در روی تو در رسم وصیت میکندم قصه چو با نانی پیش را
چون در آرزوش که کار اوست تقصیر کند بهر عضو در روی گفتن شد انهم	در گز که غایب یا بود تقصیری ز نرفت چو فضل مر نصیر بمهد زمانه
تا لام شناسی گوش بقیادم کنی پیچ جا در حق من ز خیر تقصیری نکرد	بخت آسم که که در لب لوده بر پیش روی تا بیای دارا طراز بیم شیون کنان
من با خودم کنی از دوش خود انتم چراغ زندگیم شام مگر روشن شد	ساقی بده آن نایبه که از پیش خود انتم رسید بر بالین بوقت ترغم بار
خدا ز یاد و کند داغ عاتقان ترا بی سبب از خالی بجای ره شنیدان بود	بهر طوت که زلفه یکم چراغان بست از تو دارم که بر سر از تو بعد از بست
زاده اندا آنچه سبب نانشکی از آید زاده اندا آنچه سبب نانشکی از آید	عوض بوسه بگویند آن جان میخوانند

مناظر
میرزا باغیان خان

مولد
ملا نصر خان قزوینی

ضلال سرکار
۱۱۲

بیت
بیت

خوار روی بر روی
با برنجیل

بیت
بیت

بیت
بیت

بیت
بیت

بیت
بیت

یاران گزین شهر شامک نبرد	دیوانه برای مهد و طفل با
گشوده ام بر پرواز زلفه از یادم	چرخ ز قبله نهاب که بی تو ناشام
آسی بود ملک عبری مگر دیده	گویند جبر کن که ترا صبر برده
ر مهر و آن لحظه ناله که بمنزل بسد	بعد مردن بتو معلوم شود رخ حیات
محل داغ بدوش من مای می بندد	هر که رخت سفر از دار افتامی بندد
بار بار در غم جهان تو بر سر زدوام	دست من گیر که این دست چانت که من
جان در میان غم که درق از نشان کنم	در نسخه که وصف لب تابیان کنم
پس از مردن شود آبروی مگر بر سر خاکم	چو بایا و خطت آبی براید ز دل چاکم
میرمی آید قیامت گشت تنهائی مرا	دعدۀ جمجمت آن فتنه روز محنت
چون تولد زنده بودن کن جان گزین	دل غم و خوشی را از دوستان بگیران
چه لازم است که از خود بر سخنانی	ترا که آخر حسرت در او اهل عشق
فلک سلیقه شاگرد شیشه گردار و	بزار دل شکنند تا یکی درست کند
همچو قمری از گرفتاران صیادیم ما	طلوع گردن بیا و کار حلقه دام گسست
همچو بومی گل غزنی در سفر داریم ما	چشم بر باریه شیر خوش خبر داریم ما
از طلیه نهامی دل سلجوقی در دام مرا	دیمر بر سر آن غزال دور گرد آمد مرا
بیش از آن که از شیان صیاد بر زاد مرا	کاش در زبان گلش صید گلچینم
بال سخن آلوده بیرون ز دم آورده ام	چسبیده مرغان فون بر دلم گسست
برود بر عیب ما از ابروشینم خورشید	سخت تر دمان سلیم از منی فصل بهار
آب غزرت از بر دور و دگستان با نشت	گلن مست کلفه و شان نیک بلبلان گفت
باغبان در پای گلبن مست خرافت داده است	دست گلچینت ل عامر لاله گل میکند
سوز درونی نیست باغ غرض من ده است	لان عشق ای لاله امین باغبان حطانت

دانش
شاه
نبدان
رکابان
صدیق
دانش
دانش
دانش
۱۱۳
دانش

خار خرم گشت داو از دوستان گل
 ابروی دو جان تناک هم بفاک سخت
 نیست خسرو را غمی ملکش اگر بباو رفت
 جلوه گاه خوشتر است خاک لاله زار
 دید تا میگرد سامان بنگاهی خط وید
 میکند بلبل گمان باغبان میاورا
 خاک را جلوه گاهی شو که خواجهی گشت
 بر دیده غمناکسته بخورم صفت نیکان
 سخت پیش از صبح تا خالی نیند بجا
 انصاف خواجهم که ریز دست گل بجمع گل
 بهنیت گیریدستان اگر گشت لب
 سینه تا جا گلستان کربلای حیرت
 فرصت که گفته هم بر حرم میاورم نداد
 شوق انتظار دشمنی نازند و گداز
 رفتی راز شک بلبل چو طوفان گشت
 مانده و گریه سستی درین بزم آمدیم
 تاک ای سبزه زانی از نیسان در بستان
 کد آب لب جلوه گاه کست حیرتم
 نمک ناس این جواز نفس ستمند
 خشمش سینه بخور دل بدرد آورد
 بی از چندارم که آتش در چو آفتاب است

تو برام بکنش و فعل گل گشت
 دختر تر ز را سس صدها بستان گرفت
 آه از آن بود که شیرین بر سر ز باو رفت
 آن خنای نقش مای جابجا افتاده است
 در میان نیازان بر که این میداد رفت
 مرغ دست آموز شاخ گل صید از دست
 بر برای بودن بخور شدن خنایست
 چون جلوه ماتمزدگان گروند سیدت
 مرگ با پروانه بر بخت آسمان کده است
 در رسم امروزد از ناله بلبل گرفت
 بر سر من آید این آفت از دنیا گشت
 آرزوی گشته هر سو شهید افتاده است
 بی مروت اولین از پیشانم گرفت
 کافر چون نشسته بر آه کسی میباد
 روز بر گل چون چایان پیشان گشت
 می بد سانی بقدر آنکه چشم تر شود
 قطره تاملی تواند شد چرا گوهر شود
 که چون لاله انگان هر سو گیان خاک بیکد
 بر سخیل خانه صیاد آشیان بستند
 کمان کشان بچه مغرور صان شستند
 دو دلبوی گل در ماغ پایشان بکنند

<p>عاشقان ابی سیم از راہ مرادہ نم ز خدمت کی سما از بہر صحبت دادہ اند باغبان تاد در کشاید موسم گل بگذرد دولت تیزی کہ میگویند شمشیر بو بود کہ پرواز بلند مہ تا سہ ماہم نفس باشد رسید پای گل گشت میان سہ کہ ترسم بر گل گل سفاک ریزد تا چہ بود خرم گراک شیرینی بیاد م کہ کین آید خانہ صیاد آبادان کہ تقصیری نکرد و نفس بلبل بگلستان آورد</p>	<p>نیست در ملک خراب عشق آباد آید از جوانی تا پیری شب و زاور است باغ را از رخند دیوار می بینم مباد بر سر آن کو بسیار زود از من گذشت چنان از قید آن صیاد آزادی ہوش مباحش در پی مرغ شکستہ چہ صیاد با گل بکسب از نشان می نگہم خور کسی در شامی ہم پیشہ چن من بخور اشیاں چند ہم گذشت در دیار نام سخت کوشیہای صیاد مہ جان مرده است</p>
<p>سایہ بال تو بنامی دولت لاد</p>	<p>اسی ہما از سر بلبل و سمان گلند</p>
<p>کنم چون یاد پای گل بچشم کہ میگردد کہ سیار زود لم سگی اگر از تاک میریزد کہ تو بنامہ ماکہ میرد و شش خارو کو برو بالی کہ جامی آستیان ہدیہ کنم</p>	<p>دل از نورم خان چین بیاب میگردد جہان بنیم کہ می رختت خاک میریزد بکوی شیخ کہ پر دل بعد با گلزارو گل مید از شاخ و بر خاک گلستان ہم</p>
<p>صغیر بلبل لبوی گل بود</p>	<p>بہار صحبت مشور چونے</p>
<p>در وہان برگ گلیم زبان ہدیہ کنم فصل گل آخر شد و باہیت آزار دلم نیست بر بال پر ہم بندگی گرفتار دلم چو عکس سہما زندہ از نگاه تو ہم بی خبر نیدارد اندازد ہائی مسکنم</p>	<p>نوبہار آمد کہ سوز بلبلان پیدا کنم تا کہ بلبل گرہ کشود از کار دلم گل نشست از جوش و از شاخ صغیر ہم بست مناسب نفسی تا بجای خود ہستم ذوق و لنگش لبو ہم و نفس آلودہ است</p>

۱۱۵

دین وادی که من میباشم آبادی بسیار
 چون تان حسین که نفس گشته در انگیر ما
 زنده در عالم تصویر همین نشانست
 ما را بهر بانی صیاد الفت است
 یا و آن گریه ستانه که ابر از مژه ام
 جنون ز روز انزل بود قسمتم لیکن
 که از یوسف ز پیش مصابکنا گریان ا

باشم گوید که در مریخ است

آتش ای در بان مهمان عزیز می آید
 بران شمش کیش میباید نیازم که در شتر
 همین کس که بر ابا بهر دوی که از انش
 سنیه انم چه سازم آه با جان غمخیز خود
 زود تسلیم شوای گشته اگر انجانی نیست
 دوشن بر نقش غریب شما کردم که تو
 خوش آنکه شب گشی و روز بر سرم گونی
 بجز هم عشق تو ام میباشند و غوغا نیست
 ادای تو محبت میباشست از دوست
 آنچه هیچ خاطرش آرزو شده زمین
 ستاره ایست در گوش آن لاله ابرو
 اسی کاشن موزخ نبستند و نه بر بند
 تو اسی خال از آتش خانه کسی چه پیر

لادری گشتی

بگو که در عالمی که تو

۱۱۶

راغی نشسته
 علی بن محمد تقی خان
 مظهر خان
 بیخ
 بیخ

سیاهی میکند از دو دو جا جی خرم آهوی
 با سبان در زیر سر دار در سر زنجیر ما
 خواب غفلت بر دانه برده و دیدار است
 در زنده نیم ناله نفس می توان بخشست
 آب می برد و خیال لب دریا میکند
 از اینکه در رسیدم نصیب می بین شد
 که در عهد تو هر یک چیز نامیاست شور و سن
 ماطاقت سرگوشی بر دانه در عالم

اگر کسی احوال من برسد بگو در خانه است
 اگر دعوی خون خود که باشد گواهی من
 برافز و در رخ شیرین خسر محض نظر بود
 که بهر دیدنش می میرد و دلش نمی بند
 اگر نیاید بعبادت بجز اسم آید
 هم پیش گریان ناز اهل عرا می آید
 که آه این چه است و که گشته است این با
 توتیر برباب با م که خوش تماشا نیست
 و گرنه خاطر عاشق هیچ خرد نیست
 رشکی چنین که طالع دشمن چه میکند
 ز روی حسن بخورشید میزند پهلوی
 جز هم کند ارم سر سودای می قیامت
 بیین از روز تا روز دلکدای خایر بخیزد

شب چه بیداری را که اصل سید باشد
 بر تو بر که بینم گشت این غم که سکن
 گمان نداشت که در دم تنگنا فل او
 شود از دیگران دشمن و بر من دشمن
 نه چنانسان ندارد کم کسی بجز تو لغت
 کسی چگونگی زده دل غم نگردد
 ز غم از کوی تو ای خورشید کرده گو
 نیاز عاشقان معشوق را در ناری آید
 زگر میهای دشمن تو شب میگردم
 بر زور وصل از ان خاطر خیزانم
 از خدا قریب توانم زگر که میخواست
 ز لغت بظنا سپرد رضی عهد دیگر
 خوشم پستی دل خنجر سان گزند
 حسن ناید ترا دست زیر سوت برود
 چنین سختی که خود بود دشمن جانم
 در بزم از ان پهلوی نهاد دهر ما
 هر گه ساز ز تو بچین خنده میکنی
 نقش قدم گر مروان آبله دارد
 اول عشق تو بجز انگلستان آستم
 سرم بچش سد گرد زمانه بیهر
 برادران بیا قسمتی که میبند

بچه در و مرده باشد که ترا ندیده باشد
 چه فریب خورده باشد بچه دل نمانده باشد
 خیال کرد که من تا بس این تم دارم
 غباری مردل از هر کس که دارد بر این نشاند
 و گرم تو بهم سخاوی سبکسی سلامت
 خایه دل عاشق بنورده دارد
 صورت اوقات بگذار که خواهی کرد
 تو تر با و فال بودی من برفا کردم
 سپند آساز جا بستم و فریاد میکردم
 که دشمن چو فراق تو در کھن دارم
 کاشش آن آدمی مانیر نماند میکرد
 خوبی ازین دو سلسله بیرون نمیرود
 بمنست دم سرد صبا منی از زود
 باغبان تربیت گلشن بوخیز کند
 ساده لومی بین که خواهم دوستداران خود
 تار است سوسی او خورم نگاه کرد
 گلگهای باغ را بزمی زنده میکنی
 دل سوخته چشم برین قافلدارد
 این مان چشم بصد خون جگر میشود
 بقصد آنچه بنجا که گفت در بر دارد
 جهان هر چه در دست تو یار دارد

بغضای عشق
 عاشق
 دل

اینجا درضا

۱۱۷

تأملی نظمی
 این

اینش
 این

السلام
 این
 این

باز افندی

بغیر بار که او عالمی در کردار
صد چاک دل تباری می رفو کنند
اندیشه کن مباحین خانه بزرگت
وگر نه در همه جا آب و دانه بسیار
از شاخ گل سناک قناد و طبلید و مرد

روزی بقدر حوصله فرمودید
گردم تیغ بود بر سر ما جادو

بسیج کس از شکستان بر سر فرما بود
گر بگیرم روزی عشرت من قائل بگفت

که از دامان من باری ندارد
که شاخ نخل میوندی به از اول تحریر

مکتوبه شتیاق ایضا نوشته ایم
گفتم با دو که صاحب من می شناسست

شکر با کن کردت جایی طبلیدن داد
جنون بسز زده را دسترنشنگ یاد

که دانش زخم دگر خواهد و قائل بود
در طشت من با او بر دیکم ایام قناد

بر او دم سه خود را همان بهر باقی
اگر عاشق شدن کفرت من ز نارنجی

دیدم ام هر جا درمی آنجا سجودی کرده
دل طبلید از ذوق چند اینک بیدارم کنند

ز تیر خاطر م از هر چه هست در عالم
چون گلرغان بجانب عشاق رفو کنند
در کعبه اگر باوه خوری جرم ندارد
قضای کج نفس دل نشینم افادت
گفتم به طبلی چکنم در سراق بار

بیدر در او او مراد در میرسد
هر که یکدم صمیمی ما دارد

جز دم تریه فرما در خون میریزت
مطلب با بر دگر در خاک خون غلطیدت

بیابان بلا خار نه ندارد
محبوبت را پس از قطع محبت لایق باشد

تنها نشسته ایم و طلبکار خون خودیم
گفته است مست گفت که من گسیرم بگو

ای جبرس این فرما در لنگی صیبت
چها که من دل او گرشود بفسه نامم

تا قیامت که اگر آن گشته بگیرم آرام
طالع شهرت رسولی همچون جنس

گر چه پرشته لباس از که بهر شانی
دل دیوانه خود را زلف ماری بندم

بندگی گسیرتم کعبه در ویرم کجاست
بخت گرد خواب کعبه هم باید کنند

بر غم خوش
غم خوش
بیتضای اعلی
سلطان بیکباری

ریشی زرد

غم خوش
تذوقهای کجی

تاملان
بیر کعبه

بیتضای اعلی
فدا حقیقتان
ایضا کلبان

۱۱۸

لبان چشم که گریه زرد و برهنه
 گریش نهال قدر اولوه طراوت
 لفظ آینه از وصل تو محروم نشد
 راهب خم داده پیر دیری بود دست
 این مشت گل که گشته خشت سر خم
 اشکم بین ز دیده چه بیاب میسر
 گویند مردمان غم دیوانه می خورد
 صد نامه نوشته بود جوابی نشستی
 چه آفنج تو ندانم که در جهان امروز
 بچنگ کوش که دست نام دور بر مر
 چمنشیم بخيال تو در اسوده دلم
 پس از عمری که بر پیشش مایری آید
 چنان بدوستیم خواهم اعتمادی
 آخر مهر محبت نه همین گفت
 روز اول که با ستاد سپیدم
 پیوند دوستی تو از ان پایه کنیم
 چه سواد نیکه حیرم دلم نشینست
 که بر سوزد بجز لب خوشخوارش
 بسوی مصر بیایم ای زلفان
 خود فردوشی باشد اگر گویم نمی زندم هیچ
 غم دست می خواست که خون در حکم کرد

عنی بهر که برسد میکند طول مرا
 عذر که سر و همین تو در دست
 می توان گفت که اقبال سکنه دار
 پیمان حریف گرم سیری بود دست
 میخواره عاقبت بخیری بود دست
 چشم کار میکند این آب میسر
 دیوانه هم شد یر و غم کاسی خورد
 این هم که جوابی نویسد بجاست
 محبت تو دو کس با هم آتش گدشت
 هزار بار بر از بوسه بر پیغام بست
 کاین حال است که در پی غم بجز است
 غم خود با که گویم همه را خیر می آید
 که صد گم کنی و غم نخواه من نشوی
 آچار بر خاکستر پروانه بود
 دیگران سبقت آموخت مگر من
 تا باز در زم و بتو نزدیک تر شود
 که در میان من و دل هزار فرنگ است
 سبب قتل من از خنده جوابی دارد
 که دامن زنده نشی زینجا را
 لیک بر جانم گرامی دار و از آن است
 میخواست تلافی کند از زده هم کرد

بهر چه بفرستد

یابی

نیز اسب برنا

غاسی چایانان

۱۱۹

دردنی از بهستانی

عاطف مشیر

یک ناوک گامی کمان بخورم	بهر خرم تو محتاج بنم خرمم کرد
ترا به نکست پیرانی مضایقه نیست	ولی بطالع مارا کاروان بستند
زکی از بخوریهامی جرس درناودانستم	کرده که دره سر دلی این کاروان دارد
گردان از عرصن نازم مبروی سوزید	این قدر شد که ترا بر سر ناز آوردم
دلیم بجز آن مرغ ناخوان بود	که در قفس تنهای گلستان میرود
زکی با محبت غریب ملکوتی است	در و کسی که بپیری سحر جان میرود
سختواری کردی و از خار خار سینه چاکم	مگر دوزی که گیرد و منت غار خاکم
نیکوستی ز گلشنی خراشی از خاری	درین جبین بچو دل کش کند گداری
بفرود کن بده وصل بل در دریا	بگذاز از محبت بجز تو خو کند
بیک شب چه عشت آن که با تو	تماشا کنم می خورم از گویم
رهت کن کار خود با هر که درو با تو	گردم ز تن چه بپوشی می بپوش آن کرد
با چنین لعل لب سیراب برین نگیزی	تشنه ام نگاه خود را بر لالی میزنم
در دست میدارم من این الید جان تو را	تا به روزی که باشد بگذر انتم روز را
حدیث عشق چه داند کسی که در همه عمر	بسر کوفته باشد در راهی را
ولی که عاشق صابر بود مگر سنگ است	ز عشق تا بصبر می هزار رنگ است
ولی از سنگ بیاید بر راه دوام	که تحمل کند آن خط که تحمل بود
خبر با برسانید بر جان چین	که همه آواز شما در نفسی افتادست
سعدیا این همه در یاد تو بی چیز نیست	آتش می هست که دو دوازده آن می آید
بلطف دل بر من در جهان مینی دوست	که دشمنی کند و دوستی تیفزاید
دو عالم را یکبار از دل سنگ	برون کردیم تا جای تو باشد
گفته بودم چه بیانی نمودم دل با تو مگویم	چه بگویم که غم از دل بود چون تو بیانی

نالی در جانی
 زنی که سینه اش
 این شان کلاش
 سید کربانی
 ۱۲۰
 زانی زوری
 نایح سیدی الی

مردان منع کنندم که چرا دل تو در دم
 سعدی از داغ بگریز نه کش
 ز من پرس که از دست او دل چو دست
 دی زمانی بر سعدی تکلف نیست
 سعدیا ز بیتی مشب بهل مسج کوفت
 برگ گل نیست که اناده لطف چو نیت
 تنم از ضعف چنان شد که اجل حست نیت
 گاهی ز دل بود که گاهی ز دیده ام
 چشم مرست ترا عین بلا می نیم
 گاشکی ام نشان آید قدر عنای او
 عاقبت سر ز گریبان تو بیرون آورد
 از زده شد از چشم من شب کف پات
 مردم از غم سخن از زلف من خود چند نسی
 بقفل من کشید شمشیری از بیم جان ترس
 عاشق و سالان جوی شیر و تیر یکدیون
 ز بزم وصل تو مشب نیستوا نغم حیات
 ندامت آنکه در گاه کعبه بر آورد
 اکنون که دل تو کندم در چاه فائده داد
 کارم گی صنگری و گدگت است
 بخون خلک دایست ترا که در محشر
 از قفل من ترس که دیوانیان حشر

باید اول تر گفتن که خیر خوب چرانی
 کشتاروزن آنگده را
 از و پرس که گفتمتاش بر چون است
 نقد بنشست چو بر خاست تیت بقا
 یا مگر صبح نباشد شب تنهائی را
 پنبه داغ دل بلبل خمین کفن نیست
 ناله هر چند نشان داد که در سیرت
 من آنچه دیده ام ز دل دیده دیده ام
 لیکن ابروی تو چه نیست که ابلا می است
 تانه بیند دیده خمیری نشان پای او
 بوی پیر این یوسف جهان گزیده است
 ای ای کف پای آینه بر سینه است
 این نه حرفیت که گوئی در شکست خدنی
 که طفلست و جویند گشته ام سرداران محکم
 خنده بر باز بچه ز یاد می آید مرا
 که بزم چو تو سر در کس امین دارد
 بعد از خوابی آن خاک تا بچه کرد
 نوازش بلبل بی مد عاجه فائده داد
 بیای عشق هر چه کند حق برت است
 بیک کر شمه به بند زبان دعوی را
 مجرم کنند بهر تو صد داد خواه را

سکال خدای

ملکات ساری

ارسطو

بیر با کلبه

۱۲۱

نیراسارانی

سکندر

نظا الدین

دیوانه

سجانی

عاشق

نیراسارانی

مهر کاشی
کمال الدین بجا

کلاس

۱۲۲

موسی خاوری

زینب

نورنگه

صاحبه

دکتر فیزی

نگهداری که غباری بدلمه بنشیند
نالایق شده گریه اش در درون تو
در معرکه جهان من شیدائی
دیوم کرد و بنوبه بیدار کس

آب دیدن من طاقتم خلیا بست
در روزگار عشق تو من هم فدا شدم
چشم بر لب مندی بخواران که کی بالان شو
ایتم دیکت بس است که هنگام اینجوت
غریب شهر تو ام من گش مرا و مریس
وقتت که چون صبح ببالین من ا
من آن نیم که زیم کلمه فریب دبه

اگر چه فاش نگردد دست من میگویم
رقیب تا بنزدی بودای وصلت

هر چه دیدم من ازین دست من جانی دیدم
قاصد خدا آن بت عیار چه میگفت

با آن رخ زیبا که در آینه نظران
رسید قاصد پیش یار و میگوید
من بنمیدانم که دل مشهور دارم با کج

خوابم میکند در می بستنی همت مینا
چون گرفتاری من بدیدم چه فرمود

در هوای عشق پرورد دم دل دیوانه را
ننگ ناموس جنون در گردنم افتاده است

گر بدانی که چه در دست ناز مرا
دست دل گیرم درین دم و کشته تو
چشمی بختادم از سر چنانک
من نیز بنوبه بنشتم از تنهائی

تو چون نقاب کشی بر رخ بر تاشیست
انسوس که قبلیه مجنون کسی نماند
ابر میخو اهندستان خانه گوید این شود
نشتم بر آستانه قاتل نهاده اند
کدی بکس بدیاری من این خبر ز سنا
شمع سحر مکیه و نفس پیش نمازم
باشتنائی بلبل گریه باغ روم *

دلی بین که بگردم نمی گردد
بجای پا هر جا سر نهاده آمده ایم

غیر دل روز جزا با در گرم کاری نیست
قربان زبان تو بگو یار چه میگفت

خود نام خدا نام خدا میکند از روز
گرفت نامه و انجم در هیچ کجفت
اگش افتاد دست و حاجی --

اگر گریک ساغوش که ترمه بی ندی نبود
که در دام نسا زنده و نفس نشند

چون بیند از بهر آتش سبز که درم و تارا
نیست مجنونی که بسارم با دین غیرا

جواب نامه من غیر نامه می
دل محمود شد سیر ایاز
میجا چاره در محبت آیدند
مجنون خوش نایقه لیلی هر قدم
تا چند ویر کعبه مخوان این فسانه را
در چین دوش صبا بوی تو سود میکند
آید تکلف که از رشک می برم
همایلیکم از شک تاوان بد
گریم آتش از جرم طغیانی پر
میرد می تقابل در خاک سلیم
میزان او تقابل نگاه کرد
گاهی گذری با بیظرف هم
چین بر زمین جنش بر خیزند
بدعو نگاه محشر برین شور رسوا
ازین میرود صیادان هالی کی بود
استخوان من مجنون تقاضای
تن مده آخلاق چسبان را
دل زلفت داده ام با نمیدانم که اداوم
در عدم هم عشق شور می ست
در رتبه خاک نیز است نیست
عالمی از بسکه جاسوس اند بنام ترا

ز دست سودن مال که بود بر دست
کار خود کرد عشق بنده لواز
بیاری می عزیزان سرین چو چار
عرض شایز او بزبان حسن کند
همچون گمان حلقه کی کن دو خانه را
گل کلفت است ز روغنج گره در میگرد
در کشتن من حاجت شمشیر دارد
بنور لذت این استخوان پیداند
گفت این بر بخت شوق شقایق
خاکساران اسی شوخ دعا گویند
دوره دهنی طبله گول که دست با
مجنون اخرا به دست
در یادلان چو آب گدازیده اند
میان او مجنون گفتگو بسیار خواهند
که آتش میزند از بیک پنجه صحرا را
اسی بهما چینی در روز اموش کن
جاده تنگ ز رو پاره شود
کسی این نسخه از من به دست فرستد نیاورد
گل گریبان در دیده می آید
سبز دامن کشیده می آید
از صبا چون بوی گل که ز پیغام ترا

نسخه حسن بنده
نسخه حسن بنده

۱۲۳
کتاب تزیین

کتاب فضل از پیش

میرزا علی اکبر

کنار آب در جندان کنیزان را	فرد و چشم تر من نگوه خوبان را
ماتم گرفت خانه بگریم جانی ما	شکر و زول سایه پر پشت مانع ما
اگر یان دو چو ابر ز کویت غبار ما	مار اجبانی از نو کس از مرگ هم ملامت
آخر چو تیغ تیز بریدم نیام را	بچار از میان دو عالم بریدم
چون خم ز بر خاک ندویش سخن ما	بعد از وفات هم نشود کم جنون ما
دردن خرد و پشیمین وجودی ما	نهان بضعف چو گردست بریان ما
تاشدی در زیر پای نادینی جام را	اکاش بودی است با صورت نیام را
دیدم نرگس از آن چنان اهل محبت است	شور محشر کرد صحرا می قیامت مانع را
همنوز دور چو فانوس انبوه دوست	اگر چه شمع قد آن تهر در اعوش است
که شمع از در فانوس در تاشا بود	که رام و جبین دروش مجلس آرا بود
چون گمین از حرف مردم نام پیدا میکند	این سخن در زبان سنگین دل که گوئی میکند
که طشت آفتاب ز بازم گردن شام افتد	بد و خط او عاشق ازین بز نام می افتد
میکند ابرسیه را عاقبت بلان سفید	شد آن کرم فترفته دیده گریان سفید
مشک سایه من بر زمین چون امی افتد	ز پیکان خدش بسکه دارد زخمه اعصابم
صد جا بیک نگاه گرفتار میشد	آینه ننگسته دل پیش روی یا
کز اضطرابت میمات و پاره شود	چار روی تو آینه دلی نام
بان که شمه که شیرین بر بسیدون آید	خیال نش لبان پانند بسیدین
که بیرون می تو او و چو فانوس از کفن تویش	چو میرد زنده دل نبودم از تاریکی تویش
عالمی در او دیدم از افتادن لیا خورش	باز شد چشم و لاله بستی مقدار خورش
همچو بنده نیشک داریم سرتاپای هم	ما گرفتاران شدیم از اتحاد جانی هم
سگی افتاد روی بنیم و بنال به آهوی	نباشد بی تربیتی عاشق اگر کرمی زینی

۱۲۴

<p>چون چشم بر لب برده بود یاد گریستن هر بر لب گنجی که آفتن یکی بود دست دیر در جگر گوشه آفتن یکی بود دست هر بر لب بود و لیک را استند گر چشم در آفتن بود نگاه</p>	<p>خواهم بسی بر مرض تنگ گریستن هر که از غمین دل عاکی بود دست این باد که نشسته بخونش امروز مقتدر همان مهر و ناست در دیدم خرد و علی فرقی نیست</p>
<p>آن قدر سوخت که از گفته پیشانم کرد تصدیق مکش مهران من خانه کجا دارم در روز شکست و دم تنگ اندام بسیار برو ز ما نشیند سیر چین ز رخسار دیوار که چشم گرشته نشوی در طلب خیل چشم گرد و بیل تو قبل اسپ مادم فرماند تو آن تو امروز دیگر</p>	<p>گر گشت شب بچران تو گفتم با شمع دل باخته عشقم غم غم و نوب را چگونه خاطر طایب و غم زنت مرا هر کس که شبی نشست بخت از چاک دل نظر رخ یا می گنم تا کی کشی آزار بی طبل و سلم تا چند چو فانوس خیال ز بی هم فرماندانی از سر کوی تو ای بر هم</p>
<p>آخر از موی سفید ز رخسار شرمی بدار داعی بجگر مانده بر جای تو مار گوید که این عهد قدیمه ششماست شمع سان آرنج بر کوه خیمه زین بخت انزگر سخن بر سر سار گوئید با من سخن وصل بکیار گوئید چند عمر بر سر دل دشمن گذرد ز بس مردم گمانهای غلط کردم خیزد در شب چه بایست که من بدیدم</p>	<p>خود فروشی تا کی ای نافرین سلف یار رفعی و سر ای می ترا سیر فیریم با بر کوشش جو بر سر که نیست این نیست با پی شتم از بزم وصل او گمر با من سخن از فرقت دلدار گوئید از شادی بسیار سبادا که میر چند باره بر قریب آید و از من گذرد نموده پیش ازین هرگز خبر از عشق شما نشن هر گاه اشک من سوخته در روز بهما</p>

بسی

بسی

تا در میان شما
لا ساعه تنگ
لا محسن ساع
اینها می هزار
لا علی کبروا
سبوات

۱۲۵

نوشته است
ایم شای بهار
روز دانش توئی

خوش آن ساعت که نیالی بر روی زمین

ترا ای هر پیو فامی شناسم
چگونه مشوم شاد از و مدته تو

گذشتم از سر و گفتم نیازم این قدرت

کی غم عاشق ز سریر ایغ و صحرای بود

ز گردون مرگ میخوایم حیاتم میدی است

آنچه دل ز بیم آن میخیزت در دجرب بود

چشمان من برویت رفعتی چنانند

و می که در و دل خویش خیمش گیم

خوش شبی که تو سرم در تیر پایت نام

خوش آن زمان که گویان کنند غارت شهر

خوش آن شبی که در آن گوش گیرت بود

شرمند ز طعنه مردم برای من

نامم از دست لیلی در بر و ناله کاری

تیرت گذشت از تن همچون خیال ما

به بیدر آن شبی کی فتنه بر من نگاه از تو

شنیده ام که ز غیاث گلسنیده

بختم اگر تلافی عنهای من کند

هر روز در خاک ستر من گرفت آبی است

طوفان گریه که مرا بی تو بر دم است
ز خطرات اکل گردد جان فراقی لعل جانان را

چو دیگر دو نظر سویم سویی غیا میدیم

بنوعی که بستنی ترا می شناسم

که من طالع خویش را می شناسم

کشید باز من گفت نامم این قدرت

عشق تا با او است غم با او است هر جای

فلک سیاه زینسان لطفها نمی محمل دارد

آخرا ز نسا سازی گردون کج نامم

کز رشک یکدگر را دیدن نمی توانند

کنند باز بنوعی گم که نتوان گفت

تو ز می بر سر من بی و گفستی کسیت

مرا تو گری و گویی که این آبی نیست

بزی بر پهلوی تو دوست من بخواب و

خوبی تو بلای تودم شد چه جای من

سر خود گیر و بر معجزان سرگردان کن

این خود گذشت فکر و گریه کمال با

نه در عشق میدانی نه قدر حسن آه از تو

ز جور ما که می کرده نخل شده

یک روز خوش بگردم عالمه سپید

چون سرمه که در یکدگر با در فرود شد

وصل از بصر لعل تلافی کند کم است
ز خاصیت نیندازد و خباری از چنان را

۳۰

نالی

نالی

۱۲۶

نالی

<p>در کوی تو هر جا که نهادی قدم مخ میباید بر پی نفسی نهادی بهر کس بافته شایر که از دست</p>	<p>فریاد ز چندین نال بر در پرید نال و بوی شمرده سخت غریبانه مگر قسمت خوشتر از زین غلظت است</p>
<p>این غیر تمهید بسخت کرد و از نال داشت چشمش ز کار کار داشت و خیال داشت نقش شیرین که بگرگ از دل نه داشت</p>	<p>روشم کردیده نوز و شمع وصال داشت بناشت آن قدر که بپذیرد خشن دست تا باید یازد رشک دل بر روی بود</p>
<p>انقص است از در و کشته بقابل</p>	<p>سینه بر پنج اوزان که شهادت</p>
<p>که بخت خفته سر اندر کن این مرد آسمان تا چه بلابر سر همچون آرد این سخنها آدمی راز و دو کافر میکند که طریقی در این انجمنت خجاک پیرین بود میکند فریاد سر خشت بالین میزند که همین است جان آفت جان خواهد ز ایشان آید و در دام گرفتار شود چو جوشل از جای بنخیزم اگر صد بار بگذرانند که گنج قفسه گرم کنم با دل خسته خود و عده افغان دارم زیار نگاه مرغان جبین نهانشان من یکبار بر هم نصیحت چشم سیاه خویش یا فرشته که عاقل قسم دای بر در کار من کز ارتر ز غم دید و در حرم گشت کرد</p>	<p>پی مراد دل از جای بر نمی خیزم این که گامی دوسه ذناب لای بیبط کم کن ای شاپور از زینار لغزش گفتگو تن آن رشک گل ایست بر عجب بود تا توان شاپور را شب که پیش آمد که باز بوفی دوسه خوش و از ره شاپور حال مرغیت لمر را که با نواز جبین زدست بود الهی خا هم ز کوی در بزمین چه خورم حسرت بر دو انگشتان ای کاش اشب ای هفتسان در خوابید کن بگوش که با این نمزید از می وطن گرم تا کی ملامت مژده اشکبار من گشت مرقعات و چو شندی و دیار فدای سندی خوش شوم که چندان</p>

۱۲۷

زبان شمشیر

باید که در این روزها
بسیار دعا بخواند
و در این روزها
بسیار دعا بخواند
و در این روزها
بسیار دعا بخواند

خسته یعقوب بر چه خسته زلفها چو
زین عشق کجو نین صفا کمال کردم
آرزوگی اهل و فامیش تو سهل است
زمن بغیر خیالی نمانده است هنوز
بجز می لکله شباد در و سر سید و جانان
دل گفت ای صید دست جنون بود
نوعاشقی امروز دو چارم شد و مردم
امروز شدار زانی مانا چه شود باز
گفتم بگویم محرم این خانه که است
من این تیرم که فکر تانی من کند
دل بآن در دونه بندم که چون چشم
فتا و از زخم دل محرم همانا
ز زخم باری شغالی نمیزد زخم
تو آن که از تیر دل ناکر کس شو
بنید اسم که دل از کده این عشق و بیتم
چه بلا بر سر نازل ز شغالی خوابان
حالی آن مرغ چه باشد که این کل ناچار
گر مست در جفا دل او بچنان بین
آن میرونی که تو بر تو میستی
تا خسته شود کلک با مال میشود
بجستاری غم را بر سر بالین بیا کرد

نکست مهر دین باوید سرگردانت
تو خصم کرده زنا دوستی تا نشان کن
باید که دل بوا اهلوس آرزو نه باشد
بخطا طرت چو رسم از من اختر از کن
بر زمان کرده ام در نگار سینه افغان
چاکلی که از برای گریبان نماند
کز داغ که میسخت که در گمان می داشت
آن لطف که در روز جمال گری داشت
آهسته سخن گفت که بیگانه که است
این چند ماهی زیر لبی غمده خواهد
بر در وصل در روز در مان برود
بسوزا که چو مهر که در دست
شوم دو چار بجز که در دست
این کید و روز لطف ز باقی نیست
ر بودند از پیش خدا که مسکین از میان کشند
که با وعدة دیدار ز بخت نماند
غنجی دل بخش و خاکی گستان نبود
شتر منده ام که حوصد مختصر نماند
خود را در غم فریب که در دست کشند
امروز را خوشی است که در دست کشند
اگر در دو مان زین پهلوی آن پهلوی بود اند

۱۳۸

باین شخصی نمیدانم چه خواهی کرد مستور
 مرغی جو بهای دل من گشته شگارت
 نیست بهر آنکه بچویش شیاست
 دلم از بدگمانی تا بصدره افکنده
 جاودان گردم خاتمه ناسازی باک
 شهرت نمک و دعوی عشقت و گرنه
 باین دوروزه حیاتم سرغای کسیست
 رشک کسی که قیامتش چون من پیش دل
 وفای شمع زاندم که شرب میکند شوی
 نشد فرصت که چندان الفت از دل تو بگرم

گر جای دوچار خود شود بد نام میگردد
 شکرانه این صیدستی کن نفسی چندان
 سر بر آرم و کجاست دل خالی کنیم
 حکایت گوید و عمداً زانسانی سخن خندد
 باش خندان که دلم لوبی و فابره وارد
 زان گونه توان ز نسبت که جانانه زنداند
 که گر قیامی اید باشد او و فغانند
 می برم نام و صالت بر دامنم زنده
 چراغ چشمم در راه تربت پروانه سپید
 که در ایام محرمی من دل را بجلد آید

۱۲۹

دلم بگسست و دیدار باغ میشود
 نیست بهر روی که پیش او تویی لازم ملی
 کار نمی نیست فروغ رخ عالم سوزش
 ببلطامم نرم در بر سر مجنون ایلی
 من خود میگویی که بر لبان تو خود انصاف
 رد کرد و گشای که بر قیبت زب سپند
 مشکه در و ساغر بی اتفاق می کشم
 تا بکام حبه دل نقش با چو خوش کنم
 بگسست دیده از نظاره دیدار می کشم
 غافل ز دست بدیز که پیش درم دواع
 بر گانم من و از بهر استغله خواهد

که بر سپید وفای گل آستان بستند
 میروم تا گریه بر تربت مجنون نم
 این جو نیست که از خون من زخم است
 عاشق این بخت ندارد زخمی ساخته اند
 یک خیم الماس از کیم یک جان با زار این قدر
 قربان سزای کن سوی من انده
 این تقرب که گویم با بد باوش کنش
 پیش ازین نتوان نشان سپید و عشق
 نگاه می دراهم کن که مشت با می بندم
 دل از اضطراب بهما نجانده شتم
 عدلان طوره که مسوز و بجان گرم

چون لب از قفسه ظاهر گشت

این چه انصافست اضی کن تنهای مرا
 خواهم هزار دل که یکے را چورد کند
 بهر جانی آن توان داد از آن کشته نیم
 آبرودر نظر شکوه مرل هیچ نماند
 امشب زیار رخصت آبی گرفته ام
 عجب متاع ز بویست این فادار
 مرموی موقوف بر شمای بی نظیر
 تو جیلوه چون در آجل از سر ترحم
 ای غم تو اگر خاطر با سهل گرفته
 ای کاشکے گمان خریدار بر من
 در حیرتم که آینه نهند بیت زلف
 خوشید رخنی آرز تو سهانی ازنا
 تقسیم چنین شدت از در زابل
 کامی ندیدم از شب و صعلت که درم
 لائق مجلس نیم یک از برای چشمم
 شمای بجز را که راندیم و زنده ایم
 دوریم بصورت ز تو نزدیک معنی
 امیر عشق گرفتار بند تقدیریم
 گهی بروی تو گاهی بسوی کل گزیم
 چرا در آتش سوزان بنسوختند مرا

۱۳۰
 بایع
 بیکدی بی سوز
 بیکدی بی سوز
 شش
 شش

زبان بجز گرم تماش کردم

منکره رضی از لکله ز زیر خنگان میشود
 بتاسم و بدستش از آن بهتری هم
 که بدامان تو در روز شمار آرزیم
 بسکه نزدیک لبش بروم و با آرزوم
 دستر عاجزانه نگاه ای گرفته ام
 که مفت هم بخردند هر کجا بروم
 بیروت لائق پنهان نگاشتی ستم
 همه جا کند منادی ز تو اختر از درون
 ما از تو زنجیرم که در میرینه مانع
 تا جوت گل گرفته با بار بر من
 فریاد میکند که تو شهید ای گسستی
 جمشید و شنی از تو که امانی ازنا
 بیگامگی از تو آشنائی ازنا
 چشمه بجانب تو و چشمی بسوی صلح
 شاخ خشک ز در کار است بتان ترا
 ما را سجت جانی خرد این گمان نبود
 مانند دو مصراع که ز بیم فاصله دار
 چه شیر از دو وطن میکنند زنجیرم
 کند مقابل کس چون کتاب راتنا
 بدست همچو تو کاغذ ز خورشند مرا

این سخن شش است

نورانی

معالجی
مشکلاتی
میشود
میشود
میشود

معالجی
مشکلاتی
میشود
میشود
میشود

معالجی
مشکلاتی
میشود
میشود
میشود

درد دل گفته تمام دل کرد و خورای آیین
 صبر کرد و مگر کشید و شور سر کرد و مریز
 تا کی مباح و سهل تو ابریم مدگی
 دلدار چربی و غا بر آمد
 اگر مریز ز غم پیشت نگویم حال از خود
 ضعف غالت شده از ناله فریادم
 این بس جزای کشتن صبر بجای که روزی
 فایز ز قید مهر و وفا می خوشا دولت
 با تو مهر و دیگران خود ایم مدین تا کجاست
 من پیشش در و دل گویم بعد میداد
 همچون برگی با دیده نمهای خود شمر
 مگر و خاطر مای خوشش می میکرد
 دلم پرست ز خون بر لبم مزان غمت
 چنان زهرم من دل می گشته ای جدا
 گشته و سوخته مرا ای جبار بود
 دل گرساز رضای تو چه بگذران
 تو که درون عیش واری نشو بیامید
 چاره مرگت که از حیا بیار شدن
 از ملک دل مبرس خبر کا ندین و یا
 صلحی ترا که طاقیت روز وصال
 آنچه بگذشت کارام دل میل کند

گریه کردم خنده ز روی اعتباری لبین
 آشکوه کردم بر بخت ناسازگار لبین
 گلهای ناله غمگینیت بغل کنم
 شرمند و انتخاب خوشتر
 ترا از صبر من خواهم که باشم شرمسار خود
 و اگر از حال من آردا که بر تو خاها کرد
 حسرت نمیخورم که چرا سهل تو نیست
 هرگز نمی شود کسی آشنا دولت
 در دل بی طاقت با صبر این مقدار است
 منتظر کن گفتگوی من با بیان کی رسید
 یا در زمانه که غم دل حساب داشت
 کدام روز ترا با من آشنائی بود
 که همچو شمشیری گریه در دگر دارم
 که آن غریب ز من میکند سلف مرا
 در دست تو هیچ ازین سخن بود
 با من که بود نیز بفرمان من نبود
 که بجز بلاک صرغی خبری و گرنار د
 ستون استش آورد کاشانه خویش
 صاحب تصفیت که با هیچ کاره ایچ
 در حیرت که در شب بجان چه میکنی
 باغبان امر و ز حال سخت بر حانه چید

در خانه شکسته نگیرد کسی قرار
 خود پس ازین با سیران دل در آن
 چه شد که غیر جاده زمر آن مانگن ماند
 اگر بویت میبرد ام در فدا غیرت عشقم
 رحم می آید مرا بر بلبل آن بوستان
 از آن دل صادق بدینا دل آینه شش
 هر زمان هست تو در گردن خود ببیند
 عرفان شسته زیندم رخ کوی ترا
 سخت میخوابم که در آغوش نگانم ترا
 ماز تو جدا گیر بصورت معنی

اگر تو دامن خود را بدست مانده
 خود مگر از در انصاف درانی در نه
 قمر این پاس غلط کرده خود میدارند
 جواب بخون من بگینه چه خواهی داد
 ما را شب وصل چه حال که تو از ناز
 از غیرت رکابت از دیده خون را
 چشم شمع تو چو بجزن ترکان گردد
 تا بوسه بمن ز لب دستان رسید
 جایی نمیروی که دل بدگمان ما
 آنکه منع من محمود ز صبا میکرد
 دل پیش تو شکل سر او شسته باشد

ترسم که رفته رفته غم از دل من شود
 گنگای بعد عمری گر کند بسیار میداند
 در روزی میمان سجاده بزم طویل دل در
 اگر چه زندگانی نبود شوارت میدانم
 کز ناله گهای گل فریاد خوانست کرد
 چند روزی آمد دیاران خود دیدت
 این چه اقبال بلندست که مینا دارد
 ز من مرصع که میخوابم آب روی ترا
 هر قدر افشوده دل را میفشارم ترا

چون فاصله بیت بود فاصلا
 ز دوست ما گرفت کس گریبان
 جذبه بشوق حریف دل خود کاظم است
 در نیک سرودین باغ باغ نامت
 ستمگر که ترا پای در نگار گشت
 تا بند قبا از کنی صبح دیدت
 اما چه میتوان کرد پای تو در میان
 در جهان فتنه بهم دست گیران دور
 جانم طلب سید و لب من بجان سید
 تا بازگشتن تو بعد جا نیست
 لب میگویند ترا کاش تماشای میکرد
 ما را چه کند آنکه ترا داشته باشد

باز آنکه...

آقا صادق
مصدق

صحنه
زاد...

۱۳۳

سه
نور...

ای فاصد اگر نامه زولداری نیاید
نه ذوق بودن دنی روی بازگردیدن
مرا خود نیست یار ای حال آخر چو میگویی
چه عجب اگر نسوزد دل کس آه سر دم
درین بهانه شد فرصت آن قدر مارا
در بزم او مجال نشستن نیستم
ایکه شود خوشتر از بیایکیت بهنگامه است
از ره نمیرود و درونای کسی پیش
کنی در نظر جلو و بجای ای سر
بچشم آنکه ز بهران یار دل تلگت
با آنکه حرف شد همه عمر در انتظار
مرا خود گشتی اما یاد من بسیار خواهی کرد
هر که خواهد که ز کوی نور و دمن صفای
بانگ و دعوی خونم گواه انجامد
الضما فی الاموی محنت بهران بخار
که درین رویه یقفا ماند نام صید
ز غیر میکشم از دست کسی صید
پس از عمری که با هم خورد و سازید
دل خورشیدش خندان همه عشق با از آنرا
صیاد با نایبی هم تازه کرده است
هر روز حیاتم شب صد گونه اله بود

راحمی

۱۳۵

از بهر تلی ز زبانش سخن و دشت
چو خنده بر لب نام سیده را نامم
اگر پرسد گناه من کس می بودی و اول از تو
نرسیده ام بجای کسی سیدم
که هم ترا نه بلبل گنیم میسنار
چون کس ایستاده کشیدیم جام را
از خدا خط برای سفارش است
این دل که آشنای قدیم جفاست
من مگر خوبی اندام نمیدانم چیت
شبی بیروز سازدن هزار غمگت
اگر نیم هنوز که چشمم پاره کسیت
نشیند چون ز خطا کردی بر بناگو
اضطرارش نگذار که قدم بردارد
نیست ممکن که برای تو صد یاران بود
هر چند گرا بخانی تا تاب تو دارد
نال بی رفتن محال خبر من میشد
تحملی که ز معشوق خویش نتوان کرد
بهاش از غم و حسرت لطفش باز میگردد
که گل کس سال راه از بهر بلبل باز میگردد
مرعی که شکسته شد آزاد میکند
این عمر نبود وقت آدام عدم بود

<p>روی که نگردد نش از دور هم بود که خون که کن که جز بوی شیر می آید که از تیغ بی قبضه کاری نیاید</p>	<p>امسوس که شد آینه بخیره و مخابان از آن رنگی که شیرین صحبت نیست</p>
<p>قینب کیست که از من عزیزتر باشد</p>	<p>برابر و ضرورت چین زبان را تر از هر چرا که شسته نظر باشد</p>
<p>گفتار از چون شمع جان در ستمین باشد</p>	<p>برافشاند روان غلظت لبرن جنین باشد</p>
<p>همگیت گل نغمه آید بدامش</p>	<p>تیغ بر رخ گلنده بر زبان باشد</p>
<p>همسایه ایم و خانه هم را ندیده ایم</p>	<p>که طالعی نگردد که من میا چون در چشم</p>
<p>نوب دولت رسیده را مانم <small>وین بد</small></p>	<p>روز وصل تو که گفتم خود را</p>
<p>می آئی آن مان که نیائی بکار من</p>	<p>از نظر زود عده یا فتم ای بی وفا که تو</p>
<p>استخوانم چون پزافاده آید سوی تو</p>	<p>بعد برگ آفتاب و خیزان زبوی که تو</p>
<p>که تا اتم بر او انتظار رسد و بلاست</p>	<p>مرا بس باشد از اعضا چون در چشم می و پا</p>
<p>هر دو در سوا می هم از چه تو تنها کنی</p>	<p>عشق من کرد ترا شه خوش تو مرا</p>
<p>بی آنکه بگریه بشنم بجفا امتحان کنی</p>	<p>هر کس نظر کند بتو عاشق گمان کنی</p>
<p>بچشم منظر چه تماشا کند کسی</p>	<p>از سیر باغ می تو چه دل واکند کسی</p>
<p>با او که دید نام و بینا م که گوید</p>	<p>گیرم که رود قاصد من سوی داریش</p>
<p>خود را چنان نمود که کس و دیدن نگیرد</p>	<p>از شرم ابروان بر من بلال عید</p>
<p>که زهر کار گریست از چه در فکر باشد</p>	<p>چه بسود و اینکه عتاب تو خنده آوست</p>
<p>در هیچ دلی نیست که جایی تو نباشد</p>	<p>از رشک که سوزم که پنهان کنی</p>
<p>خواب ناکردن و صد خوابی ایشان <small>وین</small></p>	<p>طرفه حال است که عاشق شیب چران <small>وین</small></p>
<p>اگر نشد که چه کلام و مصاحبه است</p>	<p>خوش حال آنکه دید ترا و سپرد جان</p>
<p>کز بهر آرزوی دل از زبان گذشته است</p>	<p>هر کس که دیدت شمر گفت این گیتی</p>

۱۳۵

اصطلاحی

لا اله الا الله
صوفی
صوفی بزرگی

ضمیمه

پرسد ز من و قوت گندم گزبان باشد	فراوانان سخطه کرد و در پیش
بی تو کیفیت این بوده اند که چه کرد فری بی که تو اول خورده بودم ای بی لید همان چشم مالیدن کند تا سنگ و سوسیم بناز رنگ گردی بعد انفعال سپی سخن بر اول شیخواید که آن لبها جدا کرد ای بقرمان تو من این لطیفی ای بی گامت ینی بجا برد کسی مرغ شب پید را	لب گزندی من از ذوق قنار و در پیش چو می کشم کسی او و نشاد می آید چو بر خیزد ز خواب باز بیدار می رود چه حیاست اینکه گاهی اگر مرز حال بر نار از دست اگر در پیش دیدن آید در حضور غیر من این همه تمامیت جلوه زلف شاهدی بر دل مید را
خون نیمی سستین قشانی که چو شد خاک کفش را چه دانی که چو شد	ز هر هم افراق خود چشانی که چو شد ای غافل از آنکه تیغ جو تو چه کرد
شکایت شکساز ز زبانها و ادوا ایاز و اگه آید ای نو اینجان بخاموشی مرا	من و شوخی که سیلابی نش و صفت تا از رخ چین گم کرده میر آینه گ نیست
صد جا که ز رویم لب پدید را که روز ما تم فریاد عید پر نیست	نوسیدی ز در حال تو طاق گدا بد بنمون طبعید و شمشیر شک مید اند
شوق در طلب از من آتشین دست کین طبعیت که شهو برین قدم است که ز نیم کشته تا در او صیبه است گوشه دامان چو گمانی که تنگ آلود است میدان ترکازی مکنای پیش نیست	نیم کش کرده چنان تیغ نگاه می کشیم عشق برابر بر بالین من آید چو بند ز روی چو تیغ زانی کیش عنان سند بی طراوت بجز بگ بنبزه بی شبنم است دادم که بجز در یک دیده سینه نام
جو تو بجز لطف خدا گنمی شود تکس مکه بود و جیانه جز خیار زیند	چون شکر آن کنیز که بریدین لا شوق دل و ادم کرد آغوش من بجز خیزد

نیا این کوی کوی
تو کوی کوی
بیا با طالب
عالمی

۱۳۶

<p>اصل سائمه ابل و غابرون آید ذوقی که نیم غنچه قسم درو بود ز جوی تیغ تو آرنده رنگو مرو</p>	<p>چونمّه تو بقصد خیار دن آید حاشا که در بسا ایل در وجود چنان تشبیه لبی مالم که آبی</p>
<p>شانه دا چاشنی درین دندان افتتا</p>	<p>چون کند ترک سر زلف تو که خون دل با صد کشته آن بت بدست میر</p>
<p>خود میکند خرام و خوار دست میر چون ناخن گزیده نیر زمین گفته لب بر لبش گذار دو قالی که کند</p>	<p>آنجا که بروی تو نماید طلال را مردم ز رشک چندی ستم که جام می</p>
<p>موسی که بر اندام تو دیدیم کمر بود ترا نشان لب انگشت زینهار تو بسد</p>	<p>بر عضو تننت ساد و تر از عضو دیگر بود چو عاشقان بقیامت نشان بار و بند</p>
<p>فخیر بای جنون در دماغ دل دارم که حرف قتل من آورد در میان این</p>	<p>خران رسید و ز بوی بهار زفته هنوز برغم غیر چنان گشته سهرمان بان</p>
<p>باقی نماند نفسی ز تو در جبین چون بر میتوان بر محضار استن</p>	<p>زود از بر زمین گلگام در مخیر تنها دیده نتوان داد و گیر داد</p>
<p>این که تو هم اکنون گناه آوت بخطا می رسیدی اختیارم گری می آید چنان بود که بجهت کسی جوان میر در ز دست تو پیدا اگر چه می آید از چشم دو دل طایفه همین اشکی در آب پیش ازین من هم درین باغ آبیانی دارم برنگ نقش پا در هر قدم فداوه دارو مرد گریش صیادم کسی نامم باقی را</p>	<p>عشق تو بر دواز دل من مهر بر که بود بدشواسی از تو قطع نظر کردم ولی برگ جدایی از تو بنا کام در او اعل عشق بغیر از اینکه بر تیغ لغافلم بکشته سرتاقدم رفته بتاراج شکسته از زیب باغبان غافل شوم علی سب بهر جا که سخن من ال کف تا دو دارو من آن صیدم که خون آتشین را تو در منم</p>

۱۳۷

طالع می بینی
عینی بیستان

طالع می بینی

بهر جا که
طالع می بینی
عینی بیستان

از هجوم واد خوابان او من بر گزیناد
 پیشترت بکار کامیاب شده
 تمیز هم بنگر خصصت نظاره یار
 باین نازک مزاجی تا کی هر جانمی پار
 که از سیله گلن معنی چکا کس نم
 نیامدی که مباد اوسیمه از نشادی
 دوکان گل کشاید چون نقاب ز چهره برگیز
 گری تو بزم عیش ساغر زده ام
 چون دست سویی با ده ماند ست بجا
 شب از میان اسیران او نغان بر ستا

تجلی ازونی
 حرف

مرا از تو بگریز

تو بگریز
 از این غمگینی

۱۳۸

عشق آفتان خان خرابی است
 مرگو چو منی اگر چه پهلست
 باکم سخنش میستوان خست
 بطفله خدمت پیری نکردم
 بر جاگوشگی خضر و لم میوزد
 غالباً هر دو سخت خطه ترا

دیدم چه بر سر آمد فریاد از خسته و
 مرغ از من اگر در بزم وصلت کلفتی

خسته بودی که گت بوسیدم
 ما از خاک کوشش پیر چنیست بر تن
 نیافتم که سر شسته در کی بند

ناله
 کمال معنی
 از این غمگینی

دست ما و دامن بر کس که در نگیرد
 دلکده بسته بگل عنایب آینه
 درین زمانه چشم خود اعتمادی نیست
 همان بهتر که چون عینک بخت برمانی پار
 کسی که محرم او نیست شاهی من است
 بیا که مرگ بر از انتظار میاشد
 گرد در کار سر و افتد چو دستی بر برگه گرد
 صد غوطه بخون دیده تر زرد ام
 دستی که ز جبران تو بر سر زده ام
 مگر نظری بی بیچاره از میان بر رخاست

که ترا آورد و بجانده ما
 گنجایش لب گزیدنی داشت
 اینست بلا که گم نگاه دست
 بی پیری خدمت طفلان ضرورت
 که ز سر چینه یعنی عمر آبی چشید
 در نه خواب این قدر بریند باشد

در خانه مان گسری این عمل و داد باشد
 سرگردم چه چنان تواند که غیری دارم

قند زردی چه پلاشیر من
 آن همه شتاب دیده صد جاک کلبه مان
 که او من یکشایدین میشود آخر

دوش که بجان او در دل نگم نبود
 آنی که بر ایدل مرل از دل چاکم
 ذوق جاننازی اگر این است مخیر ترا
 بتو چون سدم یعنی که ز تو موقت جانم
 بیاد قاضی در بای سوزی گریه سر کردم
 زهلا که نیت با کم غم آن کند بلا کم
 من حسرت دور کرد و دعوی مغرور بدیل
 خاطر ماز پشش ز خیزه ام جمعیت
 همان شکی که از وی بر خلیل آتش گلستان
 بلوغ شهید روان این قسم دیدم
 هرگز گو که کعبه ز تنجا ز خوشترست
 یارب چه بلایست که دهنده خندان
 هرگاه که از مهر کین میل تو پیش است
 از خاک گشتن گمان تو هر گل که میشد
 خوننا چهرت چکدم از زره گاه
 عرفی بحال شرح رسیدی و به پیش
 رفت آن آفت دین از برام می خوش
 لب بدندان است در زیر رخ دار و سج
 اگر قسم اینک به شتم در بندنی طاعت
 یک سجده ستانه و صد سال عبادت
 عشق بیگویم و دیگر بیزار

چون جویس بی زبان سچ صمدی شد
 ابری شود و گریه کند بر سر خاکم
 در میان جان و جودا چون التیر ترا
 ز دل نگار تالم بهزار جانشسته
 چو قرقان برگ گرش را باب دیده کردم
 که بمیرم و بجام و گران گذارم اورا
 ای محبت خاک بر سر بادا شایسته ترا
 بسکه می بینم دم در میان وی ترا
 اکنون در بای آتش میکند بر گلستان را
 که آتشی که مرا سوخت خویش را هم سوخت
 بهر جا که هست جلوه جانانه خوشترست
 دشنام طعالت و شکر خنده حرام است
 اول نمک سینه ما باش که درش است
 معلوم میشود که دل ما به کسی است
 بنیم که صلوات کسی بنده و نوا است
 شرمت نیامد از دل میدوار دوست
 تا به بنم که چهار بر سر ایمان زنت
 گفته ای شمشین گو یا کاین چهار است
 قبول کردن رفتن نه شرط انصاف است
 فهمیدن این سکه موقوف و دو جا
 طفل نادانم و اول سب است

خادم عادل
 قاضی سیاحی
 عبدالرزاق

خادم سیاحی
 قاضی سیاحی
 عبدالرزاق

۱۳۹

سه ای انصاف
 آتش که با کله از بن
 بنامی در وقت این
 بی کار زدی تا از کوه

گمان بیکر تو چون بگذری جهان گزینت
 شتر سار بهمت عشقم که در دستم گام نرغ
 میردی با غیر و میگویی بیاعرفی تو بهم
 روم در گوشه تنها در نیم خون خودم
 بر لوح فرارم بنویسید پس از مرگ
 رفتی تسل من این است که در روز جزا
 اگر ز کاوش مرگان او دم خون شد
 بلمد چگونه من غم دم آرمیده باشد
 چشمم بهم خویش دم منم تر شود
 بناله زدم سازم ملت از آن رسم

۱۳۰

بعد مردن برای باد بجای خاکم
 نه ز مهر آمده بر سر بالین دم ترع
 دهنم خویشم در سوز لب خود بکنند
 چنان از زندگی امر دزد در زیار دلگیرم
 بیای عشق سوای جهانم کن کینیدی
 چون زخم تازه دوخته از خون لبایم
 بگمته گنهی میکنی شنید بر دارم

خوش آن ساعت که می رفتی قتل میسید کردی
 تو در بزم عیش من بگو بیکم هر سو
 فی قصبر منی قرار نه امید وصل یار
 خون شد دل خنک تو آواز تو در شد

باز جانم

بزار شمع بگشتند و آبخس قیامت
 اضطرار جان بزدن مانع دیدار نیست
 لطف فرمودی بر کسین مایه ای ز قیامت
 مبادا قدر مردن شناسی دست من گیرد
 کای وای ز محرومی دیدار در گرتنج
 بزخم دست بدامانش و دامن کش
 خوشم که بهر سبب آید از فراق
 که لبی چنان بگریم چو تو می گزیده باشد
 هر رسم که من بگیرم و غم در بر شود
 که ناله در گریه دوان تو کاکش

که نشاند مصیبت زده گان بهر خویش
 حیفت آید که گذاری بدلم حسرت خویش
 چون در آینه میبندت بان صورت خویش
 که گردانم که فدا زنده خوابم بودیم
 نصیحت همامی بیدوان شنیدن آن زودم
 ای دوی اگر بشکوه شود آشنایم

که از کردن آن قتل را نشاوارم
 قفا فل از تو میسبارید حسرت بچاید آن
 سر خون چکان فدا ددل بنیاشته
 چون من کسی بجایم ددل بر تو گزاف نیست
 آن نیز زنده رفتی به بلوی باشیست

دور از اخصان است بر کسان شریفان
 هر چند غیر از آن محبت نبرد
 هر کس که بر تنج بر روی نگاه کرد
 خوش آن کسی که اگر مانندش زد دست پیام
 خاموش نشین ای دل گشته که این بود
 پیش ازین تاب غم عشق نمارم عهد
 بچه اندیشه ام در خاطر ناشاروی
 نشد که از سر یافته دست بردارد
 ز مردم بیاری پرسد که حال کی طلایع بین
 مویان مهر با نیهای قاصد چو گوئی
 حسرت نیست که صیاد را چندان
 ز عاشقی نگذارم جدا شو و مشوق
 تا بکی آن بیوفاز و عده خاموش کند
 دوش از آن شوخ جفا پیشه خود نایم
 باز آمد دست بر سر دیوانگی علم
 نقد و چشم نگارست چه سبب باید کرد
 شوخ بگفت ترا لب بر سینه ازار کرد
 بی تو هر که که تماشای گلستان کردم
 شود محشر شد روزان می جان گشت بلند
 حیث این است که جان غم جوین تو
 پیش میاید من از بهر خدا صانع شویید

مشقت خجاست که لبه محنت فرا هم کرده اند
 ما را امید باز در آن مکان است
 زبان پیشتر گفته شود و خنجر
 در هزار که بر قاصد است و نکر و
 از دست کسی نیست که ز یاد توان کرد
 سینه بخان و دل خون شده را دور انداز
 چه بنجا گذرانم که تو از یاد درستی
 بهر زمین که بر فرستیم آسمان بید است
 که عمر در محبت نیت و کار آخر سیرت نجبا
 مساز از پیش خود حرفی که سینه زبانش را
 در نفس و پشت که را چون از یاد فرست
 نظام کار جهان که بدست من باشد
 یا کند فکری بجای را فراموش کند
 دل کشیده که یار است چه میاید کرد
 تا آخر به یاد سینه چه می شود
 گردش لیل و نهار است که من می دانم
 که چون تنگ میمانیست تا کی که در دم
 همچو گل دامن خود بزرگیان کردم
 ناله از آن من از ترس تنه ان کردم
 کاش در روز وصال تو خدا میگردم
 یکس پریدن تا سر دیوار میخورد و علم

کتابت علی بن محمد

کتابت علی بن محمد

کتابت علی بن محمد

۱۳۱

یار از گل خورشید چشمان کردم	من بیدر و بفتو امی و کشتیم
که او کم می شنید از ناز و من بسیار میگفتم	چه بیدر و از مشب در دل ایاری گفتم
که تو سیمی بمن برو بقفا که همچو سنین	از پی اوروان شدم دست زود بر منش
که خنک طبعین کسی پیام کند	آه آشنا و نه بیگانه بنمیدانم
که بعد ازین بود ایام آهیدن تو	دلا بحالت مگر ترا بشارت باد
خوبان بیدار بودا واری که با من کرده	میرم دبر ز نوا غم حمی آید که تو
گر بقدر خواب غفلت بایدم بیدار بود	تا قیامت هم بنیایم فرصت خوابم
نگاه ز حضرت دیش گریبان یار به یسار	چشمست اینک گاهی سینه امی بر جالی او
ز پیش دیده ام غایت سستی چشمم و اگر دم	پس از عمر کیش بر خواب پهلوی تو جانم
که خود را چون گدا ندانم و خود بر من انکم	از ان دلاش در نیخانه میخورد و درونم
آفند صبر که از زود پشیمان کردم	آنگه رحمت عام تو در آهر زشما
آه این جان آرزوست گم کرده ایم	داری بس کس غیر بر ای تو جانم
برنگ دانم و دیدز هر نفسی کلیم نجبا	در نفسست منیش از نشانی نام ای نجبا
جمع کن خاطر و چون در خون این شیر برآ	از خود ای خنجر اکنون که شندی پیر برآ
از تیر پیر من خویش چو تصویر برآ	خود نه امیت که نشنن ز با کسی ترست
که تا باشد وبال خون من گردن خنجر	ربانی داده بر پشته پیچیده صیادم
بتلاش کفنی آمده عیانی چسب	از بیابان عدم تا سر بازار وجود
جرم صد خوتا بر آتش تا کیا بمر کرده است	سپل آتادست از با تا خرا بمر کرده است
سنگی چو سیون بر سر نشانند	فر که در بهر گمشکان دیار عشق
چسان آید ز دنیا یار با ز شتر سنگی پروان	در آن وزی آمد ماه من از بندگی پروان
آه سسته باش تا زنی شیشه با هم	پاچه حرمم مفضل دلهما شمرده نه

بغزالی و مین

کوه سنبل

بغزالی و مین

۱۳۲

عالمی

عالمی

عالمی

عالمی

عالمی

عالمی

حسن شهرت عشق سواقی تعاضل میکند
مسی بی بیج قاب فساد زلف بجزیر
شوری شد از خواب علم دیده کشودیم
چرخ فانوس خیال عالمی چیران مرو
می شویم گستاخ هر که مهریانی میکند

عجز برین و غرور تو شد آفتابم
یاد از بار قیام بسی گفتگو کنم
تا بیدان شویم صبر کجا تزار کو

بر شیشه دل مشک سنگ امتحان
ای کاش خاک را بگذرد دست بود
ستم سیده دلی دیدم در غم مردم
عمری گذشت در او سلامی اینم
تا عمره خونریز تو غار نگر جانست
چو بیخبر شوم از دیدن تو شکست هم
عشق آن چاک که در پیر پیرت
چو هر که شد لغینت لطفها کردی کوی
بسیابی شمع خود شاید که من همان آفتابم
بعد ازین در عوض اشک دل آید بیرون
همه نقشه بیابا بس تر بستم
بر دل منبره خطا تو گران می آید
مانند از حجاب حسن تو در سینه آه ما

جرم مشتوق و گناه عاشق بچاره چیست
گر دست تضرار زید در بنجام بر پیش
دیدیم که باقی ست شب فتنه غمزدیم
مردمان چون صورت پروانه گردان
او بس که لطفی از بسیار دانی میکند

رسم نوی است لفت شاه و گلدهم
تا در میان لطمه احوال او کنم
و عده وصل که در وقت انتظار کو

آن عضو نیست دل که تو آن لب چنان
تا رخ بکام دل بکفت باش سودی
که تند خو و سنگ درین دیار یکی است
شمرنده دل که چهار در خیال داشت
چشمی اهل از دور بجزرت نگران است
که در میان تو و دل چه راز میگذرد
پرده بود که از کار زنجار داشت
مریض دنی را هر چه در دل آرزو باشد
زبال خریدن می بود از دستی بجز من گش
آب چون که شود از جگر گل آبیرون
با تو غنیمت بود یک دوسه گامی دیگر
این بهار است که دلبوی خزان می آید
چون مردمک بیدر که شد نگاه ما

سرازم از آن شب

مغنیان
عبدلعل آصفیانی
صفحه

عبدالقاسمی

غزلی شیرازی
۱۳۳

غیاث علوانی

افزون

غیاث غفرانی
غیاث غفرانی

غنی زود سیاه بر کفان بر اتمانان
 حلقه در بگر رخنه دیو یار بین
 کس وقت نزع بر سرم از یکسی نبود
 نمی کند بین ناتوان محله آن شوخ
 چون است این بهینه چندین زمین است
 اما یکی نشسته خونم باشد
 عاشقان در جنبش فرنگان چشم آفت
 آب بود معنی روشن آغوش
 کند در قدم فریاد خنقال
 زاید اگر ز کرده پیشمان گشته است
 بی مشکل بود دل کندان از قوبان لفت
 برداشت چو لیل آشیان را
 جان بلب ای ضعف توانم سید
 حسن نبری بخت سیر مرا کرد اسیر
 ز شوخی پشت بر من کوه برد نمی آرم
 عزت شاه و گداز بر زمین بخت است
 چرا می کشید بچرم اگر در میان زد
 نظر بدی که شد شاکه میگردد
 نگر و قطع هرگز نباده عشق از دیدن ما
 کار آسان نیست بی درستی
 ترا چه غم که ترا بر کسی بجای من است

۱۳۴

خانم خورشید
 کجای عشق
 حاجت مستجاب
 خسته

کروشن که زود دیده اش چشم زلیخا را
 چشم در راه تو دار و در دیوار پیا
 شرمنده ام زغم که آمد سوس مرا
 ز بیم آنکه نگویند ناتوان بین است
 یعنی دل ز دست تو ای نازنین است
 تیغ را که بدی آب خوش است
 عالمی را اضطراب نفس این بخت
 خوب اگر بسته شود گوهر است
 که حسن گلخان با در بخت
 در بهر نماز دست برانچه میزند
 هنوز آب از غم یوسف بچشم چاره می آید
 گل گفت که خس کم در جهان با
 ما زور ناتوانی زنده ایم
 دام هرنگ زمین بود گرفتار شدم
 کنی که جانب من با در آن زبر بوم
 میکند خاک برای همه کس باغالی
 بسوی خلد بر ما کافر و مسلمانا
 بگرد و خوشی چون جگر آب بد قتر ما
 که می بالند بخود این راه چون گلزار بیونا
 سخت جانها حساب گیر است
 فرست غم که مرا بیکس بجای من است

ترا در دیده جاگردم از مردم نهان باشی
 برو نیکبختی و بهر کس دل بهم
 خجلی همین که شرفناز و خرامت
 بر روز خسته نغانی نیاز بر سرش
 چو ششم صبی دم گریان بگلگشت حسین
 بزعم من کشید بر دیگران شیرینی شرم
 بگریس که جان بهر حیات آبادت
 منادی میکند امر روزگار بر نفس
 شهیدان شده در راه عشق در حیات
 ز دروازه اگر که نه عجب نبود
 عشق پیش از ما کشت هر دو نماند
 پہلو چو بر زمین نهم از یکدیگر که خفت
 نمیدانم ز منخ گریه طلب چیست ناصح
 غبار دم کن خدا یاد در کان گذر وارو
 بزمیان نظر حسن ترا با ماه سنجیدم
 گوهرت شوم بغزونی مستم کن
 این خواری از تو یکیشتم ای دل خون
 من که ز تو دید آمدنش چنین شوم
 دانسته ام که بر سر خشم و بجهان
 از دست بجای تو اگر گریه کنم
 بر خاک رو که افتد چو شینم

مرا نسیم که آنجا هم میان مردمان باشی
 چون بیندم پراخ تو سر میدهر
 بسیار شیوه هست تباران اگر نامت
 تو یکبختی و غزوی ترا که می پرسد
 نهادم روی بر روی گل و از خوشنقش
 که در روز جزا خواهند خون از شهید من
 آنچه کشته قاتل ما شمر ساریت
 که بی ایمان سپردم که ایمان را گم کرد
 چهره تمام شود کاروان مایاید
 غم در حسن ترا از تو بخبر دارو
 شادم از آنیکه مراد دست بد من گنجد
 گویا بنگار صورتی مجنون کشیده اند
 دل از من دیده از من آیین از من کنار از من
 بود در هر کجشان دوزی مرا از خاک ببارو
 میان این آن فرق از زمین آسمان و هم
 آخر چیست در سایه بر تشنه خدایت
 در نه مرا بدوستی او چه کار بود
 آه آن زمان که بر سر من بچرخید
 اگر یکیشی که از تو شغایت نیکبخت
 دور از تو که چه خاک بر سر زدم
 برگردم که گردم از بخت زدم

مرا با شاه شاه
نغانی شیرازی

نغانی
چهارمین غزل

نغانی نظری
نغانی نظری
۱۲۵

نغانی نظری

نغانی نظری

نغانی نظری

نغانی نظری

بیک
مهم غیبی بیک کلمه
فصیحی در وی

مردم از خود سخن بسفتن خود بخند کنی
گشته عزیز تو دل آندره من در مقام
سأله از زیر ابرو رفت چو می خیز ز غما
عالم ز ماستی و ز انغان با پرست
خوبان هزار رنگ جناب و ز نو نند
دم عیسی شد در سوالی اعجاز کشید
رتبه جنس بلند است چه حاجت بقا
شربت وصل کن بر چمن از خون گلشن
در نه سب ما هر چه جز دوست است
غمهای مرده در دل بازنده کرده
ترا چه چرم که حکم خود در حسن این است
نالهای تو گرفتار آن غم زالدی است
میدر در مردم گریبان فصیحی این زمان
تا شکرگان تماشا دیده بر چه چیده بود
شید رسم دیاری شوم که بعد از مرگ
فزیب سوسنی فصیحی مخور که کعبه وصل
مسکین فصیحی دروش جان سپار و دنیا ایم
خوشش با بر نوک شکرگان سنگ گشتان دم
جان فدای جذبه حسنی که بر سر نگوم
ای سوسنی ترا ترحم در دین معصن
بیک نقطه سهو در همه روی تو نیست

۱۳۴

ج

این نه جز نیست که گوئی دفتر خند کنی
که دلش باز بازار که خرسند کنی
سختی از دل با جگر می افتد از دم جن نوز
شد عند لب خاک و جبین از نو اوست
این شیشه شکسته هنوز از دو فایست
درد و آن شمع که در خلوت سیر بر شست
به ریش نگهی گرفته کو تا هاست
به چکس را خبری از دل جانان نیست
که خود همه ذوق طلب است حر است
گویا شب فراق تو روز قیامت است
که دعدهای تو از صدیکی وفا نشود
در نه این یک مشت بر مقصود صیاد نمود
سالها دستی که در دامان ننگ نام بود
چون ترفنی گوئی این سچاره خرابی نیند
طلبیب بر سر بالین خسته می آید
بدلنوازی با پی شکسته می آید
کاش شب چراغ زندگی باز از بالین می رود
آن قدر خمیکه دل میخواست و خنجر بود
موشان نظاره ام لجان خورشید آورد
وز حال و خطت یافته تیر زمین معصن
گویا بنظر مصنف است این مصحف

والا عذرت چسان غم آن که هیچ ازین نگوید
تاگی از خون تو دل بر چنابر دارد
ملاحظت تو گواه است و شوخ من
فلک اشب کلام زرد و شام گریه

صد کعبه خلیل گوینا کن
دیرست که ازینده آمی میسید
هر چند که بی تو دیده را دوام است

روز خوش چون بر ارم با یک نیک فاکم
پنهان نتوان داشت ز صحبت روشن
ندیده قطره خون از جگر آورده
را مشد با من بعد خون جگر ترک باز
ای فدای جان من اکنون غم من میور
اوز من از بیم بدنامی گریزان کنی

بنو ز اول ابری و دشمنی بود
از شکوه امر خرد و یکدم در

خسیدانم چه بد کردم که بخود کرده ام لایم
بیست تنک غم گشت و تو آنم که بجزیم
بجز غمی جلوه گر بسا تو نیست

سوی خودم چه خوانی از من چه آرد
نشمارید و ده مجنون را

در میگرد امر و ز جام و نه شربت

دور روی کا ندین منتره امجان کبود
آن قدر جور با کن که خدا بر دارد
که با نمک بیشترند خاک آدم را
عسرت و خواب است کن که شب جام گزاف

کفاره بیکستی نیست
زین فرود غم خشک گلابی میسید
زین شهر زمین گل انگلی میسید

شور بر خیزد که نهمت برسی باسته
چندش مرگان تو در سینه غم بود
بیدرین تو دل از دیده سر آورده
دل بیک بیطاعتی بر غم زندگام را
که غم عشق تو کار من غمخوای گذشت
ز غمی برسد که این چهاره بد نام ز چند

کطیع کسرش او مالک جهانی بود
بگذارتا برون گنم از دل غم در

کمن از بزم تو بر این خشک و بر خیزم
پس از عمری من غمیده روز و صبا من

بگذار مرا تا تمنای تو میرم

بگذار تا میسرم با من چه کار دارک

آجو من طایمان خرابی است

اینها همه از محبت سبب خانه خراب است

فصل آیداد
نقص جود و وفات
کینه نفس

را بی نفس

کلمه نفس

کس

یک خان کوی
خان کوی

۱۲۷

نورانی کسان

نسخه انوشیروانی

بیت

بیت

مگر دست تو کار دیگری آید	بیشتر دست بر سینه چو چنگ
لفس که آخته مرغان درین چو چنگ بر کجا سیمبران دست بگردن گیرند در حوصله دیده یکبار نگنجد	بناله شربت عشق مست عند لیب ارنه دست بر سر زدن ماکند هیچ اثر از جلوه بیدام دمی کلین بر سینه
کزیر بر مره دارد و نگاه پنهانش خون چون من تبکسی خود قابل انکاش روز و شب گرم سینه غیر که آزار کجاست تفریح خانه مرغان گرفتار کجاست ای اجل جمعی بحال که در وقت بر دست این تیغ زهر داده کنش تفلسف	بخواب رفته ببینید چشم فاش تا حتم گرفته از قتل من منکر مشو غیر شادی و ما بر در دلهای بن نیست ما را همچین رستی ای مرغ محرم یار مستغنی فلک نامه بران طالع زبون یار بچه کرده ایم که مغفون جان ما
که هر چو شمشیر از ناله است	آن بجز می دارم امید خلاص
زگر و بادیه بوی کباب حس آید بخاک بادیه آلوده روح مجنون است افسوس که غمهای تو آسان دل رفت ز کسی گناه برسد ز کسی گناه دارد میخواری و تخم سوختنم عار نباشد این مان کار با فشرده در تکران افتاد که جانی میکند فریاد و کوه بیستون بر گر نهایم دل خود را نهی صومت که خوش این زبیریت آنکه آسان نبودم از بسکه سینه سخت بچوب نفس زدم	اکدام سوخته دل اسپرده اند بجا نه گر و بادیه ایان بطرف با من است جان رفت تنای تو با جان دل رفت سر کوش عشق گروم که بجز محبت آزاده دل از گرمی تو بگردم دیده ام را که غنی بود بصدی گنج گهر سر بر نیزه بر بالین شیرین کی خورده گردد از غم غمی صومت که دیگر محتاج ای دل بخوردن می صومت کشتاب آن بلیلم که شده دل از خط اب خون

توزین کلماتی بخوان

شدم سباع که سنگین دل در هم دیدم
وقای و صدقه همین بس که در دولت لود
ز شرم و عدّه خلافی کن کنار من
سرگرمی تو نباشد سرگرمی دیگر
من دیوانه مجنون را در ولی باید بود
بخاطر گذر اغم از روی وصل میرسم
آبی زده بر آتش او گریه معشوق
با من بودی منت نمی دانستم
رفتم چون از میان ترا دانستم
بر سر خاربی همچون ناز و دیگر میکند
نمی خواهم که بوی پیر من از نو دارید
اگر داغ که از کوی یار بر خیزد
نظر بزلت درخ و فال نیست عشق را
در دوش سری بر خیزد این خاک میکشید
سدا و مصیبتها شد بریشانی مرا
میکنی بزم امی تا صبح را خوب
جز بزرگ عشق با تو همکار چاره نیست
روی عرق فتان تو کرده همچین مرا
بچکس اگر شرح اشتیاق مانند
در قتل ناکرد می انتظار تو
نظم گفت گویای محبت در میان با

میان بلبل گل گریه کرد داغ شدم
که آن آینه سیر تکلف در انتظار من است
نیامدن ز تو و ذوق انتظار از من
بهر این بلبل شوریده چمن بسکارت
پر پروی که من نارم پر پروی و گوارو
ز بهر کینه ام کاری برست و نگار افتد
خاکستر بر سوخته پروانه به از من
یا من بودی منت نمی دانستم
تا من بودی منت نمی دانستم
تا قه لیلی گر ام و ز زمین صحرانگشت
گر نتم دیده روشن کردی و پیش خیار آید
نشسته ایم که از ناغبار خیزد
تو واقفی که سر رشته در کجا بدست
ای چنین شکاف دل و دوختی چرا
داشت عریانی نگه ز لوده و المانی مرا
صد جواب از باره کردن دل و کتوبه را
آخورد سلطان من این سنگ خار نیست
تقصیر آفتاب و گناه ستاره نیست
نامه من چون بان لال هرگز در نشد
گو تا می که بود ز غم از بود
دل از دست تو رخمی خود گفتم تو شکر

باز از منی منت
تیمانی ز تو بنمایا

صکح غنچه غنچه

نورس

۱۲۹

آقا جان ز کز زبانی
ما غناش
بهر نام غنظت

از تن سرم جدا کن و از من جدا باش
 فطرت از نامهربانهای بارم پاکت
 خلافت و عده همزای ازین تو کجاست
 بقلم کینه در دل ما دو روی ازین دارد
 خوش است آنکه شود صفت ما چنانی ما
 فقیر از سعادت همین قدر کافی است
 نقد جان در عوض بر سران قبول
 بر خاسته از دامن این مینت خیار
 عزم گدشت و نیا سود دل ز ناله بنور
 همچون سگس شیدی هیچ کافوریه است
 در ولی نیست که باید قد و زود نیست
 بی تو همچون کوه و صحرا بدیاع افتاده است
 کی سبب آن فن بحسی را یگان و بند
 از راه دیده میگذرد پارهای دل
 رحمی که آب در درگزاریم نمائند
 مردم در رشک چندینیم که جام کئی
 بهر گناه تو صد خون اگر گنم در حوس
 بجملس تو چو آبی کشیدم از حسرت
 مگر از خانه برون بود کشتد کوشش
 با که اگر کشته شدن نیست از ان می رسم
 نمی آن صبر و کسبی که بان می نازی

بمردم که در این
 کلام است

۱۵۰

آقا ابوالفضل
 قاسم خان

قاسم خان
 ملا نصرانی از
 زائرین محراب

قاسم خان

بی رحم باش جان کسی بی وفا باش
 گردلین بی وفا سنگت منی بپایه ام
 چرا شب نیایی چون نمی آبی تو دریم
 نهان چون جو بکینه چینی در حسین دارد
 و گر برای چکار است زندگانی ما
 که منفی بپوش سایه هماغذشت
 که خریدار فقیر است تو مگر خود نیست
 ای منتظران گرد و دریا بنامند
 کاروان رفت بهمان آب که امی آمد
 صبح محشر هم دم مید خون منی آبید است
 اخرا من مصعب ما بتدل آمد بیرون
 خانه چشتر چراغان بچراغ افتاده است
 سیدی است آن ذوق که میویند ز جان و
 مانند برگ گل که آب روان و بیند
 دیگر دل در دماغ و فادایم نمائند
 لب بر لبش گذارد و قالب تنی کند
 زمانه با همه خصمی گواه من باشد
 بران شدی که نگاه می کنی جیما گدشت
 هیچ ذوقم ز نگاه می درو دیوار نبود
 که هنوزم نفسی باشد و قابل برود
 بنمایم بنو چون او دوسه منزل برود

بنا خوش گشت جان من بسی ماری میخیزم
واقع فرزند می کند زنده زدیگر را هیز
سخن گشت مران جو بیاران دیده
گردست بمن زنده میخیزد اشک
اجزای من چو لاله گران هم جدا شود
قدسی ز چاک پرین گل صبر بزم
شیدا ام که از ذوق کد این طبع او فرم
ماند بگویی که دعایست بران نقش

انالام چون دیده در طفلی پر
نام رقیب بر لب جانان من گزشت
نشد در زندگی چون از وقوع خار خاکی
نخضر عمر فرزندت عشق باران را
باز دامان خود آن مرده با لارده آ
چون باد خواهم از سر این خاکدان گزشت
پریر خنی بشک خنده قتل مردم کرد
بود همیشه جان منم تو بکنه کشی
دلهای پرشته شده فرس جرم او
خم خاک هی سر ز پایی
ماران بودی که کار آید ازو
چندان گریر که کوهها گل کرد
نموسی ام در غمی بختی نشوم

که نگذار کسی با من ترا در قیامت
سنگ آنگیزد مجنون در بل صحرای
زین غم شده چون سین با ران دیده
مانند در خشمهای باران دیده
هر جزو ازین باغی در کتبنا شود
کان هم چو انصیب گیایان باشد
بان برود امیسانم که از نقد چراغانی
در خانه مانیت بهر نام خدا هیچ
گفت این با باغانی میشود

واقف نشد کسی که چو بر جان من گزشت
چه حال بعدم که گریه می برین
اگر ز عمر شمارند روزی بستان را
کس بنام من گزشت تنم از دست
ای کج می دوستیست که توان از آن کن
چو گفتش که در ایام بکش بسم کرد
دیج تنگیشی مرا من چه گناه کرده ام
ای شک و ان شو که نشود قدیم

غریب افتاد هر عضو هم بجا
جز تا که در دومی هزار آید ازو
نی وید و ناله های آید ازو
مجنون خوش بوسن لبی نشوم

تقدیمی زیدی
نرسی زیدی
نیلان یک
ماجرای جادو
غنی بیک
مستازت زیدی
کمال اسمعیل
۱۵۱
بکی
۱۵۱

کمانی بنیاد
کمانی بنیاد
بوی طالب کیم

بمیل

کیم

میان نام

۱۵۴

میکشود

میکشود

میکشود

میکشود

میکشود

میکشود

میکشود

میکشود

میکشود

میکشود

آزروه چنانم که اگر در جوان
خون آن کج چون می بودم از جزوت نام
چون مرادشمن خود می شمری می گویند
لا در غمت از غفان مل و گل بی خبر
از بهمان بزم که جویم گری آه داشت
هستم هست سنا بختم اگر کو به است
روزیکه سر کو تو ام منزل بود
الکون هر منزه نتوان میگویم

بیکس فرصت صد گره در خاطر
آنچه من دیدم ز تو من هم جدا گشت
میت از جاوه ز تمدان تان آسمت با
یک ناله ستانه ز جای نشنیدیم
با که رنگ نیست که مستم گرفته اند
هر چند کسیر کردم جامی چو دل ندیم
پای بر دیده هنوز از مفره ام باک در
بوی تو با نسیم بهار آشناتند
بکس ز محفل آن نصیب برده اند

سر دیوانگی سلامت باد
چشم شکوه گرامی ز غیر نیست مرا
وقت نشن دهن قان است آرد
بیداد گری بچیزت بر دینم

گرد برادر من مثل نشوم
بنوعی منفعل بودی که سزاوار میگردد
که کسی این بره غافل شود از دشمن خویش
استار جمی نکرد اما دل بیکانه سخت
باید رفت که برادران جا باشد
پشت پایم رسد دست بدینازند
صحرای آری چشم گل بود
خونای پاولین که دیدی دل بود

دای گر گری نیاید بدو گاری دل
میخندد دل گران با خابیر و ن سکینم
غیر آبی که رحمت برمان میگردد
دیران شود آن شهر که سخنان ندارد
دا عم ازین که شیشه ز دست گرفته اند
با که جهان که درت بدان خرابه است
ناکه در پانزده خاک چو من خاک شود
گله شگفت بند قبا می تو داشتند
من نیز بی نصیب نیم رشک میبرم

رازار مارا چو رده پوشی آرد
بر آنچه دیده ام از چشم خورشیدیم
آخر عمر آرزوی دل نیست آرد مرا
بگرفته حریفی رگ جانم که توان گفت

تو تیانند سر فراوز بیمبری سپهر
آن روز خوش کجاست که از جرم ما
دیشب ز سر صدق و صفای دل
جایم بمن آورد که بتان در پیش
خوشا مصیبت یعقوب ای سرچین
خوبان کنشند از کف ماطره چرخ
شادی در دل و زود درون و زود ادا
کسی که پیش تو میرد چرا غمش بشد
در آتش غم خمره زنگ نشانم
بمن هر زبان تیغ کین میناید
بزرگان گردی ز کوی دوست بر میگردد
گفتش سالها خاک رست
بجز کون از خوشش دشنام کسان را
از صد سخن بکنده یکی گوش میکند
بجز آنکه جان گدازی تو نیست هیچ مضموم
بیر از تو تاب حسرت ننهد و چشم انگبارت
دم آخرت دشمن بخش گذار یکدم
ساز و خوش تا من حسرت فزوده را
کوفری چه عده این جا بلان اندوز را
تو تباری بی میلی تقاضای بارو
از ناکم هر دم اظهار پیشمانی کند

همچنان تک ملامت بر سرش میارود
جلاد دست و شمع میانم گرفته بود
در میکده آن روح خزای دل من
گفتم سوزم گفت برای دل من
که چشم دارم و سامان یک نگاه دارم
تا سلسله ما تو نشنا گسلد از هم
کاین خلوت عشق است کسی باز ندارد
که چون تو سر و قدی تنگ نامش باشد
کس قطره این بچکاند بد با هم
مرامیکند اینچنین مینماید
تا که ام افاده آسنا خاک بر سر میکند
سوده ام روی خویش گفت سوز
این تحفه لعل بر عا کوی تو دارد
آن هر کفتمه ام که فراموش میکند
برو ای غم از دل من که ترا هم فرودم
یکی برو زمین گردی یکی برو در کار من
که بعد از حسرت بهتر میگذازم او را
گوید شنوده ام سخن هشمنوده را
تا بشغل انتظاشش بگذرازم ز را
تغافل که از صد نگاه حسرت نیست
این سخن بگره بکنین دل زان تا بگست

لطیفه
ساز
ساز
لطیفه بازی
بانی نیراز
۱۵۳
مجلس
سومین
موسی
بزم
بزم اول
بزمی
بزمی

<p>دانسته که از تو دلم را اگر نیست</p>	<p>بسیار بیلا حفظه در جهت لکر</p>
<p>بیخودیهایی در پیش تو نشنیده و کند دل طبل از صدق چند اینک بدارم کند نه زدم وصل تو بی خست بسیار بر خیزد</p>	<p>میرم از شوق بسوی تو نیامیم که میباد سخت اگر در خواب یکدم بدمم ایرم کند چایس شکل زین کن که تیر گشته بجز</p>
<p>اسودگی که در دهن دیده با ما با عتقاد و فنا آجاها کند</p>	<p>در خواب ندیده بودی میله خرابان بر آرزودن با صد حیف کند</p>
<p>کز خاک تشنگان گذرمی سرگران بنوز</p>	<p>دانسته که عشق تو با جان من میسر</p>
<p>کس با تو توی حیرت نشیند</p>	<p>تو در زدی تمام میله</p>
<p>هر چند یافتمی که دل زده میروم سوال از مدعای من کند تا زود خبرم چون بر خود عتقاد تمام میباشم گر از امید واری خوشیت خبر کنم روی حسرت بقفا میکنم و میگیم که باشد عیب پیش غمزه نسیم لاله دان تو هم داشته باشی از کمان خط است از وفا نیست که بر تربت نامیگرند کز شرم آن نگاه ببردم نمیکند که سویم کورده چشمی در شامی سخن دار که در حرکت نشیننده محمل باشد بدست و یا پیش انتم هر درخواه گناه خود نخستین فزین خوشتر آن که با دمی آید</p>	<p>بیر حسرت اجازت یک مرد می نداد پس از عمر که پیشین بعد تقریب پیش ظاهر کرده ام بودار است که بنوز ترسم ز بیوفائی خود منفعل شوم میروم از سر کوی تو دلی در هر کلام نباشد چاره در آرزویش غیر جان دان اگر نمانده می آیم بهر دست و شاکه زن میل داری که بمنزله جهانی بهوس انگنده ام تر از بانها و خوشم لم بهانور میان با غیر چون قتل من دار رفتن با قدگی جانبی همچون نیگوست بجز می کاش پیش منم که درم که بر ست چو غافل از اجل صدی سوی میاید آید</p>

توجه کن

ز رفتن تو من از بندش بی نصیبم
 خوش آن ساعت که خندان پیش آن سپهرین
 بمن چندان گناه از بدگمانی میکند
 نخواهم ز پنهان شغل و داعی بر کعبه برو
 چرا سپه و ده شادی در دل من خایه میسازد
 ز صد که زیدم آن خرابی که ز شمشیرم
 بر لبش شوق را نامم که از بهر علاج او
 فغان از میسون در ماستم فریادمی آید
 بسیار حدیگند و گر کسی مجلس
 زین رخنه گاه و گاه درون منیدی غمی
 آن قدر خاک که باید بر از دست تو کرد
 کس نمیداند که خواهد در کجا مردن
 بمنور از خاک کوی او قبار که گفتن بازم
 ز بهر جا بگذرد تا بوقت من فریاد بر خیزد
 بی دست یکدور و ز صبرم که از فراز
 که فلک کی صبح و دم بر گن آن باشد
 من هر گدایم و دو جهان اگر بمن
 بکام دل نیدم که نفس در دست عمر
 ز کوشش میکندم خوار با چشم است آنجا
 در غمت رفته عمری که کعبت بود مرا
 ترک خونریزی که باشد قتل مردم کشید او

سفر تو کردی من در وطن غریبم
 تو باشی بر سر بالین من گمان من مبرم
 که من بزم در گمان افتاده بگذارم که کلام
 این بزم دل منست که با من بگذارند
 همین در مسل غمی آید و در پاره میسازد
 الهی کاروان عشق جانی با رخساید
 مسیح ابر بر بالین بود دیار می آید
 زبید او جدائی سنگ در فریاد می آید
 دل سوخته در پس دیوار نباشد
 ای بهترین شکاف دلم و خوی چرا
 چکنم آه که در دامن این صحرانیت
 بنده میدانم که خواهم در تپای تو مرد
 بهشت آن بگره بر من جلوه را بسیار
 که آه این مرد و کلین می رود سخت اندواز
 چون شاخ نو بریده نذارم خیمه هنوز
 شام هر درن میروم چون آفتاب استور
 بنشیند غمهای من بگدای می دگر دم
 گنجان چشمیکه دارم بر نگاه او پس در دم
 بجز آنکه تقریبی باشد از بهشت آنجا
 صرف درد و ختر جانک بر گیاه است
 پیش ما افتاده مضمت منست سر پیش او

بالمجلسه
 چنگیز
 مانتا
 داشتند
 کس که این

منست
 کس که این

با که از شوق محبت نیست می ترسم که باز
 چون زخم غم زخم دلم بخیر گیر نیست
 آن طایر کجوی غم منم که درین با
 خزان رسید کسی شتای میز نشد
 گیرم که ز قفس آزاد کنندم
 درین بهار علاج جنون من نکند
 یارب آن کس که در تیغ را آبی داد
 میا از خازیر و در کج جان بیت اختر نشد
 سپهر از جان با بجاگان یارب چه بخواید
 حسن سحر عشق را نامم که از کفان مهر
 مرا بوقت گل از باغ و قفس کردند
 آنکه در چشمم تو جادوست بر صلت رسید
 ز شوق سیر طار آن قدر دوستیم
 زبانمان نگاهم گفتگوی ناز میدتم
 دلم در دام مرغان قیامت افتد وارد
 منم منم منم منم منم منم منم
 اقبال حسن کار تو از پیش میسر
 بگوش پینه نهم از صدای خنده گل
 زاده بگردم ترا چو مانت ناسد
 گفتی که کنه مکن پند زین من
 چیزیکه خاطر می شکافد جهان بهشت

بهم شمع کشته باید زندگی از سر گرفت
 برگ گلست سینه عاشق حریت
 امیدیکه داشتن اینچ کسم نیست
 بهار به جوغبان ازین دیار گذشت
 که وقت پای که تو اتم بچمن رفت
 که وقت سیر گلستان وقت زنجیرت
 رحمت تشنگی روز قیامت نکشد
 نمیخواهم ترا بند کسی که چشم من باشد
 که هر روز آفتابی بر سر دیواری آرد
 میشود خوابی در بهشت شبنم میزند
 بگلشتم منم سعید تا بهار شود
 عاشق از نظر افاده ندانم که چه کرد
 که در پای گلی بنشینم و فارغی دن آرم
 از یک جنبیدن منم کان بکله صد اتم
 از آن ایام می ترسم که تنها قفس باشم
 اگر آزاد کندم قفس تهم
 ورز صلاح کار زمانه است که بصیرت
 دماغ ناله لیل درین بهار کجاست
 بیگانه ترا چو شمشاد
 این را کبسی گو که ترا نشاد
 می زبان حرام شد که دلی نشاد است

در این
 در این
 در این

ای گل آن زکوداری اگر زین با
 جیست مانع بهر قلم تیغ بیدار ترا
 طی شد بهار عمر و غم دیر ساله ماند
 مار داغ گلشن و باغی نمانده است
 صدمه دیدی ملک بچار سر کن شکوه
 غرض این بود که از ذوق بیمه مودت
 ازین بوعده و مسلم امید دارند
 نذارم قوت رفتن در آن کویخت آتم کو
 سزوی چشم او شدت گشتن غم خوگون
 هرزه گرد باغ چون بلبل نیم پروانه ام
 بشاک من نظری انداز آن سوزخامان
 امروز صبا گردیده یار نذار و
 مدتی شده که دل از غیر تو پر دافتم
 باجرات من جو صبا بید روی کرد
 بر قلب جدائی زده بودم خود را
 در آتش غم سوختم و یار ندانست
 چنانچه سایه بشود محو در میان و شمع
 آن قدر صبح وصال تو نگردیده سفید
 طغیلت کار بدول مانگ میکند
 در سینه دلم گم شده تهمت بکنندم
 من کبر استم بچو تو می داد کنسم
 فریاد

میدوم کز قفسه بلبل آواز کنسم
 از تو شیرین تر که خواجگشت فریاد ترا
 چون داغ لاله در دیم در پیاله ماند
 ای بوی گل برو که داغی نمانده است
 نیستی شرمند و لطفی زبان تلالت
 این ستمیده سزاوار پیام تو بنود
 که بچو چو کرد دست اشکال کند
 که گوید ناتوانی در شتم و در این پیش آمد
 که سحر می بخون غلطی از شک آب من
 میبوانم کرد پروانه زیکس باشد مرا
 زگر و سمر با لایم ندانم ترکان را
 گویا که بران را بگذر چشم منی صحت
 که قدم بچو کنی گوشه تنائی هست
 گلزار شکیب روی در زردی کرد
 دل بیکری و صبر نام روی کرد
 حاشا که محبت از می داشته باشد
 ز جباروم چو آبینه رو برود گرد و
 که کسی بنیبه داغ شب سحر ان سازد
 خود حرف مصلح گوید و خود جناب میکند
 غیر از تو درین خانه کسی راو ندارد
 که کند حرف مرا گوش که فریاد کنسم

۱۲۰۹
نارانی شکر می

کیمت می

آقا کاظم موت

۱۵۷

تاریخ

گوید و بجان که من خبر بگویم
سخت جانم خوار و دیوار

تن چیت عم و در دلمارا بهی
القصد بقصد جان من بیه صفت
خوی بد با باعث آسودگی است
بخود از زفره مرغ گرفتار شدم
بر رویم از نفس در فیضی توان کشود
بعد ازین بیگانی باشد بخوبان عیارم
خسرت یکم آبی در گرازیغ تو داشت
در حارم روز و شب با آنکه صبا بشتم
آن را که در روز باری کسب همه بود
عیش با بر روز سنگ محسب کیشود
کردی یادلم از حسره جانانه جدا
برق در جان بود اداری فالوس افتد

نظر تا مزارین خاک نیست ترا

زمانه حالت بیماری اجل دارو
دلم فشرده آن پنجه بنگارین است
بیگانه وار میگیزی از سواد چشم
در کشادگره خلق مکن کویست
ز دست برودلم با صفای سعاده
بان منت بی قتل من آن مغرور می آید

تاس من بهانه نیاید بر کوی او
هر بصرش سری هم گشت نظر

دلان حیت درون بینه سوسی واقف
مرگ از طرفی و زندگی از طرفی
ز بخیر در خانه تو روانه جنون است
دیگری یا تو میکرد من از کار شدم
من هم از ایشان با میدی پریده ام
آشنائی می شود سزده نظاره ام
بر لب نقشه هر زخم که انگشت زدوم
خشک لب چون ساحل هر خیزد و ریاشتم
دست پر آید صدف چرخ برود
شیشه تا چون عنب که بشکندی میشود
دست مشاطه آتی شود از آشنانه جدا
تا کجا شمع جدا سوزد و روانه جدا

و باغ خواندن خط غبار نیست ا

که ام روز که بدتر ز روز اول نیست
منشی که بدل از منی زندان است
ای تو ز دیده حجب وطن در دل تو نیست
همچو ناخن اگر از دست تو برمی آید
گواه عاشق صادق در آستین باشد
که پنداری طبعی بر سر بخور می آید

فکر کند زلف ز کمال کلام

از غم

بانی
لا اله الا الله
محمدی صلی الله علیه و آله
بانی که در این دنیا
موجود است

بانی که در این دنیا
موجود است

<p>چون کاین بخت سدگر بر سر کنم هرگز نشد که نعل بجای دیگر کنم</p>	<p>من چون قلم سخن بزبان دیگر کنم این خوری که بر سر کوی تو میکشم</p>
<p>که همان عزیزت من جان بدم چو اشک دیده بباید دیدن</p>	<p>ز دل نگیم نفع از علم او بیان توان کبوی اور میدان</p>
<p>بقیامت روم حجت باید از تو رسیدن این قصه را بچند روایت شنیده ام گو آینه برگیر و جواب گلشن تو تیر بر سر بام آ که خوش تماشایت</p>	<p>شنیدم گفته که جان ما مخلص چه خواهد که شک عشق و گناه شکایت شنیده ام آن مرده که ز بیطاعتی من گل دارد بجرم عشق تو ام میکشد غوغایت</p>
<p>اگر کسی ترا گفته که باهنشینه خانه باید مرا رنگ که بیدر باشد</p>	<p>امید که هرگز بدل خوش نشیند چون شراب از ناله ملذت تهنائی را</p>
<p>دعوی آزادی سر و چین رانده ایم دستی که بی بیاله بود شاخ بی گل</p>	<p>مانند ایم گو یا اگر فاران کیت بی جام باوه میر گلستان تمامیت</p>
<p>ای بی نخور و در گرازی چه جادلم ویران باش از تو نبای شود بلند هر که یکبار گفتست و در میگردد فراوان میکنم که مرا آب می برد نال خود کارا گرسنه آرد اما بگرد و من صحرائی رسد دل بی صبر بی تو ایست بر سر من بانی که توانست واکرد</p>	<p>تا گفته است که رشته میخایه بزم معارف و مشو که کنی خانه خرا بتر از زمان گدائی ز ریاضت در گریه ناله که کبوی تو میکشم گریه دیگر چه سیه تو اند کرد گلشن اگر چه صیقل آینه دست آنکه با وصل هم نمی سازد بل نلفغان من پیشی عمر خورا</p>
<p>این موقع را اگر قصه خرقه رسم ما</p>	<p>در جهان از اصل کار با کسی نگاه میکش</p>

بسیار است
یک معنی
سلطان
کلیه است
بسیار

۱۵۹

تو تیر بر سر بام
دستی که بی بیاله بود شاخ بی گل

بیرانی سلطان
بسیار معصوم
تو تیر بر سر بام

تو تیر بر سر بام
بسیار معصوم
تو تیر بر سر بام

حسن رقیه تماشای تو نگین مرا
 روز دل نگه بی نظاره گل شب خراب
 کار کبر کس نیست جاد او تن چون گل
 مخلص آن است خناب دست دیگر
 میفرودند بر عالم گنجه
 بنی تو یوسف مگر معیوب تنها نیست
 تازه از شهری بفنارت گفته دل میگرد
 از سر نو با زبردل عشق زور آورده است
 نباید غافل از احوال مخلص بود این
 میان تبه از زمان ترک کار انگین ما
 بند و بست هر کجایان اینجا لازم است
 برست غیر چه و امان او نظاره کنم
 از آن بر خطه در بسیکتم سر گلستان
 قیامت بر سرم آورده از شیون تن می
 کاش بخت و طالع رنگ خناب بودی مرا
 بهر من دارا الامان بهترند از زمان بود
 نشستم حاجت چون آفتاب ز بزه گناه
 اگر این بار در کینه چمن با من دلش موند
 بگیر و باطن اهل صفات ز نظر باز
 بجای تنگ طفلان پاره نای شب بیدار
 چشم چشم چو افتاد گرفتاری است

کرد و رخسار بدین نظر بند مرا
 خانه دیوار سازان چمن با حجاب
 بعد ازین می تیره بر سر گنجان
 بره بر خون که برودت است
 چشم بدور میوز از زمان است
 بچو کفان شهر معسومی خراب فدا ده
 تا جرد در دم متاع حکیم را در با نیست
 بد کس نه بگامه سازی بشور آورده است
 که چون فصل گل آید این جوان دیوانه میگردد
 شناخته مخفی بی موی که پیدا کرد
 کاروان بومی مصر خناب میگرد
 بغیر ازین که گریبان درم چه چاره کنم
 که این رعنا جوان بسیار میباید
 تو خواهی بعد ازین دماغ بون من می
 تا بکام دل تریای تو جا بودی مرا
 دماغ مجنون آنه شد از دیدن محرم را
 سیه کردید این یک چشم پوشی روی دنیا را
 گل خواجه گرفت ای بیلان از شانی را
 تهر نیست اگر کرد دل آینه صورت
 چون مظهر میزاد یوازه نازل طبیعت را
 حلقه بر حلقه چو افتاد و گرفتاری است

مخلص آن است خناب دست دیگر

۱۶۰

بجز از غنچه خناب

<p>رو قافی و کار من زار مست</p>	<p>چون عکس دیدار توام زنده بخار</p>
<p>یک سنگ آهست که لوح فرامیت خبرش نیست که در صخره ایست از برای داغ دل آتش ز طور آورده است ناپشیمانی چو شیرین را بشور آورده است بر سر نازش نیاز با زور آورده است بنجاک و خون طعم و گوئی از برایست که این تبیست که خفص من توانست لو تو قافی که چه از نایده عامیست آفتد کاهیده ام کز کناری نایده است ببرگ من تو اگر نشا دیشوی چه غمست بهر جانی نتوان ناز میجا برداشت اگر حرفی برسد باز دل ز فتر بردان که تا سازنده و ناخشنو بجز تبار می ناله آخر این مرده همانست که بیار تو بود برابر میکنی با خنجر که بوسی دهن دارد گر چه خونم چون سحابت سرخ در منگی بود ترا بفرش من چون در گفتم این جهان بود عمرشش برای ناله دیگر وفا نکرد که گل زخم سرم بوسی سخامی آید شهره دار و که درین خانه پری میباشند</p>	<p>جان داده اند بیکه غیر جان درین بیار عشق میگفت درم خصمت ایست تاج جنس دروازه دور آورده است در و محرومی اثر دارد که مرگ کو کن کی بمعشوقی سر آن شوخ می آید فرو نهر بر عرقای دمی که من از شوق مکن باین جنگی ای قیب و عوجی شت خدا کرده بر بمن زبت کند در یاد آفتابی رفتند اغوشم ازین غم چون اگر چه بر دل و جانم چه آیت مست حیث در دمی که خود نشانی ما و بار است بازگ غمچه گر اندک نیسی باز میگردد با ضعیف ما نشاندتهای بس که تو در شورم نفس منظره جز بگویت گذر و چشم پیش دیانی را که تقدیرش آید ز غمگشسته بسیکس بر جامه ز میان قتل من نماند مکشست مبارز این مگ با من گران داغ زنگ فرصتی که چون شنید شب نماند که بفرغم بر پای زده است چه تو بر دیده ما کس نگذارد قدمی</p>

۱۶۱

گفتم روم ز کوشش گردی صفت مانع
 نوبهار آمد مرا ز پیغمبر گلشن کسیند
 برار تیغ که گزاشته تو بهیچو منی ست
 می طبلد چنبد که می سازد ز عشقم بی باغ
 آنچه من در نیستم بهنگامه بر با میشو
 انبساط غنچه مخفی نیست که فیض صباست
 بی همین تنها زانم کامرانی میکند
 بسکه این نازک نهالان تا تو انم کرده اند
 که در گلین تر خط سبز تو خیار ترا
 نیست خاک یکسایان منت شمع چو بلخ
 و فای حیایم آرزو دار و در جفاکاری
 چشم بر گاه که بر رو تو در میگرد
 ز صد جا جاک ساز و جامه انداختن خود
 تو ای صبح قیامت صابم پیشی و بیستم
 صدای لعل کلگون اگر بشنود مظهر
 کجا صفهای شمعگان آردون دیده جاب شد
 نه چون دوست نامبرم چون شکر بای میگرد
 سبایی گران من بر آید در خرامین
 مرا بیکمانگی از خلق با حق آشنان کرده
 ز بس تاراج کردی ملک دل او نمی آید
 دل او را بر جرم آورد آخرتالار ز نام

۱۶۲

لغزیده بود با هم بری مصای من شد
 دوستان امسال تو بر م بطور من کیند
 چه ممکن است که در عشرت ادخواه شود
 دل بهشت همدار بر من چه نم میکند
 که خدایین ست می بینی که خونها میشود
 دل بجز دستان می اجاب که میشود
 در دهم از پهلوی مازندگانی میکند
 بر تن زارم سبک روحی گرانی میکند
 گلشن بقصویر را موها غیبانی میکند
 خاد بر گوهر غریبان گل فشان می کند
 که چون رحم خدا بر منی او متصل باشد
 دست فرادار دست عاقد
 چو آن صهبای بر زور که در میانی بخند
 خدا حافظ کسائی ز اگر ما بش آید باشد
 جدید رون اگر در قیام آید چون شکر باشد
 نهی از بود ریاهم خانها بل صفها باشد
 سرت گردم همان بهتر که دشمن من نباشد
 هزاران فتنه خواهد آید و آید از می سازد
 بطبع من کس که ساختن بسیار آید
 که این ویرانه گاهی بعد ازین معوی شود
 بلی عجز عشق است اینک زاری دور می شود

از گس از تربت من بسته و خوبان گویند
 بهر اندک وصل چسبند و نمی گرد خستیار
 اگر فزایات از بهر آن کلف گره گیرم
 از دو راه گزینم تا بدرفت آزار و لم
 بزین من در چین اسال ایان خنثیت
 صفای جامه اش مشاطه حسن گویا باشد
 وسعت مشرب چه دنیا می آبی بود است
 دل چشتم ز مائل بخون استم و دیدم
 باندازی سر پای می بر چشتم زار من
 از نقش پای با چسبند خیار من
 حرفی ساخت نام برم از زبان بایر
 میتوان بست بچندین نقش بقصومین
 یاد آن دزون که مظهر بر مرتب کشی
 یقینم شد که از سوز درون من خردار
 اگر یکدم از وغافل شوم خواب بریدار
 سر آن غور گزدم گویی چو لطف بان
 چو نگاه حسرتم دیدم بزبان تیغ بود
 خوشا زدی که از انداز و ناز خود خبر گری
 چون خود همی پیدا کنی باریست کس
 او دل کفتم قنافل گویاری ای بین
 دی بوسلم و عاده و او بر شبنم افتاد

خاک گردیده و چشمش مگر است هنوز
 داغ دارد ز قیاحت نمی پیدانه ام
 بموی بسته است این زندگانی بچو قصه بود
 دلدهی باشد علاج من که پیر و لم
 بوی گل تندست میترسم بشور کید و لم
 که چین و من او شانه موی مگر باشد
 چون فلک در گردش ساغر جهانی یاقم
 باینها خون خود را دیده و دانسته بخفیم
 که با صدیاس چندین امید افتاد کار
 آخر کجای گرفت محبت فرار من
 ششش نباید از دل امید وار من
 تیغ در دستی و در دست دیگر بچین من
 سینه میسودی و سنگین جگر بیکدی
 که با بینه ام چون میگزازی و در بردار
 که خوابم را چه محل نیست غیاز قطع بعیر
 سر بازی می آورسی که کج بود حال دار
 مرغی ن گرفته را گفت که چه خیال دار
 منی بر سینه ام بایی دوستی بر کم دار
 کند جا در دل شب تو چون بچرخ سو
 گریه کردم خنده ز دلی اعتباری ای بین
 نامیدی را از امید واری ای بین

۱۶۳

بهر کس

باید که در این
کتاب که در این
کتاب که در این

باید که در این

باید که در این

باید که در این

باید که در این

باید که در این

باید که در این

صبر کردم که کشید و شور سر کردم رسید
از تو نتواند بیدن کس ناسانی مرا
از میدی بر قببان در میدی از نا
تاکی ایدیل فکر در بر میدوی هر گس
بجو اچیم ز جگر در مرگ میزند
قدر وفا می من چون از گذشتیم
ولی دارم خراب از انقضا چشم پیکار
یاران همه پر خون که مبار دار و از بزم

بیا عشق را ز ما و او چه فایده

میرفت و عالمی محرابش نهی کسی
من سیرم آه و عده فدا چه سیر
چه لازمست که بنام قتل من باشی
پس از گل گرو و بلبل گلشن جای ندارد
شکلی قاصد در نامه بار از فضل بیرون
نهاده لب من دست بهر خاموشی
نی ز بهر آمدن پرسی ه ویرانه ام
بسکه پیکان ترا جذب کند حضور حضور
من میگویم نصیب می بجان شود
غباری کشیدند از روان زمین کن
گر در دکنه پای تو ای حور زواد
این درد من مست بر منش رحم آمد

شکوه کردم ز بخشید ساز گاری با سبب
گر نمیداند کس آخر تو میدانی مرا
ما چه گفتیم چه کردیم و چه دیدی از نا
از برای خود چه کردی که برای من گس
این نیست آن شبیکه با فسانه بگذرد
چندان جفا کند که خود از خود خجل شود
بمه از جوری ترسند من از لطف بسیار
جمعی بسره که کی از انجمن آتی

دارد لب تو فایده اما چه فایده

شکوه بل فرود که تاب نماند شمت
فردای ناتوان تو فردای دیگرست
زمانه و سبهری و روزگاری هست
بان چشمیکه گل مدیست خواند خزان بد
که پنداری کشد از سینه خود استخوانی را
وگر بروی خود آن دست از جفا کند
به آن پرسی که در دیگر بار از آن ه گندی
تیر بر دل ندوی و از همه جا خون آمد
آنچه با ما در دلش باشد نصیبش آن شود
بود با وصبار است می زمین برین
از در دمان که هرگزت در در مباب
از بهر شفاعت تم جای تو فواد

۱۶۴

مردان نظیرین شکر

کردم ز شکوه منع دل ناز خویش را
 جرم من است پیش تو که قدر من کم است
 شرم می آید ز قاصد طفل محبوب مرا
 بی سبب گروادی آزار عمل از من مباد
 همین بس شاه پهلوی خلیفه پهلای شایگان
 دعا کنیدی بوقت شهادت مرا
 ز فرق تا قدمش هر جا که می نگرم
 نیست لذت ز نظر بازی زبیکرد
 شکر که ز غم مردم و پیشش گشته شکر
 خون ترا چه قدر نظیری خموش باش
 پاییم پیش از سر این کونسیه
 یا ما ز غم دوست و نظیری بخود آید
 زبان طعنه ناکوتر از بریدن است
 آرسو نمودگر نه تو صد بار در دم
 قاصد جلگه سوخت چه پیام و چنانند
 بیند چه کسی سوی تو گیرم سزانش
 چنان کرد در ویدای ابله تمام از او
 ناظر زبان بخرد اگر بنده تو شد
 جای محبت همان این جانم خنبد
 بر برون فلک ده نار میکند
 در خانقاه وحدت که مخالفت است

انداختم بر دوزخ جا کار خویش را
 خنکرده ام پسند خریدار خویش را
 بر سر ز اش بیند ازید مکتوب مرا
 کرده ام خاطر نشان خویش صفت قصیر را
 که عذر از جانب پرست بود جرم زینهارا
 اگر این می مست که در بای آسمان آید است
 که شمه امن دل میکند که جای نجات
 خنده زیر لب و گریه پنهانی نیست
 حال ام چند میگفتم دولت با درشت
 این بس که دعوی از طرف قائلان نیست
 یاران خبر دهید که این جلوه گاه است
 بیچاره دل که یکپکش عیاره ساز است
 علاج شکوه مارا بجز نشینان نیست
 رفتی و آمدی کسی را نبردند
 دل بود همان خوش که با مید خرد
 تا ذوق تماشا می تو ذوق من نگار
 نشان از بیلان بر نهان گمنام
 خود را فرو خفتن به بودیست خریدت
 آه ازین خانه آباد که پر و پران است
 در مانده و محاکم حال که وارد
 چون سارجه کبریا از صدها بر باد

۱۶۵

تانی

ناتوانی

خانہ دور تر از خانه سغنا بخشد که از دوش اگر صوبه بگریزم و گریزم نکلی کند با کس مده خواهد ندارد	دل به نزدیکی خلقم کشد کاش مرا مرا شمنده دار و مهربانهای بسیار اقبال ببینید که آن دشمن جانها
بیاباکی من بین که گرفتیم هر پیش سرا که گشت به نزدیکی منزل ما را که قطع آن ره از ابل مپروانه می آید طالع مگر که فضل میرا مد کلید من نه من شناختم در انا و شناخت مرا عجب گوی که آواز نشیند و جگر است	شوخی که رود فتنه بفرمان بخشش بر دمارا همس خام زره در پیس سهی از کوچه شیمست تا کوخی فناروشن شد بسته از زبان هر گفت و شنید من ز بس که حسن فرود و خوش که خست مرا صدای سنگ که ترشیم میخورد
آرزو خوبست لیکن بقدر ناخوبست ما را تو صد حساب با نیست	سخت می رسم که من بسیار میخیزم ترا مراقب و ما بهتاب با نیست
هر که با عشق است آسنا بدگمانی لازمست یک شب جبر و صد شب خونست گفته آید کس اعتبار کند	باید از چشم مردم با سبانی لازمست شب بجهت سب دگرگونست آن قدر جو رکن که گریجایی
این چند فتنه اند که دیدک زمانه اند تا که بنیاد و فاعمش فدا داری نکرد با این همه در کجای از خوانخت فریاد بر آمد که کسی دل نکسی بود محمور بود و است که ویرانه کرده اند غمی که گفته باشد گفته باشد مرحوبه بینید و کار را نگریه	زلت است و چشمه بار و در خسارتی بعد مگر کم این قدر دانم که خوابی که حین جدا ز اول ما را بریز خاک کنید دل بدومی و مانا که بگردیم و زهر سو باور نمی شود که گهی این دل خراب دلی که نشیند مودی غنچه باشد من و فاد و جفا کند با ما

باز این است که می بینی

بسیار ناخوبی

ماداره ایم دل ازا اگر چه
 دلبر و دل شکن و فتنه و خونخوار دوست
 فی ترا من شیخ فی سر و چین نمیده لم
 بر چند که در یکت ایم
 یارب سر کوچه که باشد
 تو خود بگوی و گرد من کرا گیرم
 بر عده تو دل خسته نشاد نتوان کرد
 خاکه سیننه که طرح ازال اندخته اند
 ز بزم بر لب آمد جان بوسلم میوه مد
 کس از این بزم روز غم ز سایه در پهلوی خود
 می ترشی خط مشکین باز روی جو ماه
 کی راز دل خود تو گفتم که این من
 امشب بتنا می روی تو راز روز
 مرا بیدینه صد و هشتاد و هشت جانان
 بهر خدا نگاه بسوی نجات کن
 بستت بدم سره چشم سیاهش
 براه عاشقی پروانه باشد ز نای من
 خنک غمزه بظلمی روی و آه کشید
 چشمت ست کرد شمن بصل طمیت
 و جلد من باوه ای منی چاکر طمیت
 خواهم که آن سینه نمیده خود را

جان وادان آسان دل را دست کل
 بشنو ای شوخ کس من جمله ترا میگویم
 کس نفه سیت آن چنگیز من نمیده م
 ماکت تنیان آن حکما میم
 این راه که در می شو ط
 مرا که چاک ز دست تو در گریا نشد
 که بر تو مهر کس اعتماد نتوان کرد
 روزی که دیده بی رفتن دل ساخته اند
 کسی را عده ده که را امید من باشد
 آن هم چو نمیدی و گردانه زمین و خوی
 ملک خوبی را بزود تیغ میداری نگاه
 چون معیان با در و دیوار بستگفته
 چشمم چو در خانه ویران شده باز است
 مسلمانان زمین هم چاک خودم در گریا بنا
 آنچه شد سیر تو شد بنده خدا
 خون کرده و در بسته نشسته نگاه
 بسوزم به یاری کوی سوز و آبرو من
 زبان بریده مگر آفرین نمیده است
 ازان کار کفری هیچ خبر نیست
 مشکری بودن دستک مسلمان مستن
 تا دل تو گوید غم در بریده خود را

این قصه در کتب

قصه های

۱۶۷

افضل نامی
در مصحح معان نامی

تجربیات

قصه ک نفلی
نوشته جنونی

بخت زمان

تاریخ مصفا

پیران

ملاحظه

نظری

ملاحظه

ملاحظه

ملاحظه

ملاحظه

۱۶۸

آسی کردستی می نهی سلک منی حال است
 چو میز در بر سرم شمشیر کین پرده نیکو دم
 با خیال گلرخی سردر کفن خواجهیم کرد
 نمرود است تا با برادر خود سازدن
 با چو در میان نرود طفل شکست
 یک دل نمانده است که دشمن بخرد
 چو با دام دو مغز امر و نافع دولت می آرد
 اگر کجای می بود و خود چشم
 گشتی دولت بنورنگ است
 بسکه جان برادر دم سلج غنیمت مییم
 گشتی مرا و گشته شد از شک عالمی
 قضا با دلبران چون با حسن و دلایبی را
 بر درون میاز خانه که ذوق امید وصل
 کاش پیوسته بود آینه پیش نظرین
 آمدی بر سر خاک من شرمنده شدم
 آه از انان افعال گزسته دشمنان
 مرز دیده که با دم زیر گنجانست
 که گزمت آرزوی بوس می میل کنار
 خوش می گاندر کعبه رحمت جان
 ای خوش آن دم که من گشته بودم
 چاک پیر این بوس بویفت که گشت تهرمت بود

ساعتی نشین کزین ذوقم دل از جلاوست
 نبودی گر خوش منظور سر بالا نیکو دم
 تا قیامت عیش و دیک پیرین خود ایم کرد
 که هزاران امیدی با منیاست
 در بر کشد بهر و کجاست با کند
 بر در او می فراق خدا از میان ترا
 که با عشق دیک پیرین جسمه پیواید
 خدا کند که خواب گشتا شود چشم
 بر لوح مزار می نویسم
 رشک بر من میبرد و کس که جلاوست
 هر خون که میسختی تو بعد خون برایت
 بقدر حسن هر یک که دوست پیواید
 بهتر ز دیدنی است که میوشی آرد
 تا نظر جانب غیاث بقصد در گش
 کین زمان از پی قربان توجان میاست
 شکوه جو بروم برین جانب ایشان رفت
 که روی دوست نمیدانم چشم بقصامت
 یک کف خون مصداق زینت باطل ارم
 در بغل گیر رحمت را و کفی بر سر کند
 اوزده یکیش شیر تماشا میگرد
 خنده بر سستی تمیز زینما میگرد

علاجی کن که درم خون نیاید	شکست زخم مال کردن صباصل
باید این کار را جل بر تو مسلم وارد	عالمی از نخی گشتی اگر انصاست
اگر فلان را میسران خراب باید	برایشان بیل نسیم باز دو گفت
اگر پندار و من بچاره میل نسیتم دارم	طیبیم سخنان از روی منت میکند چاره
راه دوی هر دوی اندیشه نژادی کن	وقت مردن چشم بختنا و آنچه شیرین بین
تا هر که بنیدم نکند میل سوی او	ای عشق خوارتر کن ازین هم کموی او
اگر روز بگذردم بچه تقریب سوی او	ناصر ملامت کند من دین خیال
چو گویمت که کن نشنوی مبارز کنی	خوش آنکه قصد دل از غمزه عشوه سازی
شرمی بدار از دل آرزوی ما	قاصد میرا بخش جانان بر روی ما
بجفا هم نیاز مود مرا	با منش تا دفا نباید کرد
جان را لب باد پرستند هم	من دل بغیرت چشم مستند هم
و صیت میکند باشد از من با خبر مشب	ز شبهای دگر دارم تنم غیر مشب
رقیبان انسانی آستین چشمم مشب	گر در من نشان مرگ ظاهر شد که می بینم
باغ نزدیکت اما طاقت پروا نیست	بیل گلشن پرستم لیکنم بر پا نیست
علاج ریخ تعاف دل دوروزه پر پرست	مرغی طفل مزاج انداختن در نه
با عمارت که با می رخت آنگیز مست	دلبری کردم کرد و میکند در وصل
میبار و از او ای نگاه نهایت	تو مگر ای و لیک بمن مهر با
هر چند ظلمت است ستم مست بود است	جایی بنور نیست بدوق و عیش
بکشوریکه در گوید کان خداوند اند	حقوق نعمت صد ساله العیال طفا
نزد دولت حسنی نزد این کار نیاید	فرماندهی کشور دل کار برنگرد
آن روز چشمم فتنه مگردمین نبود	افسانه است بودن شیرین کبود کن

نژادی
۱۶۹

دالسته
کمال الحزن بود

رسم کیست این تو بگو در کدام شهر
 و عابای سحر گویند میدارد او فرست
 می آید از شادان در بوی منست
 باینکه بر سر لطفی کنش ز منست خوشتم
 زمین عشق بر وضع جهان خوش خندان
 تلافی غم صد ساله سینه چاک میست
 هزار سال پس از مرگ میتو آنم نیست
 باین قدر از آب چشم خود دام
 یک قطره که اگر کور می شوم
 شب چو می نعلاب دو جهان میدام
 آنچه آن گشته ام از ضعف که می افتام
 تو میدی بر سید عباسی که گرسی
 از تو آسین تمام ای سخت ز من پیش یار
 می نماید که سر عهد شکستین دار
 رو انداز که گرد و بدل بنویسد
 چه پیش آمد دل را که طلبیدن باز نشیند
 بپزش چند قرب مدعی تو هم بپوش آورد
 بی عرده شب سخن آغاز نمیکرد
 از تو دردی تا اکنون دران عارض است
 بگفتم تا یکدیگر وعده را حدیست شنید
 مدعی ای که از تو قرب تو نگاه مرا

دینی آنجا

۱۷۰

دین تو منی

بیزاد از منی

دل میزند و چشمه بیابان می کشند
 اثر میدارد اما کی تشبیه جان سحر دارد
 در بسته باغ خلد بر ضوان گذاشتم
 سگ و فای خودم بنده محبت خوشتم
 معاذ الله اگر روزی بپست در کار تو
 اگر بناز کشتانی دمی گریبان را
 اگر برون بکشند از دل خندان ترا
 که قطره قطره ادا کرد و دم دیدار
 گو یا چرخ چشم این آب شست
 گر کسی با من سودا زره سودا می کرد
 خاک کوی تو باند و صبا بر سر خوش
 ارد نوید وصل تو باور نمی کنم
 میتوانم حال خود گفتن ز با تو مست
 خشمم این بار تو چون سخن ما بپوش
 تلافی مستی که تو در گمان من بست
 چو مرغی که بدام افتاد از پر واز نشیند
 حیا گردانم خاموش و غیرت خرد کن
 یک حرف نیگفت که صدناز نمیکرد
 این زمان محتاج دوران شنیدنی سی چرا
 بشوخی سر بر او دمی در رسوا شتی ارا
 یا خود را در کس کوی تو بهار مرا

اگر ایشوم شب شهید تیغ حقایق
 بدارک میشوی اکنون ولی نمی گفتیم
 تو مهربان نشدی در زمان آخر در اول بود
 هست زده ام که در بیخ و دگر می کاش
 سون نگذشت که درستی بهر زلف خوش
 تنهایی تو ترک دو جهان کرد ولی
 گریه من قاصد و مژده دیدار بدشت
 رقیب مانع قلبه میشوی بگذار
 دل که هر دم ز رخسار صد بوی منتظ
 چون بدو نیک بر من خرم من بچند
 صد شین غصه در بگو و از دلم هنوز
 خرمند با میدجو است دلم کاش
 بخواری که منم تا چه طلفت کردی غیر
 خوش آنکه ولی سخت سفرند و گوی
 جزین چه شکوه تو انم از آن مگر کرد
 بجز جوی که ولی در خور چندین خوار
 به صحت گلای میکند ولی در نه
 حسرت نگر که میکشد از تیغ حسرت
 آرزو صد کار کل از پیش دل نه
 نگر تلافی دل من کن که بجز بقر
 بودش نسلی تو غرض ای دل خوش

که سگناه کشی فهم میشود از اوست
 کش که جام زیب است ناچیزه است
 هزار بار فرون ناله از زبانم گفت
 پرسند که غیر از تو به عالم دگری هست
 در زمان ناز به نور از تو نهان میاست
 مهربانی تو هم در خور آن می است
 چون گاهی که کس در دست باغیا ز داشت
 که مرگ پیش ولی بدتر از شفاعت است
 اگر تسلی بکجا می نشود و معذرت
 آه اگر آنچه بدل کرده ام از من بچند
 ذوق که شهای تو بر من نمیست
 قاصد که رود جانبا و دیر تر آید
 که میرسد بچین و شتر مسامی کند
 بیچاره ندانسته که بی او نتوان بود
 که هر که در حق من هر چه گفت باور کرد
 بود روزی که بجز خود شل قرار نبود
 فدای است اگر صد هزار جان دارد
 این حسرت دگر که پشیمان نمی شود
 در نه بر من نا امید می کا آسان کرده بود
 این بار آن نکرده که هر بار کرده بود
 این وعده آفتسای آفتسای میکند

فغان که مردم و از خواریم نشد معلوم
مسکین را از عشق چه گویم که جهانیه
گنبدت ز پیش امین مغزش سبک است
تا بستم جز دل آوار که دارد
در مانده احوال خودم این چه جاست
بقدر عطاقت خود بولی غمی دارد

این شام هم بود ولی چون بپر رسید
در سخن بود بغیری چه برناشس ویم
هر چه میخواهی کن کنون بخش کاست
ز دردی بجز تو ای کاش جان نمی بریم
هزاران آه از آن سوار که چون بر آید
گر خوبش کند دل شیدا مرچه جرم
من همی میرم اگر نام جدانی شنوم
تا ب تغافل تو نذارم خدای را
فریاد از آن روز که یاد آرم و میرم

این چنین یکبار از دستم رده
بصبر دل نهم اما خار و دارد
بهر آشنیده ام سخنها
وعدۀ لطف نهانی میکنی
مرا به نغمه میزبان تسلی دهشت
ایک صبح مردم بصیر گلستان آرزوست

که بعد چو تملانی چه لذتی دارد
بچپاره همه عمر وفا کرد و جفا دید
ببچید که هرگز نماند بقف او دید
این صبر بجز غناست بیچاره که دارد
این صبر بجز عاشق نظاره که دارد

دل منست که نلذوه عالمی دارد
خاکت بس که روز شد و زنده بهنوز
شد خجل گفت که احوال تومی برسدیم
تن بخواری داده ام مرد جدانی تیم
که رشک وصل تو بر این آن نمی بریم
با امید شفاعت جانب غیر رسیدیم
شوقست و صد هزار تنگنما چه جرم
گر بهجران قدم کار چه خواهم کرد من
حرفی اگر شنیده از آنان من
حرفی که شب وصل بپر سیده ام از تو

خصت اول از پیشانی بخواه
که این چنین ستمی بودم دارد
شاید که تو هم شنیده باشی
میکنی اما زبانی نمیکنی
در بیخ از تو که این شنوه را شنیدانی
شبنم هنوز بر رخ گل آب میزند

۱۶۲

مادر غمخوار

میرزا حسن حسینی

چون گویم قصه شیرین دهان خویش را
از غم بجز بوی تو ام بس که درون لبر نیست
دیدم آن چشم پرستی که جانش نامند
بنام ادوی پروانه و دم سوز و
شوقی انبغ پرده شرم ترا و میکند
خندانم جوئی ز صراحی که این صدا
بیار کسی چگونه سازد

از کیدن آب میازم دهان خویش را
نال چون خط نوره ز خون لبر نیست
آن قدر آب که در دست لوان شست
که بر چراغ زده خویش را تمام نیست
لیک به بنامیکه عاشق را خیر خویش نیست
آواز پای آمدن گر بر من مست
چون با دل خود مینویزان خست

عجب دست از شاخ در زین رخ خوار و حمید
بسان مغز نادامی که از تو ام جدا ماند
سرای میایم بگیرم بر کس می رسم آنا
امروز با تو دعوی دل چون کند حمید
گشتم خجل ز دامن جانان و سعی خویش
ای بجز بود که در جبر این خواهد ماند
بجمله اش که بجز آتش و غم رفت یار آمد
مانده شان مود که زین شمع ازو

هر که را دیدم از صاحب دلان در کمال است
در اغوشم نمایانست غالی بودن جای
بنمود از رشک میگویم که بیارت بخیر باشد
روزی که داده بود خطی در میان خود
تا چند شوق گیرد و دست سا کند
قطره آب در آن و ناله گوید
ز جان سختی نمودن عاقبت را بکار آمد
شد فغانها خراب که قدرش نهال شد

۱۷۳

صاحب حسینی

بیاغ هستی خود چون تنگو فریاد ام
نرسد تا پا چشمه سنی نداری غیر آب
ز زخم تیغ نیریم ولیک می ترسم
شمار بخاندان ما بمشتر اگر تو بجاد ای
دایم بر جان خلافت اگر آرزو بمشتر
امی اصل روز فراق آمد و بسوزی

چو یاز شد نظر چشم از جهان بستم
که هر عضو تو نگذازد که عضو دیگر بشنم
که زنده مانم و گردی تو شتر سازان
بجای ریزه خم تو به شکسته براید
عوض روز قیامت شب تنهایی را
من اگر گشتنم بهتر ازین روزی نیست

نظری بر کعبه
شوقی غمگین

امرزدگر پیش من کن بختگ
 عاشقان نامی همچو ذواتانی داشتند
 بهنگام دود عشق منم نو عهد برین
 دی بیغیرمیزد و میگفت پنهان بر لب
 علاج کسری او تعافلت در لعل
 آنچنان غره بکسی که میان عدوت
 جو ز فلک کشد و آواز نغمت را بسود
 سگر طن کلاهش بنظر ناقاش
 بچرخال ها گنگه نشت شست استخوان
 مسی همان دندان که در دل من دیده
 فی کلاب است اینک بر خسا مهوش میز
 یک دیدم تمانی صد سال فرقت
 درین مدت غم چو آن عیبت بنحوه پیوست
 گویا تو برون میروی از سینه و گرنه
 بیدی در همه جانا مبرارم که مباد
 مشوار حال من غافل از خرم کاری
 شد عمر گرانی او بر طرف نشد
 آنکه شام زندگانی شمع لبم شد
 من جز از فریاد خود آزرده میگردد یک
 دولت این بود که در دیم بهنگام دود
 که ز کلینسی قفسم را نمی شنید

فزونی کبر
 نوحه علام ناقاش
 قشای سنه

اولن کنگه
 ۱۷۲
 قاضی از سنه
 نقل

کین خسته اگر دیر زید شام بسود
 کو کین آخ ز برور این قوم را بنام کرد
 چو بیماری که وقت مرگ ایمان از نهیست
 این سزای آنکه اظهار محبت میکند
 که در طبیعت عشق این دو همزاد
 بکشی خنجر و خونریزی و پروا نکنی
 و اندر زهرق چون بد طعمه سپاس شود
 و این خمیله ییست که بالا زده است
 سگ کوشین بجای آورد در سم آدیت را
 تبسم تو کند کجا چشم سرمه کشیده
 تا نسوزد عالمی آبی بر آتش میزنی
 گرد و غم فراق تو مرگم امان و بد
 ندانستم که از مرگم دولت خشنود دیگر
 جان دادن کس ایچ و دشوار باشد
 خون من میزی و گویند سزاوار نبود
 مباد او دیگری صید تر از خاک بگیرد
 بر من بقدر مرتبه عشق ناز کرد
 کی پس از مرگم طبعی بر سر گوید
 که بندم لب افغان سینه روزن مشغول
 آن قدر زنده نماندیم که محمل بود
 جانی بنه که از گوش حیرت کند

<p>مراسوای عالم ساخت چتر کمره آورش کلم از دست بگیرد که از کارش دم خود را بچنان بخود بی سوخت که دم بر زمین میشود گر این قدر زمان می تسم سخن گذشته گفتن بگذرد از کردن آن بان تلخ گوشتی سخن خن باشد بکدام امید واری کنم شکایت از تو مایی بودم بچاک آفتابم زنده کرد هم بان توستند و خاکستر نشینم کرده اند ترسم آخر سخن خاموشی کند گو یا مرا</p>	<p>نظیری را به مفضل مردم امروزه مظلوم بوی با زمین ازین است و فامی آید بی روی تو پروانه اشب بچراغم کار خد متت عمریت می بندم چه قدر چه شوست از دویکل سر جوت بگردن عمار گریست بچشمها کس خواهد شدن بدل نیکار دارم طلبی نهایت از تو دو شش در میخانه یکجا مشربم زنده کرد آتش افروزه از کاروان نمازده ام این قدر فیضی که من از بهرانی برده ام</p>
<p>بیزی کردن بچهارون کرد</p>	<p>بزمین برد و در مجلت محتاجا</p>
<p>مروه را موج زور یا بکت از اندازد چه شبیست خرام تو بر فستار نگاه دیده چون بسی دو عالم را تماشایی فریاد که این آب و نمک نشسته ترم کرد زانکه همچون نغمه تازی بس بود پیرانم که درین کلبه چو دل غمزه بسیار میست حسنی ای قاصد گشتیده بانی فضل کن از در خانه نامیگیزی خوش باشی</p>	<p>دل که بی عشق شد از رحمت حق دور شود هر کجا میروی ای شوخ همان در نظری در حقیقت عینکی بهتر ز پشت چشم نیست پیر بوسه و لبت بوسه دگر م کرد آسمان که خلعت منت می پوشان تبسم آبی دندان اندکی هسته ازین سینه گذر نامر تا ما که کم جان نموده است از شایسته مست تازی در خانه خرابی داری</p>
<p>چون قبله عشق منقذ است</p>	<p>از عا اعرابی عماد است</p>
<p>اگر بگردن بزمی بگذشت مریزانه ام</p>	<p>میرم از مجلت اگر سیلاب تشریف آورد</p>

در حسن
 در حسن

۱۷۵

عالمین بیک مصل
 در این عالم
 در این عالم

از این نشانه
 در این نشانه

بی مویان و کار
از چشم پلنگین زان
مهراتی
مهر لنگلانی

عشق است و بنابر بگمانی بی مهری روزگار گذشت	با سایه ترا نمی پسندم بیا آمده بود در محضر
وانگس که سر نهاد و بیای تو بر بنداشت گل سر آتش است اما نسوزد خار را منزل و دور دست اما نماز دل گما نام تو برد و باعث صد خطاب شد که فردا بر تخمیر بلکه فردای قیامت هم اما بشرط آنکه کردی رقیب من ولی آن هم مدار و طاعت شهبان من اگر بی داشت و لم غنیمه صفت و اگر م یکی دو ساخت بلای که بود جان تو چون تو شمن شندی من هم بستم خون این نقادم و دیگر سیم بریا و با لایش که من بی سر و پای زنده بجان و گرم سیرت ندیده ام ز خودم بخیر مکن چون لشکر گشته هر یک قاده جانی که که در خواب جان بندم ایدامی گردد	آن گس که پنهان و کجوی تو سر بنداشت بیار با برگه نیاز زار و دل غمید را ای که میر سی ز تو ترکان ماه و منزل کجا ناصح زبان گشود که لشکین و دهر را چنان از با فلکند اهر و زان قنار و چشم نظاره کن در آینه خورا حبیب من بر روز یکسی جز سایه من نیست یا من گل در پیش صبا زان گل غنا کردم بست آینه و او آنکه در لستان مرا نشستم تا که در خون اشک لاله گویند نیای بی هر چمن سروی که صبا در لبش قصه جان کرده الیکت است یا ز حال یک دم که با تو ام بسوی من نظر کن صبر من و دل و دین و عشق دل را بی شود در خواب چون من را با آنکه میمانم
حیا کنی ز من و شرم از خدای هر که در پہلوی من بشیند از دم گیرم که بود و یادگر که دل دیگر شاید که گفتت سبب و نوم شود	تو بجانب من هر که از حیا کنی جز خدای که نشان از غمزه یارم دهد جز کوی تو دل را بنو منزلت بخیر سیرم ز غم خود نفسی از برم مرو

فروغی باشد
ای چو ایوان آسمان

بیشتر از تو
لاکای چو آن
لا بافت ترنجی
موتی خنجر
فانی

جان جلدن بوشق نهستان بود که من	صد بار برده ام که برای تو مرده ام
در دودل من نهفتست نیست	دین در دودل گرفتست نیست
ایگدشت بدار و دانشد دل	این غنچه بگرگفتست نیست
یک چشم زدن غافل از آن ماه نیکم	ترسم که نگاه می کنی آنگاه نباشم
پس از عمر که با من گفت از او وفا خ	چنان گشتم ز خوشحالی که آنرا بر نفهمیدم
دستی که عنان خویش گیرد	امروز در آستان کس نیست
نیتتم گلچین برویم در میندای مینان	می نشینم گوشه کاوا در بلبل شنوم
تجویم در میان در گوشه گلشن گذاریم	اگر آتش را همان خاکستر او در کفن کرد
چونک ناصح آوایرسان کن سپاهی	که بنامید با دودل بر دین خوی ما
ای از دشواری آه فانی می ترس	بسکه آستان این ده تیوان خم ایدر
ز خورشید غم نمی شود سیلاب	چو باغ تشنه که آنرا پست آب در بند
دو گیت بدار الشافی میگیا	ز بهر مرض که بنا کسی شراب بچند
پراز دل در متاع آفرینش نیست کالای	چرا عاقل از انساب دنیا بر نمیدارد
در تمام عمر بی حال که با جانان گذشت	حرف نخصت بود آن غرضیکه از او کرد
ز دست عقلم خمیدم محلی بگام ز عشق	چو گووی که بجای با ادیب رود
ز غم دل دیدنش از جسمت	جای بجان خویش می بیند
بروز در دو غم دوری ز یار و آشنا بهتر	چو عضوی در دمندا فدا از اعضا بخدا
بمزم غم گشت که بچران طلب شوم	میگردد مبرگ که منی بتب شوم
وان بهای گنجی جان تو میداد بنور	ناز میخواست که بر من نذر این سودا را
پروانه بیما نظرد عشق کار خست	من حرفت نشنیدم بخت گوش که دوام
کی ترک سجد توبت در باغ	کاریکه کافری کند من حربه کنم

بای
ایین نیازی
مای اهل محبت
ببینی
بیرینس
بیکجه ادیب
بجایی کاشی

۱۷۷

فردا صبح
فردا صبح
فردا صبح

عبد الرزاق قریشی مرحوم نے حضرت منظر کے اردو اشعار مختلف تذکروں میں سے جمع کیے ہیں لیکن انھیں بھی اعتراف ہے کہ بعض اشعار الحاقی ہیں چنانچہ بہت سے مشکوک اشعار خارج کر کے صرف حسب ذیل اشعار یہاں پیش کیے جاتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۹)

گئی آخر جدا کر گل کے ہاتھوں آشاں اپنا	نہ چھوڑا ہاتھ بلبل نے چمن میں کچھ نشاں اپنا
ہم اے ہاتھ سے بیل بھی بھاگائے کہاں اپنا	ہم اس کو جانتے تھے دوست اپنا ہم سب اپنا
کھجوا باغیاں سے شیت رہ کے گلستاں اپنا	چلے ہم آتش گل سے جلا کر خانماں اپنا
نہ گل اپنا کیا میں نے نہ بلبل باغیاں اپنا	چمن میں کس بھروسے باندھتا ہر آشاں اپنا
یہ حسرت رہ گئی کیا کمروں سے زندگی کرتے	اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغیاں اپنا
جنوں سوں اس قدر روئیں کہ رسوا ہو گئیں آخر	ڈبایا ہائے ان آنکھوں میں آخر خانماں اپنا
فقس کے بیج کیا حسرت سے بلبل یہ کہتی ہے	کہ پھر بھی دیکھنا قسمت مجھے کا بوستاں اپنا
یہ بلبل بے اجازت باغیاں کے گل میں ملتی ہے	مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جی دے گی نہ وہاں اپنا
کہیں دینے میں جی کے وصل ہونا ہات لگتا ہے	دیا بر باد پڑوانے میں ناحق دو دماں اپنا
مرا جلتا ہر دل اس بلبل بے کس کی غربت پر	کہ گل کے آسرے پر چمن نے چھوڑا آشاں اپنا
رقیبیاں کی نہ کچھ تقصیر ثابت ہے نہ وہاں کی	مجھے ناحق ستا تا ہے یہ عشقِ بدگماں اپنا

۱۷۸

جو نونے کی سودشمن بھی نہیں دشمن سہ کرتا ہے
 کوئی آزرہ کرتا ہے سخن ایسے کو اسے ظالم!
 بہا راتے سے بیل نے بگاڑا ہے مزاج اپنا
 بہا رات کی کھل آئے باغ، بیل پھول کر بیٹھی
 گلوں کے فرش پر مت بیٹھی چونڈے کو ٹھلا بیل
 سحر اس سخن کے خوشد کون جا کر جگا دیکھا
 نہیں پایا مرے رفتے کوں اور فریاد کو بادل
 سخن کس کس مزہ سے آج دیکھا ہم طرف یارو
 ہمارے دل کوں کس کس ظلم سوں دیکھا او ظالم نے
 سخن کوں اپنے رنگیں اچلوں خوبی کی فوجوں میں
 جو اٹھ کر تیندے تیری طرف دیکھا او سالارن
 ہوا سوں بند اس کے غم میں... اس دن سوں؟
 میں دیکھا رات اس کی زلف کے بچوں کے بندوں کوں
 کبھی ملتا نہیں میرا ہٹلا کیا کروں مظهر

غلط تھا جانتے تھے تجھ کو جو ہم مہرباں اپنا
 یہ دو لتخواہ اپنا، منظر اپنا، جان جان اپنا
 سماتی نہیں ہے پھولوں میں نگرانی ہر راج اپنا
 دوا توں کو کہو اس وقت کر لیوں علاج اپنا
 خزاں کے آنے کی ہے خبر، رکھ سر سے تلج اپنا
 ظہور حق کوں دیکھا، خوب دیکھا، باضیا دیکھا
 برس دیکھا، جھڑی کوں بانڈ دیکھا، گڑ گڑا دیکھا
 اشارہ کر کے دیکھا، ہنس کے دیکھا، مسکرا دیکھا
 نظریں سچاں دیکھا، داغ کر دیکھا، جلا دیکھا
 ٹپٹ بے باک دیکھا، رینڈ دیکھا، من چلا دیکھا
 تاجہ قہر کا دیکھا، عصب دیکھا، بلا دیکھا
 کہ وہ مج کوں نظر بھیجے کے دیکھا، دل جلا دیکھا
 سحر زنجیر دیکھا، دام دیکھا، از دہا دیکھا
 تصدق ہو کے دیکھا، پاؤں پڑ دیکھا، ہنسا دیکھا

۱۷۹

گرچہ الطاف کے قابل یہ دل زار نہ تھا
 اس قدر جو روح جفا کا بھی سزاوار نہ تھا
 لوگ کہتے ہیں موا مظهر بے کس افسوس!
 کیا ہوا اس کے تئیں اتنا تو بیماریارہ تھا

زخمی تری نگہ کا اک پل جیا تو پھر کیا
 صیاد کی بغل میں ٹک دم لیا تو پھر کیا

ہیں کچھ غم کہ کیوں ملتا ہیں پیمان گل میرا
میں روتا ہوں یہ دل کی بے کسی پرہائے دل میرا

جواں مارا گیا خوبوں کے اوپر میرا مظہر
بھلا تھا یا بُرا تھا زور کچھ تھا خوب کام آیا

(ت)

رات کو عیش رہا تھا گل رخسار کے سات
جیسے بلب کو خوشی رہتی ہے گلزار کے سات
زلف کوں بات لگاتے ہی پکارا دل نے
جی چلا پیٹج میں اس زلف گرہ گیر کے سات
دل بہا اس طرح سے اور... ہو یا رو
جان جاتا ہے جد امشک کی جہکار کے سات
گرچہ اسلوب نہ ہوتے تو کچھ انصاف کرو
زندگی کیوں کہ کٹے ایسے ستمکار کے سات
جی گیا، جان گیا، دم بھی چلایا ار کے سات
ایک دم تھا سو وہ بھی نہ رہا پھر مظہر

۱۸۰

(س)

ہم نے کی ہے توبہ اور دھو میں چجاتی ہے بہار
ہائے کچھ چلتا نہیں! کیا مفت جاتی ہے بہار
لالہ و گل نے ہماری خاک پر ڈالا ہے شور
کیا قیامت ہے موؤں کو بھی ستانی ہے بہار
نرس و گل کی دکھو کلیاں کھلی جاتی ہیں سب
پھر بھی ان خوابیدہ سنتوں کو جگاتی ہے بہار
ہم گرفتاروں کو اب کیا کام ہے گلشن میں لیک
جی نکل جاتا ہے جب سنتے ہیں آتی ہے بہار
شخ گل ہلتی نہیں یہ بلبوں کو بلوغ میں
ہاتھ اپنے کے اشارے سے بلاتی ہے بہار

لوگ کہتے ہیں مر گیا مظہر فی الحقیقت میں مگر گیا مظہر

(ق)

جہاں آباد ان دونوں کے ہے بیچ ادھر جہاں، ادھر رہنا ہے حقیق

(ل)

اب کوئی ساعت میں آویا کرتا ہر ملول ایک دم کون بلبلو کیوں بیٹھتی ہو پھول پھول

(م)

اتنی فرصت دے کہ رخصت ہو لیں لے بیٹا دم مدتوں اس بلوغ کے سایے میں تھے آباد ہم

(ن)

گل کو جو گل کہوں تو ترے رو کو کیا کہوں ڈر کو جو ڈر کہوں تو اس آنسو کو کیا کہوں

مجھ پر ہوا ہے تنگ سجن عرصہ سخن بولوں ننگہ کو تیغ تو ابرو کو کیا کہوں

مدت سے اس خیال کے آیا ہوں بیچ میں گرمی کہوں مگر کو تو گیسو کو کیا کہوں

رونے سے تجھ فراق کے آنکھیں مری گئیں ڈوبایہ خاندان اس آنسو کو کیا کہوں

دیوانہ کر لیا ہے مری جان و تن کے تئیں مالی تری بہار کے جادو کو کیا کہوں

کرتا ہے جو رجوع عرض اپنے ہی یار کے مظہر ترے ستمگر بد خو کو کیا کہوں

۱۸۱

رشتہ جاں ہی اگر موتزا تا ردا من آہ! اس پر بھی سمجھتا ہے تو باردا من

دیکھ کر گل نے کہا تجھ پہ نزاکت ہے ختم کس ادا ساتھ کچھکتا ہے یہ ماردا من

کسی کے خون کا پاپا، کسی کی جان کا دشمن نہایت منہ لگایا ہے سجن نین بیڑہ پاں کوں

توفیق دے کہ شور سے اک دم تو چپ رہے آخر مزید دل ہے الہی جس نہیں

(۹)

آتش کہو، شرارہ کہو، کونلا کہو مت اس ستارہ سوختہ کو دل کہا کرو

آج مت رنگِ حنا سے کفِ پالال کرو اے بتاں، اس دل پر خون کو پامال کرو

اب رقیب اس بزم میں جا کر ہوا پیرِ مغال جاے تعظیم است لے یارو! اے گرجی کہو

(۸)

اس گل کو بھیجنا ہے مجھے خطِ صبا کے ہاتھ اس واسطے پڑا ہوں چین میں ہوا کے ہاتھ

میرزاہوں میرزاہی گل دیکھ ہر سحر سورج کے ہاتھ چوڑی و پنکھا صبا کے ہاتھ

آزاد ہو رہا ہوں دو عالم کی قید میں مینا لگا ہے جب سستی مجھ بے نوا کے ہاتھ

منظر چھپا کے رکھ دلی نازک اپس کا توں یہ شیشہ بیچا ہے کسی میرزا کے ہاتھ

پھولے ہیں گل چین میں صنم کا جمال دیکھ لالہ بدل ہے داغ ترے مکھ کا حال دیکھ

بلبل فدا ہوئی ہے ترے رخ پہ اے صنم سنبل ہے پیچ پیچ تری زلف و بال دیکھ

کیا جواں مارا گیا خوباں کے ہاتھ لاکھ حسرت کھیت آئیں جس کے ساتھ

(ی)

تجلی گزری پست و بلند ان کو نہ دکھلاتی
فلک یوں چرخ کیوں کھاتا زیں کیوں فرش ہو جاتی
خاتیرے کھتے یا گرتے اس شوخی سے سہلاتی
یہ آنکھیں کیوں بہو تو یہ آنکھوں کی نیند کیوں جاتی
اگر یہ سرد مہری تج کو آسائش نہ سکھلاتی
تو کیونکر آفتابِ حسن کی گرمی میں نیند آتی
ابھی درد و غم کی سمر میں کا حال کیا ہوتا
محبت گر ہماری چشم تر سے منہ نہ برساتی

جھکی ہے فوجِ گل اور عدلیاں کی پکار آئی
ارے ہنستا، کیا وہ دیکھ دیو انے بہا آئی
نہ جانوں صبح دم بادِ صبا کیا جا پکار آئی
کہ غنچے کا دلِ نازک چین کے بیچ پھاڑ آئی
کیا بلبل نے نالہ، آہِ قمری نے، روئی شبنم
خدا یا، باغِ عیس آئی قیامت یا بہا آئی

کبھی اس دل نے آزادی نہ جانی
یہ بلبل تھا قفس کا آشنیانی
خدا کو اب تجھے سو نپا ارے دل
یہیں تک تھی ہماری زندگانی

قائل کو دیکھ بھیر گلی کی سمٹ گئی
یہ راہ چھاتیوں کے کواڑوں سپٹ گئی

اودھر نگہ کی تیغ، ادھر آہ کی سنان
اس کشمکش میں عمر ہماری بھی کٹ گئی

سوائے اس لب تیر میں مجھے خوش نہیں شکر پاپے
حلاوتِ فیم دل کھاتا، پیٹھے جگ کے سب کھارے
اوکھرو نے لگایا عنبریں زلفوں کے پیچوں میں
گلستانِ دل کے چشموں میں گلِ شبنم کے قوارے

بوجھایا دلبر جاتی تے آگر میر رحمت سے
 طبیب! ٹھ جا سرھانے میں علاج (اب) ہو چکا میر
 رسی پر ہو چا اوشاہ حسن کو جلدی جاں ہوئے
 شب اوس ہناب کی بزم میں مہر عرق افتال

رقیبوں نے نپٹ دہکا دیے ہیں غم کے انگڑے
 جہاں میں کوئی جیتا ہے دیوانہ زلف کے مانے
 لے تانڈا اشک کانے لے توں سوئے... بجائے
 کلیجا پھٹ گیا ہناب کا کرنے لگیں تارے

یہ دل کب عشق کے قابل رہا ہے
 نہیں آتا کسی تکیے اوپر خواب
 خدا کے واسطے اس کو نہ ٹو کو
 گذر گئے دین اور دنیا سے تس پر
 غنیمت جان قاتل جانِ مہر

کہاں ہم کو دماغ و دل رہا ہے
 یہ سر پاؤں سے تیرے پل رہا ہے
 یہی ایک شہر میں قاتل رہا ہے
 نرا گھر اور کئی منزل رہا ہے
 یہ مقتولوں میں ٹک بسل رہا ہے

۱۸۴

خبر کو یار کی دل کو میں بھیجا کہ جلاوے
 عزیزان ایک لمحہ میں مرا جی اب نکلتا ہے
 موامظہر ٹپا ہے یار کے کوچہ میں کسی دن سے

نہیں معلوم ہوتا ہے لے کب تک خدا لائے
 طبیب عشق کو کوئی شتابی سے بلا لائے
 خدا کے واسطے اس کو کوئی جا کر اٹھا لائے

اگر ملے تو خفت ہے وگر دوری قیامت سے
 کوئی لیوے دل اپنے کی خبر یاد لبر اپنے کی

غرض نازک دماغوں کو صحبت سخت آفت سے
 کسی کا یار جب عاشق کہیں ہو کیا قیامت سے

الہی مت کسو کے پیش رنج و انتظار آوے
 ہمارا دیکھے کیا حال ہو جب تک بہارا آوے

حضرت مظہر کی فارسی شاعری

(از جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب)

حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ (دم ۱۱۹۵ھ) کا شمار صوفیہ اکابر میں ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (دم ۱۱۷۴ھ) ان کے متعلق لکھتے ہیں :-

”شریعت و طہارت کے راستے میں اور کتاب و سنت کی پیروی میں اس قدر ثابت قدم ہیں کہ اس وقت بلادِ ہندو میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ شاید رومیوں میں بھی نہ ملے۔ بلکہ زمانے کے ہر حصے میں ایسے عزیز اور لوگ کم ہوئے ہیں اس عہد کا تو ذکر ہی کیا جو فتنہ و فساد سے بھرا ہوا ہے۔“

ایک اور جگہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ :-

.... اس وقت حضرت میرزا جانِ جاناں کی مثل دنیا کی کسی اقلیم اور شہر میں کوئی نہیں ہے

۱۸۵

جسے مقالاتِ سلوک کی آرزو ہو وہ ان کی خدمت میں جائے۔“

حضرت مظہر واقعی ایسی عظیم المرتبت شخصیت تھے کہ ان سے بلادِ عرب بھی مستغنیں ہوا یعنی ان کے خلیفہ حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمہ (دم ۱۲۱۴ھ) کے فاضل شاگرد اور خلیفہ حضرت خالد کردی رومی (دم ۱۲۲۲ھ) کی وجہ سے ترکی، عراق، شام اور عرب میں بکثرت لوگ فیضِ یاب ہوئے بلکہ ان کے نامِ نامی کی وجہ سے ان کا سلسلہ، خالدیہ کہلانے لگا۔

حضرت مظہر رحمۃ اللہ علیہ شعر و شاعری میں بھی بلند مقام رکھتے تھے۔ اردو شاعری میں ان کو اس تحریک کا بانی سمجھا جاتا ہے جس نے ابہام گوئی کو ترک کیا اور جذبات نگاری، فطری اور حقیقی شاعری، نیرسلاست اور روانی کو رواج دیا۔ لیکن فارسی شاعری میں بھی ان کا یہی رنگ ہے اور اس شاعری کی تمام روایات ان کے یہاں موجود ہیں۔ ان کی پسند کا یہی رجحان ان کے خریطہ جواہر میں بھی ہے جس میں ان کے انتخاب کردہ تقریباً پانچ سو معروف اور غیر معروف

① مکتوباتِ شاہ ولی اللہ (ترجمہ احمد رضا) مطبوعہ سہارنپور، صفحہ ۲۲۔ شاہ صاحب نے اپنے مکتوبات میں حضرت مظہر کو قیمتی طریقہ احمدیہ اور داعی سنت نبویہ وغیرہ القاب سے بھی یاد کیا ہے۔

② بحوالہ انقاس الامرار از نعیم اللہ بھٹائی (مطبع اسدی لکھنؤ، ۱۲۹۱ھ) صفحہ ۲۲۔

شعرا کا کلام مذا ہے۔ مولانا شبلی مرحوم اس انتخاب کے متعلق لکھتے ہیں:-

”میں نے ثقافتِ دہلی سے سنا ہے کہ مرزا غالب وغیرہ کا خیال تھا کہ ہندوستان میں فارسی شاعری کا مذاق صحیح مجددِ بارہ قائم ہوا ہے اس انتخاب (خریطہ جواہر) نے قائم کیا۔“

دیوان اور خریطہ جواہر کے قلمی نسخے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ ⑤۔ مطبع

مصطفائی (کانپور) سے ۱۲۷۱ھ میں جو دیوان (مع خریطہ جواہر) شائع ہوا تھا اس میں حضرت مظہرؒ کے خود نوشت حالات بھی ہیں۔ یعنی:-

”بعد حمد و صلوة فقیر جانِ تنہا، تخلص مظہر، پیر میرزا جان، جانی تخلص کے علوی نسب ہندی مولود حقی مذہب و نقشبندی مشرب است احوال خود را بعض اجاب می رساند کہ در سال شانزده از عمر بر روی این خاک راغب از بیستی نشست و در بیست مشیت خاک خود را بر امان درویشاں بست۔ مدت می سال بر در مدرسه و خانقاہ جاوید کیش و ایام گیرندہ عمر درین شغل شریف گذرانید بچول اشرف و قوۃ۔ در طول مدت زندگی دست طلب بہ لوث دنیا نیاودہ پای سہی دریں راہ نفرمود۔ امر و کہ ہزار و صد و ہفتاد ہجری است و عمر بشصت رسیدہ از بیست سال بہ کج عمر است۔ و جو اتے سراپا جانے جمع و تصحیح این کلمات را تکلیفم کرد۔ بعد تعین از سفینہای بسیار از بیست ہزار بیت قریب یک ہزار آں ہم بے ترتیب ردیف و اکثرش غزلہای نامام بدست آمد از نظر گذشت“

۱۸۶

اس عبارت سے واضح ہے کہ حضرت مظہرؒ سولہ سال کی عمر میں یتیم ہو گئے تھے، بیس سال کی عمر میں اہلِ اشرک دامن پکڑا اور بیس سال مدرسہ اور خانقاہ سے تعلق رکھا۔ ۱۱۷۰ھ میں ان کی عمر ساٹھ سال کی ہو رہی تھی اور قریب بیس سال سے وہ گوشہ نشین ہیں اور اب ان کے بیس ہزار

① مقالاتِ حنبلی (اعظم کرم ۱۹۳۶ء) جلد پنجم صفحہ ۱۳۹۔ ② خریطہ جواہر اور حضرت مظہرؒ کا فارسی دیوان ۱۲۷۱ھ میں مطبع مصطفائی کانپور سے پہلی بار شائع ہوا تھا۔ پھر بارہا کئی جگہ سے شائع ہوا بلکہ خریطہ جواہر الگ بھی شائع ہوا۔ قلمی نسخے کئی کتب خانوں میں موجود ہیں۔ انجمن ترقی اردو کے کتب خانے میں بھی ہیں۔ خریطہ جواہر (مکتوبہ ۱۱۶۰ھ) پر وفیسر محمد شفیع مرحوم کے یہاں بھی ہے۔ اور ۱۱۵۰ھ کا دستِ بکرہ دیوان انجمن ترقی اردو کے کتب خانے میں بھی ہے۔

اشعار میں سے قریب ایک ہزار اشعار پیش کیے جا رہے ہیں۔
حضرت مظہر کے دیوان میں زیادہ تر غزلیں ہیں۔ رباعیاں کم ہیں۔ واسوخت بھی ہے اور محاسن
میں ایک محسن میلی کی غزل پر اور ایک میرزا صاحب (دم ۱۱۳۱ھ) کی غزل پر ہے۔ دو چھوٹی شہنویاں
(نظم) ہیں اور ایک قطعہ تاریخ بھی ہے۔ غزل میں ان کو طالب آملی (دم ۱۱۳۶ھ) کی زبان اور
”خوش ادائی“ زیادہ پسند معلوم ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں:-

کے تو ان شدہ صیغہ بیل آمل کثرت یاد و باز نگر خاں غیر از فراموشی مرا
بے سند مظہر نباشد بیچ فن را اعتبار نالہ موزوں کر دم از بلبلی آمل رسید^۱
لیکن ایک جگہ وہ خود کو آزادانہ طرز سخن والا کہہ رہے ہیں کہ:-
سرفرو با کس نمی آرم در طرز سخن خوش ادائیہای مظہر میرزا را بندہ ایم
اور یوں بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

بحرف کس نامزد حرف من مظہر جو جبریلیم خدا ہے واسطہ تعلیم واصلاح سخن کردہ
اور یہ بھی کہ:-

میرزا مظہر بہ مہر ویاں نہ دارد احتیاج ہچھو نور مردیک شمع شب تا خود است
لیکن لوگوں کی داد اور تعریف سے بے نیازی بھی ہے:-
حاجم تیت بتعریف عزیزاں مظہر کہ سخن محی کند اظہار سخندانیا من

① غالباً سعد اللہ گلشن دہلوی (دم ۱۱۳۱ھ) کے متعلق اشارہ ہے:-

بخاطر بہت کزدیوان گلشن نقل بردارم تو سیم جای بسم اللہ شکل شراخ سبیل را
مکن ہے کہ آپ کے بعض اشعار سے اردو شعرا نے فائدہ اٹھایا ہو۔ مثلاً آپ کا شعر ہے:-
آن خود فروش آیینہ تا دید محو شد کتر ہر عری جنس دکاتے ہم رسید
غالب نے اس مضمون سے قریب اس طرح کہل ہے:-
آیینہ دیکھ اپنا سامنہ لے کر رہ گئے صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غور تھا
ایک شعر ہے:-

مئی تو ان بست اس چینی نقش تو با تصویرین تیغ درد سے و دردست دگر زنجیر من
لیکن داغ اپنے بے کہتے ہیں:-

ہاتھ نکلے اپنے دونوں کام کے دل کو تھاما ان کا ذامن تھام کے

اُن کا مزاج نازک اور تہایت نفاست پسند تھا اس لیے فرماتے ہیں کہ :-

چو بواہر گل ایں بلوغ پیوند است جام را
بجای سنگ طفلان پارہای شیشہ بایزد
درجای سنگ شیشہ توان بر سرش زدن
طفلان دبارغ منظر دیوانہ نازک است

نفاست پسندی اور نازک مزاجی کی وجہ سے حسن پسندی شروع ہی سے رہی تھی اور وہ پیری میں بھی رہی فرماتے ہیں :-

منظر مگو کہ پیری و نظارہ بد نماست
نگیور باطن اہل صفا زنگ از نظارتی
دین ما دیدن و پھیانت کہ دیدن مشکل
باشکوہ فقر حسن با صفا را بندہ ایم
گلگشت لازم ست چو باد سحر مرا
تصوف نیست ہرگز ردل آئینہ صورت را
تہ رسیدن بہ بتان کفر و رسیدن شکل
گرچہ شاہیم اے خداوندان شمارا بندہ ایم

اپنے نام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک اچھا مضمون پیدا کرتے ہیں کہ :-

ز تاثیر محبت در دلش کر دیم جا منظر
بجا باشد اگر خوانندیا راں جان جان بارا

اُن کے یہاں مضمون آفرینی یوں بھی ہے :-

ترگس از تربت من رستہ و خواب گومیند
سیر قسمت کن کہ چون زنجیر جوہر دار چرخ
یک سیرطہ بدست من و یک در کف او
تو بہ خود کہ دم ولے ذوق شرابم در سر است
جوی شیر آوردن از کسار چیراں کار نیست
در خواب ہم رخ تو نہ دیدم از آنکہ بود
کار ساران ازل نیستی و ہستی را

کبھی کبھی الفاظ کی رعایت سے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مثلاً :-

ما از نئے قلیان کے کام گرفتیم
می توان داد بجا خدمت خیا طی خویش
آخر ز لبش یوسہ بہ پیغام گرفتیم
کہ بیالای تو عمر بیت نظر دوختہ ایم
بجوہر ہای خود دائم بہ زنجیر بست زنجیرم
بجوہر ہای کندہ کس کہ باد یوانہ بد باشد

چشم پر چشم چو اقدار گرفتار بہا است
 حلقہ بر حلقہ چو افزود دگر زنجیر است
 در جنوں ہم میرانی انخراج من رفت
 کز بڑے خوش حماسے ز گلخن داسم
 لیکن ان کے مزاج بلکہ ان کے خمیر میں حسن پسندی و دلچت تھی اس لئے وہ ہر جگہ اس حسن کے مقابلہ تھے
 جذبات نگاری بھی اسی لئے ان کی شاعری کی نمایاں خصوصیت ہے۔ مثلاً: ①

جان دادہ اند بسکہ غریباں درین دیار
 یک سنگ لہ نیست کہ لوح مزار نیست
 ہزار عمر فدائے دے کہ من از شوق
 بخاک و خون طیم و گونی از برای من ست
 سینہ واکر وہ بہ گلشن چو خرمایاں گذرد
 بلبل از گل گذرد و گل زگرمایاں گذرد
 دماغ عشق نازک تر ز حسن است
 ترازنگ و مرا بو آفسریدند
 شمع ساں جائے بہر نرم از آتم دادند
 کہ سرم داغ بعشق بگل دستار تو بود
 تو دردی بہ غم امین و آن کہ پروازد
 بجای جان کہ تو باشی بجان کہ پروازد
 مظہر از نالہ ما گشتہ جہاں تیرہ و نار
 خام سوزیم ز بس سخت بدود آمدہ ایم
 قفس کے سدراہ و حنت مای تو اندر شد
 ولیکن رحم بر تنہائی صیاد می آید
 شاعرانہ لطافت پیدا کرنے کے لیے کبھی کبھی تکرار یا الفاظ سے بھی کام لیتے ہیں۔ مثلاً:-

۱۸۹

خوش شد دل کہ دوش بجائے ز کوی دست
 سنگین گذشت و دیر گذشت و گراں گذشت
 آہ مظہر تو کجائی کہ پئے جستن تو
 مسجد، ہر صبا، چرخ جدا می گردد
 رحم آیدم کہ بے تو جہاں پیش می برد
 بے کس دلم، غریب دلم، بے نوادم
 بود چوں بند و سبت وضع ہر کس در خویشانش
 زمین دل بستن و از یار بر جویم کم بستن
 لیکن تصوف اور منصفانہ زندگی ان کا شعار تھا اور اس کا ذکر بار بار آتا ہے۔ مثلاً:-

نہ کرد میل بہ دنیا ی فاحشہ مظہر
 اگر چه حسن پرستیت پار سالی خوشی ست

① حسن پسندی اور دوست نوازی لازم و ملزوم ہیں۔ اسی لئے وہ اپنے دوستوں کو بھی بہت یاد کرتے ہیں۔ مثلاً:-

ہرم از یاران دیرین یاد می آید مرا
 کوہن از آب شیرین یاد می آید مرا
 مظہر و یاران دور افتادہ اش جز وہم اند
 این ورتہا را کہ می بینی کتابے بورہ است
 شد پریشان مجمع اجاب و بدتہا گذشت
 ظاہرازاں فرقہ مظہر نام یارے ماندہ است
 من آن خالم کہ رفتنہای یاران داد بر یادم
 فراق دوستان کرا ز حیات خوشی ناشادم

مظہر زعفر طرفہ کمالے ہم رساند
 ارباب صفادوست ز دشمن نشناسند
 نہ تمتعت ز دنیا، نہ ز دین نصیب مظہر
 کثرت این نقشہ اعراض تجلیہای اوست
 عمر باشد خوش بہ کنج نیستی آسوده است
 میرزا مظہر حریف بر ہم هست و بود نیست

انہوں نے وجود عدم سے متعلق بہت لطیف انداز میں فرمایا ہے :-

مظہر ہمہ بخواب عدم بودہ ایم غرق
 تا چشم واکنیم جانے ہم رسب
 از پئے کسب فنا جملہ یہ بود آمدہ ایم
 بہر معدوم شد نہایہ وجود آمدہ ایم
 کے کسے پیشتر از وقت مقرر میرد
 در شب ہجر اجل کرد نگہبانی من

اور یہ عجیب بات ہے کہ ان کے متعدد اشعار ان کی ”بے گناہ“ اور معصوم شہادت سے متعلق (بطور پیشین گوئی) پائے جاتے ہیں :-

بنا کردن خوش رسمے بخون خاک غلطیدن
 خدا رحمت کند ای عاشقان پاک طینت یا
 بہ لوح تربت من یافتند از غیب تحریر
 کہ این مقبول را خبر بے گناہی نیست تقصیر
 اگرچہ بے گنہم می کشد خوشم مظہر
 کہ می کند بہ وقایار امتحان مرا
 ہزار عمر فدای دے کہ من از شوق
 بخاک و خون طیم و گونی از برای من است

190

ان کے دیوان میں دو شہوایاں (منظومات) ملتی ہیں۔ ان میں سے پہلی شہوای کے چند اشعار اپنی سلاست کے باوجود حمد اور تعنت میں بڑی مقبولیت رکھتے ہیں۔ اور ان کو نظر انداز کرنا گویا حضرت مظہر کے کمال کو نظر انداز کرنے کے مترادف ہے۔ ملاحظہ ہوں :-

خدا در انتظارِ حیدرِ نیست
 محمد چشمِ بر راہِ ثنا نیست
 خدا مدحِ آفرینِ مصطفیٰ بس
 محمد حامدِ حمدِ خدا بس
 مناجاتے اگر بایدیاں کرد
 بہ بیٹے ہم قناعت می توان کرد
 محمد از تومی خواہم خدا را
 الہی از تو عشقِ مصطفیٰ را
 دگر لب واکن مظہر قصول نیست
 سخن از حاجت آفرینِ تقصولیت ...

اس کے بعد ایک اورثنوی تیس اشعار کی ہے، پھر ایک قطعہ تاریخ ہے جس کا تاریخ والا شعر
یہ ہے :-

دی نہر کشود از سرِ راز رعنائی سرود شد دوبالا

۲۰۰ + ۹۴۶ = ۱۱۴۶ م

اس کے بعد خریطہ جواہر ہے جس کے چند اشعار یہاں نقل کرنا بے محل نہ ہوگا۔ ان اشعار سے
حضرت مظہر کے اعلیٰ ذوق کا اندازہ کیا جاسکتا ہے :-

زاگشتم نسیم غنچہ فردوس می آید نمی داتم سحر بند گریبان کہ واکردم
بدشنام دگر امیدوارم چه خواہی عذر بدشنام گذشتہ
(طالب علی)

مے باقی و ماہتاب باقی ست مارا بتوصد حساب باقی ست
دیوانہ برا ہے رود و طفل برہے یاراں مگر ایں شہر شامنگ نہ دارد
(سیتی تھانیری)

۱۹۱

شورے شد و از خوابِ عدم دبیرہ کشویم دیدیم کہ باقی ست شبِ فتنہ غنچہ
برادرانہ بیاقستہ کنیم رقیب جان ہرچہ دروہست از تو یاراں من
(غزالی شہدی)

عجب کہ شمع شبے درمرا می من سوزد من آن نسیم کہ کسے از برے من سوزد
لے صیبا از آمدنِ دولاست یوسف از صحر باز گویاوی پیرا بن یہ کنعان کے رسد
(مرضی حسی)

لالہ دارغست از فغانِ بیل و گل بے خبر آستار حے نہ کرد اما دلی بیگانہ سوخت
سیر دیوانگی سلامت باد رازِ مارا چہ پردہ پوشی کرد
(ابو طالب سلیم)

عشق روزے کہ پئے چاک گریبان می گشت عمر با بود کہ مجنون تو عیاں می گشت
(سعد اللہ گلشن)

(مرزا جلال آسیر)

باقرگمان مهر و وفا داشتی بیار

این جورها سزای دل بدگمان تست
(ملا باقر کاشانی)

نمی گویم دلم او دارد اما این قدر گویم

که من دل را ندیدم پیش خود تا دیده ام او را
(میر حسنوری)

مارا و اداع کرد دل و دین و هر چه بود

اِلا سیر نیاز که بر آستان بماند
(د امیر خسرو)

کشتی که عشق دارد زنگدات بدین سان

بجنازه گرنیائی بزار خواهی آمد
(")

تیغ از گوی سوختگان تندگذرد

آب از زمین تفته به لنگر کند گذار
(صائب)

کاش در تاراج گلشن صید گلچین می شدم

پیش از آن که ز آتشیان صیاد برداردم را
(راعی دانش)

پیوند دوستی تو زان پاره می کنم

تا باز دوزم و بتو نزدیک تر شوم
(حافظ شیرازی)

به لطف دلبر من در جهان بیستی دوست

که دشمنی کند و دوستی بیفزاید
(سعدی)

۱۹۲

آخرین یہی کہنا پڑتا ہے کہ :-

ز داغهای سراپای خود تو شوم منظر

که جز جزو مرا غم به انتخاب رساند

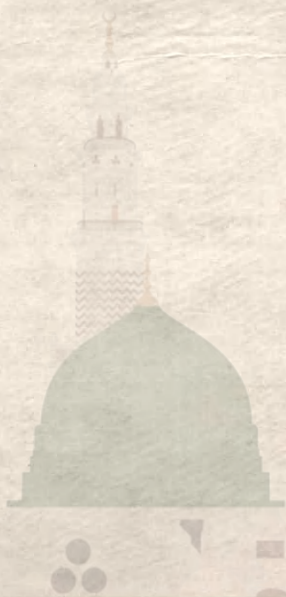
مطبوعہ: احمد برادر س پرس پرنٹرس - ناظم آباد علیہ کراچی

www.maktabah.org

۱۵۶



www.maktabah.org



www.maktabah.org

506

المصطفیٰ اکادمی

لطیف آباد، حیدرآباد



www.maktabah.org

Maktabah Mujaddidiyah

www.maktabah.org

This book has been digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org).

Maktabah Mujaddidiyah does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.